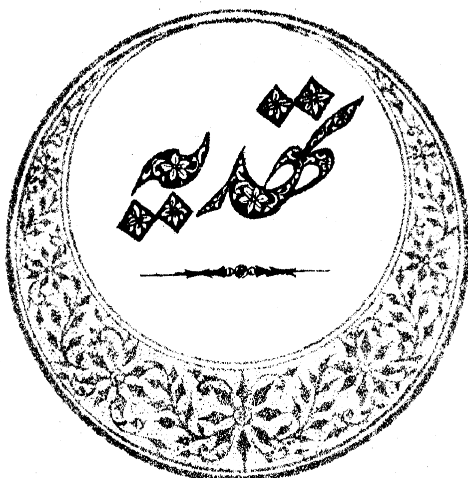
فہرست مضامین

صفحہ

فہرست تصاویر

بندگانعالی متعالی مظفر الممالک نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر ظلہ العالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ



مترجم یہ کتاب عالیجناب نواب میر اسد علیخان نظام یار جنگ نظام یار الدولہ حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہٗ کے نذر کرتا ہے جو صدر صفۂ تاجداری - بدر قبۂ کامگاری - اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت کے دربارِ دُربار کے امراے عظام سے ہیں آپکی ذاتی اوصاف و کمالات - حق شناسی - خوش خلقی - سیرچشمی محتاج بیان نہیں - سارا ملک واقف ہے آپکا معزز خاندان سلاطین مغلیہ کے

عہد مین بہی بہت نامور و ممتاز رہا۔ امانت خان و دیانت خان کے نام

تاریخ عہد اورنگ زیب سے کبہی محو نہ ہونگے۔ اور شاہنواز خانِ اوّل

و خانخانانِ اول کی صولت دربار آصفی مین یادگار رہیگی۔ نوابصاحب

ممدوح بالقابہ رضوی سید ہین۔ اور یہ بھی ایک حسن اتفاق ہے کہ روضہ

مشہد مقدس کے کلید بردار آپ کے جد امجد تہے۔ یہ خدمت بھی

کچھ ایسی ویسی نہ تہی بلکہ اسقدر وقعت و منزلت کی نگاہ سے دیکہی

جاتی تہی کہ شاہان کجکلاہ اوسکی آرزو کرتے تہے۔ وَالقِصَّہ بِطُولِہا

الحاصل مترجم کی یہ آرزو ہے کہ یہ ہدیہ مقبول ہو۔

دعاگوئی ترقیخواہ

سید محمد حسن بلگرامی

(مترجم کتاب)



یورپ سے ایشیا تک لوگ مان گئے کہ امیر عبدالرحمن خان
غازی حکمران دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ' دنیا کے اُن
مدبرون مین ہین جنکے ذہن ثاقب و فکر صائب کی روشنی دور دور
کی نگاہون کو خیرہ کر رہی ہے اور قرب و جوار کے گم کردہ راہون کو
طلوع صبح صادق کی طرح منزل مقصود کی راہین دکھا رہی ہے۔ انکی
حالات سے اگرچہ بہت سے سیاحین یورپ نے بحث کی اور انگریزی

اخبارون مین بہی اسنکے تذکرے بہت کچھ چھپ چکے لیکن بعض
مضامین تو اختصار کیوجہ سے بے کیف سے ہے اور اکثر تعصبات
کی امیزش سے قابل وثوق نہ سمجھے گئے ۔

مدت سے اہل ہند خصوصًا اہل اسلام انکی سوانح اوقات
وارتقاے درجات وملک گیری وباج ستانی وطرز سیاست وآئین
ریاست ورفع مکائد ودفع معاندے کے مفصل حالات سُننے اور دیکھنے
کے مشتاق تھے کہ جہان اوستاد نے کیا کیا پیچ نکالے اور کیسے
کیسے توڑ کیے کہ میدان ہاتھ رہا ۔ کن کن گتھیون کو سلجھایا اور کیا
کیا اولجھنین ڈالدین کہ ناخن افکار اون عقدون کے حل کرنے مین
بیکار رہے ۔

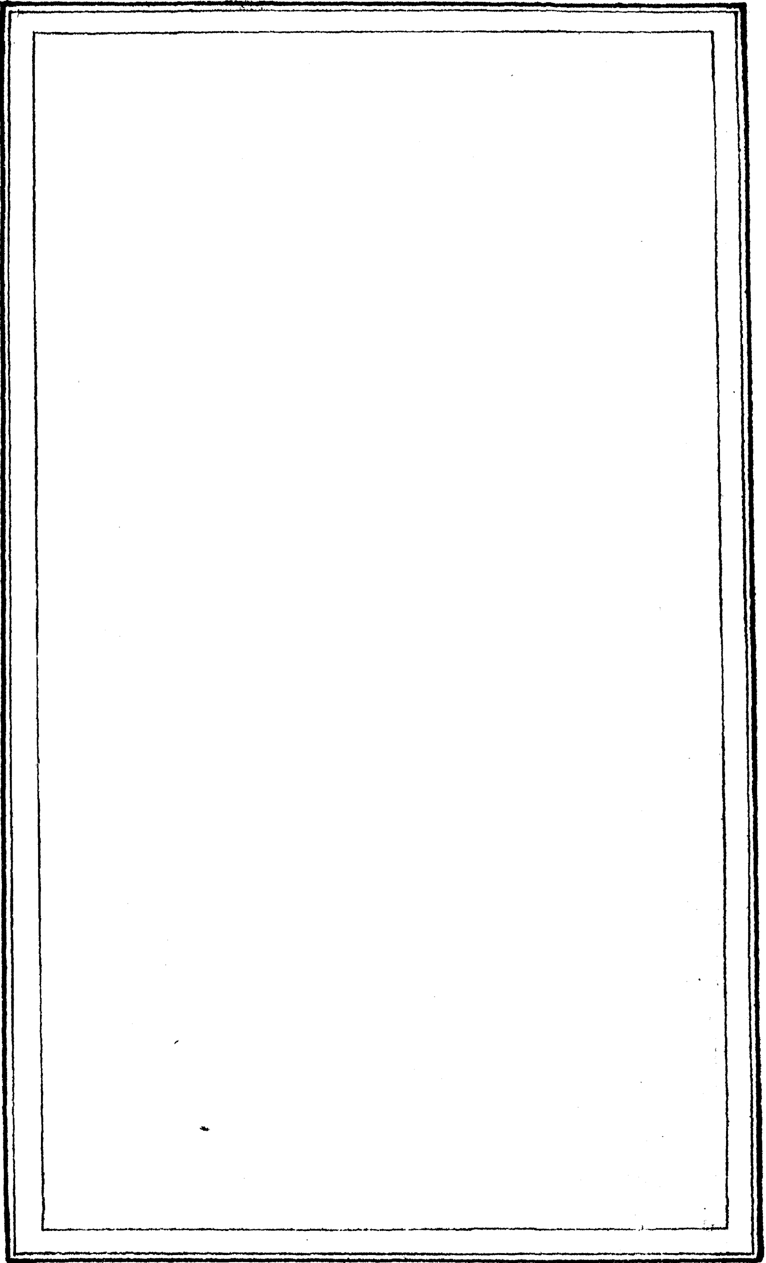
بالفعل لندن مین انکی ایک لائف طبع ہوئی جو اُنہین کے
سکرٹری آف اسٹیٹ سلطان محمد خان بیرسٹرایٹ لا کی لکھی ہوئی
ہے جس مین اونکے مفصل حالات درج ہین ۔ اس کتاب کی دنیا مین

بہت کچھ شہرت ہوئی اور اکثر اخبارون مین ریویو لکھے گئے۔ چونکہ کتاب انگریزی زبان مین تھی اس لیئے اکثر وہ لوگ جو انگریزی زبان سے نا آشنا ہین اسکا لطف اٹھانے سے محروم رہے۔ میرے ایک شفیق عزیز کرم فرما مولوی سید بشارت حسین صاحب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کتاب کا نہایت سلیس اور عام فہم اردو مین ترجمہ کرون تاکہ وہ حضرات جو انگریزی زبان سے نابلد ہین اپنی آتش شوق بجھا سکین اور اس طلسم بوقلمون کی سیر سے فائدہ اٹھا سکین۔ مین اونکی فرمایش سر آنکھون سے بجا لایا اور اس کتاب کو اردوئے معلی کا لباس پہنایا۔

ناظرین سے یہ توقع ہے کہ اگر کہین ترجمہ مین سُقم واقع ہو یا کوئی غلطی ہو تو معاف فرمائین۔ اسلیئے کہ مین نہ انگریزی زبان کا ادیب ہون نہ اردو کا مدعی۔ والعفو عند کرام الناس مامول۔

حیدر آباد دکن
مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ع

سید محمد حسن بلگرامی





باب اوّل

کابل مین میرا جانشین کون ہوگا

اس مسئلہ کے متعلق کہ میرے بعد کابل کے تخت پر کون بیٹھیگا
بہت رائے زنی ہوئی ہے۔ مختلف خیالات ظاہر کئے گئے
ہین اور طرح طرح کے قیاسات دوڑائے گئے ہین۔ لوگون
کو تعجب ہے کہ کیون مین اس بات کا اعلان نہین کرتا؟ اس
معاملہ مین غیر ملک والے تو کیا خود میرے یہان کے لوگ اور

میرے اعزہ و اقربا بھی میرے ارادہ سے ناواقف ہین۔ بعض لوگون کا گمان ہے کہ میرا بڑا بیٹا حبیب اللہ خان جسکو وہ وارث حقیقی خیال کرتے ہین میرا جانشین ہوگا۔ بعض کا خیال ہے کہ نصر اللہ خان تخت پر بیٹھے گا کیونکہ مین نے اُس کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی ملاقات کے لئے انگلستان بھیجا۔ ان لوگون کے نزدیک یہ گویا ایک ظاہری علامت ہے کہ مین اُسی کو اپنا جانشین کرونگا۔ قبل وفات حفیظ اللہ جو میرا بہت پیارا بیٹا تھا اور بہت وجیہ و عزیز تھا بعض کی یہ رائے تھی کہ مجھے اُسی کو وارث بنانا منظور تھا۔ بعض یہ کہتے ہین کہ شہزادہ محمد عمر وارث ہوگا جس کی مان میرے ازواج مین بہت ممتاز و مقرب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے وحشی و جاہل لوگون پر مین بمصلحت اس امر کو ظاہر نہین کرتا کہ میرا جانشین کون ہوگا اب رہے وہ لوگ جنھین خدا نے عقل و فراست دی ہے انھین میرے طرز عمل و طریقہ انتظام امور سلطنت سے بخوبی معلوم ہوگیا

ہوگا۔کہ میرے بعد میرا وارث تاج وتخت کون ہے۔ مین اسبات
کا جو عام اعلان نہین کرتا اُس کے بہت سے وجوہ ہین اُن مین
سے چند وجوہ تمثیلاً یہان بیان کرتا ہون ۔

(۱) چونکہ زمانہ گذشتہ مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ وارثِ تخت کی
جان خطرہ مین پڑی لہذا مصلحت مین مناسب سمجھتا ہون کہ اس
معاملہ مین اپنے ارادہ کو حتی الوسع پوشیدہ رکھون ۔

(۲) امیر شیر علی نے عبد اللہ جان کو اپنا جانشین مقرر کرکے
کیسا مزا چکھا اُن کے بیٹے اُن سے باغی ہوگئے۔ اگر دیکھا جائے
تو صرف یہ ایک مثال سب مجھے اُن کی تقلید سے باز رکھنے
کے لئے بس ہے۔

(۳) تاج وتخت فی الحقیقت خدا کی ملک ہے جو شاہون کا شاہ اور ہم
سب کا خالق ہے۔ مثل گلہ بانون کے وہ شاہون کو گلہ رعایا
کی حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہے اور اپنی مخلوق کو اُن کی

نگرانی مین سونپتا ہے تو مین بھی اس معاملہ کو اُسی کی ذات پاک
پر چھوڑتا ہون ۔ اُسے اختیار ہے کہ میرے لڑکون مین جسے
امارت کے قابل سمجھے اُسے یہ عزت بخشے ۔
(۴) جو لوگ افغانستان کی تاریخ سے اور یہان کے معاملات
سے واقف ہین اُنہین معلوم ہوگا کہ اس ملک کی حکومت گویا
جمہوری اصول پر مبنی ہے یعنی رعایا کو اختیار ہے جسکو چاہے
بادشاہ بنائے ۔ اور جو لوگ خلاف مرضی رعایا بہ جبر بادشاہ
بنائے گئے نہ صرف ملک اُن کے ہاتھ سے نکل گیا بلکہ تن
پر سے سر بھی اوتر گیا ۔ اسی لئے مین نہین چاہتا کہ اُن کے
خلاف رائے بجبر اپنے کسی فرزند کو بادشاہ نامزد کر کے اپنی توہین
کراؤن ۔ بہتر یہی ہے کہ اس مسئلہ کو رعایا کی رائے پر چھوڑ دون
وہ خود فیصلہ کرینگے کہ کس کو اُن کا حکمران ہونا چاہیئے ۔
(۵) تاریخ مین ایسی مثالین بہت ملینگی کہ جب کسی بادشاہ نے اپنے

کسی فرزند کو جانشینی سے نامزد کیا اُس سے نے بغرض حصول
زمامِ حکومت اپنے باپ کا فیصلہ ہی کر دیا۔ گو مجھے اپنے بیٹون
کی طبیعت پر ناز ہے مگر اس کے ساتھ ہی مین افغانون کے
خصائل سے بھی واقف ہون جنہون نے اکثر بہائیون بہائیون
اور باپ بیٹون مین نفاق ڈلوا دیا۔
(۶) مین نہین چاہتا کہ اپنی زندگی مین اپنی ہی اولاد مین تنازع جھگڑا
فساد ڈلوا دون۔ اگر لوگون نے عقل سے کام لیا اور باہمی اتفاق
ویکدلی کے ساتھ میرے بیٹون مین سے کسی ایک کے سرورہے
تو ملک کے امن و آسایش مین خلل نہ واقع ہو گا ورنہ اگر میری نصیحت
کے خلاف عمل کیا اور آپس مین لڑے تو اپنے کیے کی سزا
پائین گے۔
اس معاملہ مین اب اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ صرف اتنا
کافی ہے کہ مین نے اہل افغانستان پر اور دوسرے ملک کے لوگون

پر بھی یہ بات فی الجملہ ظاہر کردی ہے کہ اپنے بیٹون مین کس کو مین اپنا جانشین سمجھتا ہون - البتہ اُن لوگون کے بیانات کا رد کرنا لازم ہے جو لاعلمی یا خود غرضی یا طمع زر سے میری بیبیون اور بیٹونکی خوشامد کرکے انہین وارث تاج وتخت ہونے کی اُمید دلاتے ہین - اس بارہ مین تفصیلی حالات لکھنا خلاف مصلحت ہے اسلئے سکوت اختیار کرتا ہون - جو لوگ ایسی افواہین پھیلاتے ہین وہ میرے ارادہ سے بالکل ناواقف ہین -

مین نے مسئلہ جانشینی کے متعلق جو اصول اختیار کیا ہے اُسکے لئے ضرور ہے کہ تاریخ افغانستان کا کچھہ حوالہ دیا جاے - گو میری کتاب کے دوسرے حصہ مین اس کا تفصیلی ذکر آچکا ہے مگر تاہم اس موقع پر بھی اس کے متعلق چند الفاظ لکھتا ہون -

خاندانِ درّانی کا پہلا بادشاہ جس خاندان سے مین ہون احمد خان تھا جو احمد شاہ درّانی یا ابدالی کے نام سے مشہور ہے

یہہ بادشاہ ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ مین افغانستان کے تخت پر بیٹھا۔ وہ رعایا کا پسند کیا ہوا بادشاہ تھا۔ بہت سے قبیلون کے سردارون اور وکیلون نے ملک کی پر آشوب حالت سے تنگ آکر قیام صلح وامن کی غرض سے اُس کے بادشاہ ہونیکا اعلان کیا۔ احمد شاہ نے ہمیشہ ان وکلاء قبایل کے مشورہ سے حکومت کی اور نہایت ہر دل عزیز بادشاہ ہوا۔ اُس نے ہندوستان بہی فتح کیا اور ایک بڑا مشرقی شہنشاہ کہلایا۔ احمد شاہ کی وفات کے بعد اُس کے بیٹون نے باہم نفاق کیا اور جمہوری اصول سلطنت کو توڑنے کی کوشش کی اور جسطرح ملک اپنے ہاتھ سے کھویا تاریخ بخوبی شاہد ہے۔ آخری بادشاہ جسکا نام شاہ شجاع تھا اور جسکو انگریز خلاف مرضیِ رعایا بادشاہ بنانا چاہتے تھے افغانون کے ہاتھہ سے مارا گیا اور اُس کے ساتھہ بہت سے انگریز بھی جو اُس کی حمایت پر تھے کام آئے۔ میرے دادا دوست محمد خان کو معلوم تھا کہ خاص

سبب جو خاندانِ احمد شاہ کی تباہی کا باعث ہوا یہ تھا کہ تیمور
نے اپنی زندگی مین اپنی سلطنت کو کئی صوبون مین تقسیم کر دیا تہا
اور اپنے بیٹون کو ہر ہر صوبہ کا حاکم مقرر کیا تہا - ہر ایک بیٹے کو علاوہ
اُس کی ذاتی فوج کے محاصل صوبہ پر بھی پورا اختیار تہا - نیتجہ یہ ہوا
کہ جب تیمور نے ۱۷۹۳ء مین وفات پائی اُس کے بیٹون مین
خانہ جنگی شروع ہو گئی جسکی وجہ سے ملک بہت تباہ ہو گیا - اس مقام
پر بہ تفصیل یہ بات بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ میرے دادا
دوست محمد خان تیمور کے بیٹون کی خانہ جنگیون مین کس طرح تخت پر
بیٹھے - لیکن اُنہون نے بھی وہی غلطی کی جو تیمور نے کی تھی یعنی
ملک افغانستان اپنے بیٹون مین تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو علیحدہ
علیحدہ فوج دی - گویا خود باپ نے بیٹون کو مسلح کر دیا کہ وہ آپس مین
لڑین - مثلاً میرے والد جو ترکستان کے وائسرائے تھے - اُنکی
پاس سب سے زیادہ قوی فوج تھی جو بعد شاہی فوج کے گنی جاتی

تھی۔ میرے دادا نے اپنے دوسرے بیٹے شیر علیخان
کو اُس فوج کا سردار مقرر کیا جو اُن کے انتقال کے وقت ہرات
مین اُن کے پاس تھی۔ میرے چچا اعظم کو صوبہ کورم اور جاجی تفویض
کئے تھے اور وہان کی فوجین بھی بطور ارث اُن کو ملی تھین ۔
شیر علی خان کا بھائی امین قندہار کا حاکم تھا جہان کی فوج بھی اُسکے
تحت مین تھی۔ سردار اسلم خان صوبہ ہزارا اور بامیان پر حکمران تھے
اور اسی طرح باقی صوبہ جات اور وہان کی فوجین دوسرے بیٹون مین
تقسیم تھین۔ جب میرے دادا نے انتقال کیا تو سب خانہ جنگی پر
آمادہ ہو گئے جسکی وجہ سے ملک مین بہت کچھ کشت و خون ہوا
اور سلطنت کمزور ہو گئی۔ ان مثالون کو بطور سبق پیش نظر رکھ کے
مین اپنے باپ دادا کی پیروی نہین کر سکتا اس لئے کہ مین نہین
چاہتا کہ میرے بیٹے میرے بعد آپسمین لڑین۔ مین اپنے کل
بیٹون کو پایۂ تخت (کابل) مین رکھتا ہون اور وے سب میرے

بڑے بیٹے کے زیر فرمان ہین - مین نے ان معاملات کا اسطرح پر انتظام کیا ہے - ابتدائً مین نے اپنے بڑے بیٹے کو کچھ تھوڑا سا کام دیا بعدازان رفتہ رفتہ اُس کے فرایض اور اُس کا اعزاز اور اختیار بڑہاتا گیا اور جون جون اُس کا سن زیادہ ہوا اور تجربہ بڑہا مین نے اور بہت سے معاملات متعلق سیاست و انتظام ملک اُس کے سپرد کئے - چنانچہ اب یہ حالت ہے کہ مین خود دربار نہین کرتا جو ابتک کل شاہانِ افغانستان جن مین مین بھی شامل ہون ہمیشہ بالذات کرتے آئے - مین نے یہ کل کام بالکل بڑے بیٹے کے تعلق کر دیا ہے - مین اپنے دوسرے بیٹے نصر اللہ خان کو جو حبیب اللہ کا برادر عینی ہے صیغۂ مالگذاری اور صدر محاسبی کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے مگر وہ اپنے بڑے بہائی کے زیر فرمان ہے - وہ ہر معاملہ مین حسب ہدایت حبیب اللہ عمل کرتا ہے اور اپنی کل رپورٹین اُس کے سامنے پیش کرتا ہے - میرے دوسرے بیٹے

امین اللہ محمد عمر اور غلام علی وغیرہ بھی رفتہ رفتہ مختلف سرکاری خدمتون پر مقرر کئے جائینگے اور اپنے بڑے بھائی حبیب اللہ کے زیر فرمان رہین گے - ہر ایک صیغہ کا افسر خواہ اہل قلم یا اہل سیف اپنے مراسلات اور رپورٹین میرے بڑے بیٹے کے پاس بھیجتا ہے اور کل عہدہ دار اسی طرح پر اُس کے دربار مین حاضر ہوتے ہین جسطرح کہ میرے دربار مین حاضر ہونا چاہئیے - کل ایسے امور مین جو متعلق بہ احکامات بنام گورنران صوبہ جات وجنرلان ودیگر افسران فوج ہون جو ملک کے مختلف مقامات پر تعینات ہین میرا بڑا بیٹا میرے حسب ہدایت عمل کرتا ہے یہ ہدایات اگر ایک تحریری ضابطہ قانون کی صورت مین ہین تو اُسے مجھ سے استفسار کی ضرورت نہین پڑتی ورنہ خاص خاص معاملات کے متعلق جو اثنا انتظام مین پیش آجاتے ہین وہ مجھ سے مشورہ کرتا ہے - اور اُن کے متعلق براہ راست میرا حکم لیتا ہے - ہر ایک عہدہ دار کو

یہ ہدایت ہے کہ میرے بیٹے کا حکم واجب التعمیل جانے۔ اِسکے علاوہ ۱۸۹۷ء سے مین نے اُسے خزانہ شاہی پر بھی اختیار دیدیا ہے جو اسوقت تک بالکل میرے تحت مین تھا۔ خزانہ پر ادائے رقوم کے کل احکامات میرے بیٹے کے دستخط سے جاری ہوتے ہین۔ کل سرکاری عہدہ دارون کا تقرر۔ برطرفی۔ ترقی یا تنزل اُسی کے اختیار مین ہے مگر یہ اختیار بالکل قطعی نہین ہے بلکہ میری منظوری یا نامنظوری کے تابع ہے لیکن وہ ان اختیارات کو اس طرح پر استعمال کرتا ہے کہ لوگ یہ سمجھین کہ میرے حسب الحکم یہ کام ہوا ہے۔ اُسے مرافعہ سُننے کا اختیار بھی حاصل ہے اور کل عدالتہائے امور مذہبی اور مالگذاری وتجارتی اور عدالتہائے فوجداری اُس کے ماتحت ہین۔ کوئی عدالت بجز میرے دربار کے اُس پر فوقیت نہین رکھتی۔ اکثر اہل قلم نے سخت غلطی کی ہے جو یہ بیان کیا ہے کہ تخت کابل کی جانشینی مدعی امارت کی ماں کے درجہ پر منحصر ہے۔ ایک زمانہ

مین انہون نے اسی بنا پر یہ بحث چھیڑی تہی کہ شیر علی کو تخت کابل
کا زیادہ استحقاق ہے اس لیئے کہ اُس کی مان شاہی خاندان سے
ہے اور اُسے اسی وجہ سے میرے والد امیر افضل پر ترجیح ہے حالانکہ
یہ غلط تہا۔ اول تو میری والدہ ایک ایسے قدیم شاہی خاندان سے
تھین جو شاہ تہماسپ سے سلسلہ رکہتا تہا بخلاف اس کے شیر علی
کی مان ایک قبیلہ سلیم زئی کی لڑکی تہی جو پوپل زئی کی ایک شاخ ہے
اور اُس کے خاندان مین کوئی تخت پر نہ بیٹھا تہا۔

اسکے علاوہ امیر دوست محمد خان کی والدہ قزلباش تہین اور
قبیلہ قزلباش افغانستان مین بالکل ایک اجنبی قبیلہ گنا جاتا ہے
مگر باوجود اس کے دوست محمد خان امیر ہوئے۔

اصل یہ ہے کہ مذہب اسلام مین اُن قوانین کی رو سے جو کلام اللہ
مین درج ہین اور احادیث مین وارد ہین کل اولاد بلا امتیاز مدارج
اُمہات یکسان حقدار ہے یہان تک کہ اگر کسی ادنیٰ سے ادنیٰ جاریۃ

کے بطن سے کوئی اولاد ہو تو وہ بھی شہزادیون کی اولاد کے برابر حصتہ پائیگی۔ اس لیئے کہ وہ جاریہ بھی مثل اور بیبیون کے خیال کیجاے گی۔ شرع اسلام مین برتری و کمتری یا کسی کے حقوق کو دوسرے پر تفوق بالکل ناجائز ہے۔ لہذا ایسا نہین ہو سکتا کہ ایک بی بی تو ملکہ کہلاے اور دوسری کچھہ نہ ہو اگر اُنکا شوہر بادشاہ ہے تو سب ملکہ ہین اور اگر شوہر گدا ہے تو سب گدا۔ اس مین شک نہین کہ بعض ان مین سے زیادہ عزیز و رفیق ہوتی ہین مگر اس سے یہ غرض نہین کہ بادشاہ اُن کی محبت مین اپنے تئین تباہ کر دے جیسا کہ امیر شیر علی نے کیا۔ اُس نے اپنے چھوٹے بیٹے عبداللہ جان کو اور بیٹون پر ترجیح دیکر ولیعہد مقرر کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے بیٹے اُسکے باغی ہو گئے۔

اس معاملہ مین مذہبی پہلو کو قطع نظر کر کے اگر دیکھا جاے تو افغان ایک جری قوم کے سپاہی ہین۔ اپنا بادشاہ محض مان کے

درجہ کی وجہ سے نہین انتخاب کرتے بلکہ اُس کے ذاتی اوصاف اور قابلیت اور بادشاہ کا بیٹا ہونیکی وجہ سے منتخب کرتے ہین۔

مسٹر کرزن جو اب لارڈ کرزن ہین یہ پہلے یورپین ہین جنہون نے اس مسئلہ کے متعلق میرے خیالات دریافت کیے۔ ۱۸۹۵ء مین اثنائے گفتگو مین یونہین ہنسی ہنسی مین مجھہ سے یہ نازک سوال کر بیٹھے کہ میرا ولیعہد کون ہوگا۔ دل لگی تو تھی ہی مجھے بھی انکار کرتے نہ بن پڑا۔ مگر خیریت یہ ہوئی کہ یہ باتین بالکل تخلیہ مین ہو رہی تھین جہان بجز دو تین آدمیون کے کوئی ایسا نہ تھا جس سے افشاء راز کا اندیشہ ہو۔

ہمارے مذہب اور رواج کے رو سے تو صاف ظاہر ہے کہ بڑا بیٹا جانشین ہوتا ہے بشرطیکہ وہ اس قابل ہو اور قوم اُس کا انتخاب منظور کرے۔ ایسی مثالین بھی ہین جہاں بادشاہون نے اپنی بیبیون کی خاطر سے اپنے چھوٹے بیٹون کو ولیعہد بنایا ہے۔ مگر ہمیشہ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک مین شورش و خانہ جنگی پھیلی اور ملک تباہ ہوا۔ میری

رائے مین بہترین تدبیر جو مین نے اختیار کی ہے یہ ہے
کہ شاہی خاندان اور کل شاہزادون کو اپنے بڑے بیٹے کے زیر
اختیار کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ مین نے اُس کو اپنی زندگی مین
امور سلطنت مین اسقدر دخیل اور با اختیار کر دیا ہے جیسا کہ کسی
بادشاہ کے بیٹے کو توقع ہو سکتی ہے میرے بعد اُسے اس چیز
کی ضرورت نہو گی کہ از سر نو تخت نشینی کے لئے نامزد کیا جائے
اس لئے کہ دراصل اسوقت وہ کل فرایض انجام دینے کے لئے
تیار ہوگا جو اسوقت میری صلاح اور مشورہ سے کر رہا ہے اُسے اپنی
حکومت قایم کرنے کے لئے لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہ پڑیگی
نہ اُس کے بھائیون مین کوئی ایسا ہے جو اُس کی مخالفت کرے
وہ سب مثل اور سرکاری عہدہ دارون کے اُس کے نوکر ہین۔ وہ
رشتہ مین بیشک بھائی ہین مگر ملک کے ملازم۔ میری رعایا کو یہین تک آکر
سے ایک سبق حاصل کرنا چاہیئے جنہون نے اپنے فرزند ڈیوک

آف کناٹ کو ہندوستان بہیجا جہان انہون نے بخوشی وبکمال
توجہہ انگریزی جنرلون کی تحت مین رہکر جو اُن کی مانکوئین کے
نوکر تھے ملازمت کی۔ میرے خاندان کے بعض بیرونی دشمن بہی
قابل لحاظ ہین مگر اسوقت مین چند الفاظ مین صرف اپنے بیٹونکے
متعلق اپنی رائے ظاہر کرونگا۔ جو لوگ کابل کے تخت کے دعویدار
ہین۔ اُن کے متعلق پہر ذکر کیا جائے گا۔ تعجب ہے کہ بڑے
بڑے واقف کار انگریز جو عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہین۔ اب بھی
افغانستان کو ویسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ بیس برس پہلے تھا۔
اس کی مثال تو ایسی ہو گی۔ کوئی شخص یہ کہے۔ "اُف انگریزی گورنمنٹ
بڑی ظالم گورنمنٹ ہے کیونکہ اوس کا قانون ایسا ظالمانہ ہے کہ
ایک بکری چرانے کی سزا مین انسان پھانسی دیا جاتا ہے"
اس مین شک نہین کہ کسی وقت مین ایسا ہی تھا۔ مگر اب جون جون
لوگ شائستہ اور تعلیم یافتہ ہوتے گئے۔ قوم کی ضرورتون کے

لحاظ سے قانون بہی ویسی ہی نرم اور مناسب بنائے گئے۔ ایسے ہی افغانستان کی نسبت سمجہنا چاہیئے۔ اس ملک نے بیس برس کے عرصہ مین جو ترقی کی ہے۔ وہ اور ملکون مین پچاس برس مین بھی نہ ہوئی ہوگی۔ تو جو لوگ ان تغیرون اور ترقیون سے لاعلم ہین۔ جو میری تخت نشینی کے وقت سے اب تک ظہور مین آئین اُنہین واقفیت کا دعوی نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ جو نقصان اُن کی غلط بیانی سے سرزد ہوتا ہے اُس سے مخلوق برطانیہ محفوظ رہیگی۔

بعض اوقات انگریزی اخبارون مین اس طرح کے غلط مضامین شایع ہوتے ہین جنہین میرے تخت کے دعویدارون کے نام تک درج ہوتے ہین اور نام بھی اون لوگون کے جنہین مرکے ایک زمانہ گذرا یا جن کا کبھی وجود بھی نہ تھا۔ یا اگر وجود بھی تہا تو کبھی انہون نے خواب وخیال مین بہی ایسی آرزو نہ کی۔ مجھے امید ہے کہ میرے لوگ اسقدر ہوشیار اور مضبوط ہین کہ میرے بیٹون مین سے کسی

ایک کو جو ایک ذمہ داری کی قابلیت رکھتا ہو بادشاہی کے لئے
منتخب کرلین گے اور اپنے خانگی معاملہ مین کسی غیر کو مزاحم نہ ہونے
دینگے۔ اگر عملاً دیکھا جائے تو فی الحقیقت کابل کا تخت وکلار قوم کے
ہاتھ مین ہے مین نے اس دشواری کو اس طرح رفع کیا ہے کہ ملک کے
بعض نام آور خاندانون سے اپنے بڑے بیٹے کی رشتہ بندی
کردی ہے یعنی ملک کے بعض مشاہیر جو گویا رکن گنے جاتے
ہین۔ اُن کی لڑکیون سے شادی ہے یا اُس کے لڑکون کی بعض
لڑکیون کے ساتھ نسبت کردی ہے ان مین سے بعض عقد
تذکرۂ ذیل مین درج کئے جاتے ہین۔ حبیب اللہ کی پہلی اور
نہایت مشہور بی بی محمد شاہ خان سردار تغاب کی بیٹی اور جنرل
امیر محمد خان کی بہتیجی ہے جو عساکر کابل کا سردار اور سنیر جنرل
ہے۔ اس شادی سے میرا بیٹا غلزئی تغاب قبیلہ مین شامل
ہوگیا ہے جو ایک نہایت قوی قبیلہ ہے۔ کابل کے حکمران کیلئے

سب سے زیادہ خطرہ اور سب سے بڑی پناہ فوج کی وفاداری پر منحصر ہے۔ اور مین کہہ سکتا ہون کہ ضرورت کے وقت کابل کی فوج جنرل امیر محمد خان کے سے ہر دلعزیز افسر کے مطیع رہیگی۔

حبیب اللہ کا بڑا بیٹا عنایت اللہ اسی بی بی کے بطن سے ہے۔

حبیب اللہ کی دوسری بی بی جو بلحاظ مدارج پہلی بی بی سے اگر زیادہ نہین تو مساوی ہے قاضی سعید الدین خان کی بیٹی ہے جو میری طرف سے ہرات کا حاکم ہے اور عبد الرحمن خان علامۂ افغانستان کی پوتی ہے اس بی بی سے بھی ایک لڑکا ہے۔ اس بی بی کے چچا اور بھائی ملک کے بڑے بڑے شہرون مثلاً کابل جلال آباد۔ قندہار۔ ہرات اور بلخ مین عدالتہائے امور مذہبی کے افسر ہین۔

تیسری بی بی جسکے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے شاغاسی سرور خان کی دختر ہے جو پہلے میر اعرض بیگی تہا جس خدمت

پراب سردار عبدالقدوس خان معین ہے۔ وہ بعدازان میرے
چچازاد بھائی اسحق کی جگہ ترکستان کا وائسرائے اور گورنر جنرل
مقرر ہوا مگر بوجہ بیماری اُسے مجبوراً خدمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔
اگر ضرورت پیش آئے گی تو وہ بھی میرے بیٹے کے بہت کام
آئیگا۔ اس لئے کہ آدمی جوان اور مستعد ہے اور بڑا مدبر۔ یہ بی بی شاغاسی
سرور خان کی بیبیہ ہے اُس کا باپ بوی نائب مرحوم ایک زمانہ مین
امیر شیر علی خان کا ملازم تھا۔ اُس کے بھائی ایوب خان کے
پاس ہین اور سفر بھی لوگ ایسے ہین جو اُس کے لئے بہت
بکار آمد ہو سکتے ہین۔

چوتھی بی بی جسکے ساتھ میرا بیٹا منسوب ہے گو ابھی شادی
نہین ہوئی ایک نہایت ممتاز لڑکی ہے جس کا درجہ بلحاظ خاندان
اُن تینون بیبیون سے بڑھا ہوا ہے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ لڑکی
امیر شیر علیخان کی پوتی اور اُس کے بڑے بیٹے ابراہیم خان کی

بیٹی ہے جو فی الحال ہندوستان مین ہے اس شادی سے
یہ توقع ہے کہ دونون شاہی خاندان تخت کابل یعنی میرا خاندان
اور خاندان شیر علی مرحوم مل جائین گے۔ اس میں سے
آئے دن کی لڑائیون اور جھگڑون کا فیصلہ ہو جائے گا جو بوجہ اُس
نقیض کے جو میرے والد اور امیر شیر علی مین واقع تھی ہمیشہ
ہوا کرتی تھین۔

حبیب اللہ کی پانچوین بی بی بھی ایک بڑے معزز خاندان
کی بیٹی ہے اور اس شادی سے میرا بیٹا ازبک سردارون کے
ساتھ ملگیا ہے۔ یہ بی بی میر سہراب بیگ شاہ معزولہ کولاب کی
بیٹی ہے اور اپنی مان کی طرف سے سردار قدوس خان کی نواسی
چھٹی بی بی صوبہ کوسٹ اور منگل کے سردار کی بیٹی ہے اس
بی بی کے بطن سے جو لڑکا ہے وہ اُس کا منجھلا بیٹا ہے۔

ساتوین بی بی اکبر خان مومند خان لال پورہ کی بیٹی ہے

اس شادی سے میرا لڑکا قبیلہ مومندین شامل ہوا ہے جو ایک بڑا قبیلہ سرحد ہندوستان پر واقع ہے۔

حبیب اللہ کا بڑا لڑکا عنایت اللہ عمرا خان والی بجور کی لڑکی سے منسوب ہے اور دوسرے لڑکے بھی اور معزز خاندانون کی لڑکیون سے منسوب ہین۔

پس یہ صاف ظاہر ہے کہ جب اُن لوگون کو میرے خاندان کے ساتھ ایسی رشتہ داری ہے تو یہ اُن کا فرض ہے کہ وقت پر میرے بیٹے کی حمایت کرین۔ اس لئے کہ وہ اندرونی و بیرونی دقتون سے محفوظ رہین گے۔

میرے دوسرے بیٹے نصر اللہ خان کی شادی حسب ذیل خاندانون مین ہوئی ہے۔

اسکی پہلی بی بی میرے چچا سردار یوسف خان کی بیٹی ہے جو ابھی بقید حیات ہین اور کابل مین رہتے ہین۔

دوسری بی بی سردار فقیر محمد خان کی لڑکی ہے جسکا بھائی
نور محمد خان میری باڈی گارڈ کا کرنل ہے۔

تیسری بی بی میرے بڑے معتبر کمانڈرانچیف فرامز خان
کی لڑکی ہے جو ہرات مین تعینات ہے۔

اس طرحپر اور اور طریقون سے جن کو اس بیان سے کچھہ تعلق
نہین مین نے کتنے ہی نام آور قبیلون کے سردارون اور وکلاء
کے ساتھہ اپنے بیٹے کو اور اپنے خاندان کو ملا دیا ہے۔



باب دوم

صنعت وحرفت وتجارت پھیلانے کیلئے مین نے کیا کیا تدبیرین کین (افغانستان مین غیرملکیون کی ملازمت)

خلاق عالم نے ہمکو یہ جتانے کے لئے کہ ہم سب تمدن مین ایک دوسرے کے محتاج ہین خود ہمارے تشخص مین اُس کی مثالین ظاہر کی ہین۔ انسان کے تمام اعضاء کو دیکھو ہر ایک عضو

دوسرے کا محتاج ہے مثلاً سر بغیر جسم کے یا جسم بغیر سر کے۔
بازو بغیر ہاتھ کے۔ اور ہاتھ بغیر اونگلیون کے کچھ کام نہین دیسکتے
اسی طرح بعینہ نظام عالم بھی واقع ہوا ہے کہ ہر انسان کسی دوسرے
انسان کی اعانت کا محتاج ہے بڑے بڑے سلاطین اس نکتہ
سے عبرت حاصل کرسکتے ہین کہ اُن مین کوئی ایسا نہین جو اپنی ضروریات
دینوی مین ادنیٰ سے ادنیٰ نوکر کا مثل باورچی اور کفش دوز اور
خیاط وغیرہ کے محتاج نہو۔ اُن کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ بغیر دوسرونکی
اعانت کے کچھ کرسکتے ہین اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قادر مطلق
نے اس دنیا کو ایک ہفتہ مین خلق کیا جیسا کہ صحائف آسمانی مین
ذکر آیا ہے اور ہم کو ہدایت کیگئی ہے کہ کل امور کی تکمیل کے لئے
صبر درکار ہے۔ ہمکو نہ زیادہ جلدی کرنا چاہیئے نہ ہمت ہارنا چاہیئے
ہر ایک گورنمنٹ کی قوت اور اقتدار اُن اجزا پر منحصر ہے جس سے
کہ وہ مرکب ہو۔ جتنے زیادہ لایق مُتدین تجربہ کار۔ ہوشیار اور بکار آمد

لوگ گورنمنٹ مین ہونگے۔ اُتنے ہی وہ زیادہ قوی اور ترقی پذیر
اور آسودہ حال ہوگی۔ اِسی لیئے ہر گورنمنٹ لائق اور متدین آدمیونکو
رکھتی ہے اور اُن کی قدر کرتی ہے۔ بادشاہ اپنے ملک مین خدا
تعالےٰ کے جانشین ہین۔ اور بذاتِ خاص یا بوساطتِ وزرا اپنی
محکوم رعایا پر متصرف ہوتے ہین۔ اِس لیئے اُن کو ہمیشہ خیال رکھنا
چاہیئے کہ وہ بادشاہِ حقیقی جس کے یہ جانشین ہین اُن سے یہ توقع
رکھتا ہے کہ اُس کی کل مخلوق کے ساتھ بلا امتیاز رنگ و شکل
(وہ گورے ہون یا کالے) اور بلا تخصیص مذاہب (مسلمان ہون یا
عیسائی اور موسائی ہون۔ ہنود ہون یا بُدھ کے مذہب پر ہون
یا دہریہ ہون) یکسان عادلانہ سلوک کرین۔ غرضکہ بادشاہون کو چاہیئے
کہ بلا رو رعایت اُن لوگون کو جو اُسکی ملازمت اختیار کرین یا اُسکے
ملک مین آکر سکونت پذیر ہون مساوی حقوق عطا کرے اور اُن کو
بلا امتیازِ قوم و ملت اپنی رعایا کے مثل سمجھے تا اُس حاکم حقیقی

کی پیروی ہو سکے جسکے دینوی معاملات مین وہ جانشین کہلاتے ہین -

یہ عجب بات ہے کہ ہم کو دوسرونکے عیب نظر آتے ہین اور اپنے ہنر - مگر یہ ہماری کوتاہ نظری ہے کہ اپنے عیب اور دوسرونکے ہنر نظر نہین آتے - ایک ہوشیار اور باخبر مبصر جو ملوک وممالک کے حالات سے واقف ہو وہ جانتا ہوگا کہ آیا تمام بڑے بڑے مہذب اور مغرور سلطنتون مین یہ دستور ہے کہ کل ملازمین اور رعایا کو بلا امتیاز قوم وجنس ودین وملت مساوی حقوق اور مدارج اور خدمات دئے جاتے ہین - مجھے البتہ اس بات پر ناز ہے کہ جن لوگون نے میری ملازمت اختیار کی انہون نے میرے عزیزون سے بھی بڑھ کر اعلی سے اعلی عہدہ پائے - مثلاً میر منشی یا سکرٹری آف اسٹیٹ - کوارٹر ماسٹر جنرل - دیوان خالصہ - افسر اعلی صیغۂ مالگذاری - شاہی ڈاکٹر - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مین دوستی اور عزیزداری کے

مقابلہ مین لیاقت اور قابلیت کی زیادہ قدر کرتا ہون انشاراللہ اگر میرے بعد میرے لڑکون اور جانشینون نے میری پیروی کی اور بلا تعصب قوم و ملت لائق عہدہ دارون کو رکھا تو ملک ہمیشہ ترقی کریگا۔ اُن کو یہ بھی چاہئے کہ اپنے خاص لوگون اور عزیزون کو الاونس وغیرہ کی مدد دیکر کام کی طرف راغب کرین مگر ساتھ ہی اُس کے یہ بھی خیال رہے کہ جو کچھ انہین دیا جائے اُس کے مطابق اُن سے کام بھی اُتنا لیا جائے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎

مپندار اے مرد نا بردہ رنج	کہ آسان توان یافت بی رنج گنج

اس باب کے مضمون کو یہان تک ذکر کرکے اور اپنے بیٹون اور جانشینون کے لئے چند پند آمیز الفاظ کہکر اب مین یہ بیان کرتا ہون کہ مین نے مختلف اقوام کے لائق اور ہوشیار لوگ کسطرح بہم پہنچائے۔ مین نے اُن کے حسن خدمات کا صلہ دیا اور میرے قوم کو اُن کی تعلیم اور اُن کے کام سے فائدہ پہنچا۔ چنانچہ اکثر فنون

ہین جو اونھین غیر ملکیون سے نے سکہائے وہ خود بڑے ماہر ہو گئے ہین برابر انہین اصول پر چل رہا ہون اور مجھے توقع ہے کہ میرے جانشین بھی اس کی پیروی کرینگے -

یہ مشکل ہے کہ مین اُن سب کے نام لکھ سکون جو میرے ملازم رہے - ہان چند شخصون کا ذکر کرون گا جنھون نے اپنے کام کو بھی انجام دیا اور کچھ دایمی یادگار بھی چھوڑ گئے - جس سے میری گورنمنٹ فائدہ اٹھا رہی ہے - بعض نے ملک مین بالکل نئے محکمے قایم کئے اور بعض نے افغانون کو مختلف فنون صنعت و حرفت اس خوبی سے سکھائے کہ اب وہ خود تنہا بغیر اُستاد کے کام کر سکتے ہین -

دوسرے ممالک کے لوگون مین سے جو میرے ملازم تہے اور اب بھی ہین - بعض مستعفی ہو گئے اور بعض مدت معاہدہ ختم ہونے پر نوکری چھوڑ کر چلے گئے - بعض اب بھی کام کر رہے ہین اور

بعض اپنے قصور کے سبب سے برطرف کردیئے گئے مگر مین اُن کا نام نہین لونگا اس لئے کہ مین اب اُن کی معیشت مین جہان کہین وہ ہون ضرر پہنچانا نہین چاہتا۔ اگر خلق خدا اُنکے عیوب دریافت کرے تو مین اُس سے بری ہون۔

بعض اوقات میری اس مصلحت پر نکتہ چینیان ہوتی ہین کہ مین نے کیون غیر ملکیون کو اپنے ملک مین بلایا۔ لوگون کو تعجب ہے کہ مین خود اپنے لوگون کو اس کے عوض کہ اُن کے لئے افغانستان مین اُستاد بلاؤن اُنہین کو کیون نہین یورپ بھیجتا۔ اس کے وجوہ حسب ذیل ہین۔

(۱) اس سوال کا جواب کہ مجھے اپنے لوگون کو بغرض تحصیل صنعت وحرفت اور ملکون مین بھیجنا چاہئیے تھا یا نہین یہ ہے۔ اول تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے بہت کچھ خرچ ہوتا جس کا بار اُن نوجوانون کے والدین نہ اُٹھا سکتے اور سرکاری خزانہ کی مالی حالت

ایسی نہ تھی کہ وہ اس بارِ خرچ کی متحمل ہو سکتی۔

(۲) ہمین نے اکثر اپنے طبیبون اور کاریگرون سے کہا ہے کہ اپنے لڑکون کو میرے پاس لاؤ تا مین اُن کو بغرض تعلیم ڈاکٹری و انجینیری وغیرہ ولایت بھیجون مگر میرے اس سوال کا جواب بجز سکوت کچھ نہ ملا۔

(۳) میری رعایا غیر زبانون سے بالکل لاعلم ہے اور اگر اُن مین سے کچھ لوگ ولایت بھیجے گئے تو انہین کوئی کام سیکھنے کے لئے ایک بڑا زمانہ درکار ہوگا اس لئے کہ اول اونھین وہان کی کتابین اور مضامین سمجھنے کے لئے وہانکی زبان سیکھنا ہوگی۔ مین نے اس خیال سے اپنے یہان بہ اہتمام میر منشی سلطان محمد خان ایک دفتر قایم کیا اور کل انگریزون اور دوسرے غیر ملکیون کو جو مختلف کارخانون مین نوکر تھے یہ حکم دیا کہ میر منشی کے ذریعہ سے اپنی اپنی رپوٹین میرے

پاس بہیجا کرین - اس محکمہ مین ان کتابون کا جو فنون حرفت و علوم ریاضی و کمسٹری و فزکس وغیرہ مین لکہی گئی ہین فارسی زبان مین ترجمہ ہوتا ہے - اس محکمہ کی ایک شاخ ہندوستان مین بہی کہولیجائیگی اکثر کتابین ترجمہ ہو چکی ہین اور بعض یہان کے نوجوانون کی تعلیم کے لئے شایع بہی ہوئی ہین -

(۴) مین دیکھتا ہون کہ بعض مشرقی طالب علم جو بغرض تحصیل مغرب کو بہیجے گئے اونھون نے اہل مغرب کے اوصاف و قابلیت حاصل کرنے کے بدلے اُن کی بُرائیان سیکہین اور شرابخواری اور قمار بازی وغیرہ اپنے ملک مین اپنے ساتھہ لائے اور اکثر اُن مین سے بالکل لامذہب ہو گئے - اس لئے مین یہی مناسب سمجہتا ہون کہ اپنے یہان کے نوجوانون کو اپنی ہی نگرانی مین تعلیم دلواؤن

(۵) کوئی علم و حکمت کسی ملک مین مستحکم بنا نہین پاسکتا جب تک

کہ اُسی ملک کی زبان مین وہ حاصل نہ کیا جائے۔

(۶) فی الحال مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنے یہان کے لوگون کو مجبور کرتا رہتا ہون کہ جہان تک ہوسکے جلد کام سیکھین اور اسکے ساتھ ہی معلمین کو یہ تاکید ہے کہ حتی الوسع بہت جلد اُن کو کام سکھا دین تاکہ اگر وہ کہین چلے جائین تو اُن کے شاگردون کو کام کے بگڑنیکا کچھ ڈر نہ رہے۔ مین نے انگریزون سے اور ہندوستانیون سے اور دوسرے ملک کے لوگون کے ساتھ جو معاہدے کئے تھے اُن مین ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ اُنھین گھر جانیکی اجازت نہ ملیگی جب تک کہ اُن کے شاگرد بلا اعانتِ معلمین اپنا کام انجام نہ دیسکین۔ اس فقرہ نے غیر ملکی معلمین پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے کہ وہ اپنے کام کو اچھی طرح انجام دیتے ہین تاکہ اُس کے اختتام پر وہ خوش خوش اپنے وطنون کو جاسکین۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اس تدبیر سے

میرے ملک نے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ مختلف محکمہ جات
جو غیر ملکی معلمین کے زیر نگرانی تھے اب اُنھین بالکل میرے
ملک کے لوگ چلا رہے ہین۔

صنعت و حرفت

مین جانتا ہون کہ ایک ہاتھی خریدنا اور پہلے سے اُس کے لئے
دانہ چارہ اور طویلہ کا انتظام نہ کرنا کوئی دانشمندانہ فعل نہین ہے۔
اسی طرح اشیاء تجارت اور آلات و اسباب جنگ تیار کرنے کے لئے
کلین خریدنا اور کلون کو ہمیشہ چلانے کے لئے پہلے سے وہ مواد
بہم نہ پہنچانا جنکی کلون مین ضرورت ہے عاقلانہ کام نہین ہے۔
اِس لئے مین چاہتا تھا کہ اپنے ملک کے قدرتی پیداوار اور معدنیات
سے جہانتک ہو سکے مواد بہم پہنچاؤن۔ بمصداق الحاجات اُمّہات
الاختراعات جب انسان کو بھوک لگتی ہے تو وہ روکھی سوکھی بھی

غنیمت سمجہتا ہے اور غذائے لذیذ کا انتظار نہین کرتا۔ مجھے اسوقت آلات واسباب جنگ کی نہایت شدید ضرورت تہی۔ اس لئے کہ میرے ملک مین وقتاً فوقتاً لڑائیان ہوا کرتی تہین اور یہ بھی نہین معلوم تہا کہ کس وقت کیا اتفاق پیش آجائے۔ مین چاہتا تہا کہ افغانستان کے معدنیات سے لوہا۔ کوئلہ۔ شیشہ۔ تانبا وغیرہ نکالنے کے لئے ضرور کلین خریدون۔ مگر ان سب کلون کی قیمت بہت زیادہ تہی اور مین دوسری سرکاری ضرورتون کی وجہ سے اتنا روپیہ نہ صرف کرسکتا تہا۔ اس بنا پر مین نے اپنے معدنیات کے کام کے لئے اور روزانہ کلون کے مصرف کے واسطے اُن معدنیات سے فلزات نکالنے کو بڑی بڑی کلون کا منگانا ملتوی کیا۔ پہلے توپون اور بندوقون اور کارتوسون کے بنانیکی کلین خریدین۔

مین باہر کے ملک سے مواد معدنی کی آمدنی رفتہ رفتہ روکتا جاتا ہون اور اپنے ملک کی پیداوار یعنی اشیاء معدنی وغیرہ کام

مین لاتا ہون - اُن کی تفصیل آگے درج کیجائے گی مین نے
ایک جگہہ بیان کیا ہے مجھے بچپن سے لکھنے پڑہنے سے
نفرت تھی اپنا سارا وقت والد کے کارخانون مین کاریگرون کے
ساتھہ صرف کرتا تہا - جبھی سے میری دلی خواہش صرف یہ تھی
کہ فنون معماری و تفنگ سازی و نجاری و آہنگری وغیرہ کو سیکھون -
چنانچہ مین نے یہ کل فنون بخوبی سیکھ لئے اور بغیر کاریگرون کی مدد
کے مین یہ چیزین اپنے ہاتھہ سے ایسی عمدہ بنانے لگا جیسی کہ
وہ لوگ بنا سکتے تھے جنہون نے مجھے سکھایا تہا - دو بندوقین
جو مین نے تمام و کمال خود اپنے ہاتھ سے بغیر کسی اعانت کے بنائی
تھین ابتک کابل مین موجود ہین -

المختصر ابتدائے عمر مین سوائے انجنیری کے مجھے اور کسی پیشہ
کا اتنا شوق نہ تھا - جتنے دنون مین نے ملک روس مین قیام کیا
ہمیشہ اپنی فرصت کے اوقات صنعت و حرفت کی تحصیل مین

صرف کرتا تھا۔ مین نے اُس زمانہ مین زرگری۔ مینا کاری۔ طلا کاری اور دباغی وغیرہ سیکھ لی۔ اس موقع پر یہ بیان کرنا بے موقع نہوگا کہ اس وقت میرے کارخانون مین تین پیشدست کاریگر مسمی غلام مہتمم سوہن کاران وزمان تفنگ ساز۔ ونجف مہتمم آہنگری جو ملازم ہین یہ وے لوگ ہین جنہون نے مجھے ابتدا مین یہ کام سکھائے۔ مین اپنے کل اُستادون کے نام بنظر اختصار لکھ نہین سکتا۔

جب مین تخت پر بیٹھا تو مجھے کچھ تو بوجہ قلتِ آلات حرب اور کچھ بوجہ ذاتی شوق صنعت وحرفت مجبور ہونا پڑا کہ چند کارخانے قایم کرون جہان ہاتھ سے بندوقین اور دوسری چیزین بنائی جائین۔ ان کارخانون مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا جہان دخانی کلون سے کام لیا جاسے۔

مین اُن دُخانی کلون کی قدروقیمت بخوبی جانتا تہا جو عقلاے

عصر نے ایجاد کی ہین۔ اور مین یہ بھی جانتا تھا کہ بڑی بڑی قوی سلطنتین مثل برطانیہ اعظم انہین کلون اور تجارت کی بدولت اس حیرت انگیز ترقی کو پہنچی ہین۔ ورنہ انگلستان بہت ہی چھوٹا سا ملک ہے اور جہان تک مجھے علم ہے وہان کوئی الماس یا سونیکی کان نہین محض اُن کی صنعت و حرفت اور تجارت اُن کی قوم کی آسودہ حالی اور ملک کی تقویت کا باعث ہے۔

مگر باوجود اس امر کے کہ مین اُن کلون کی قدر و قیمت سے واقف تھا۔ میری خانگی مہات و بیرونی تشویشون نے میری توجہ کو اچھی طرح اُس طرف مبذول نہ ہونے دیا تا اینکہ جب مین اپنے لائق و دانشمند دوست لارڈ ڈفرن سے جو اُس زمانہ مین ہندوستان کے وائسرائے تھے راولپنڈی مین ملاقات کو گیا۔

تب ایک فرانسیسی انجنیر مسمی ام۔ ثروم جو برقی روشنی کی کلون اور انجنون وغیرہ کا مہتمم تھا میرے سامنے پیش کیا گیا اور یہ کہا گیا

کہ یہ شخص بہت ہوشیار اور واقفت کار ہے۔ گو وہ صرف برقی کلون کا انجنیر تہا مگر بعد مجہے معلوم ہوا کہ اُسے ہر طرح کی انجنیری مین بہت کچھ تجربہ حاصل ہے۔ مین نے اُسے نوکر رکھہ لیا اور یہ ارادہ کیا کہ کابل مین جدید یورپین طریقہ پر کارخانجات کھولون۔ میرا انجنیر اپنے ساتھ ایک اور ہندوستانی لایا جو برقی روشنی کے کام مین بہت ہوشیار تہا اور جس کا نام کریم بخش تہا جو ابتک کابل مین موجود ہے۔ ام۔ ثروم پہلا یورپین تہا جو بہ حیثیت انجنیر میرا ملازم ہوا وہ کچھ عرصہ تک کابل مین رہا اور اُس کے اثنائے قیام مین مین نے مختلف کلون کی فہرستون کو ملاحظہ کیا جن مین مین نے چند خرادنے کی کلین۔ آہنی تختون مین سوراخ کرنے کی کلین۔ رندہ یا سطح ہموار کرنے کی کلین۔ آہنی تختے وغیرہ کاٹنے یا سوراخ بنانے کی کلین۔ کٹنگ مشین اور کیپنگ مشین۔ ایک ڈہالنے کا سانچہ اور تین چھہ آٹھہ اور دس گہوڑون کی قوت کے انجنون پر بغرض خریداری

نشان کر دیا- مین نے چند اور چھوٹی کلین منگا نیکا بھی حکم دیا تا کہ کام شروع ہو جائے- اس چھوٹے سے کارخانہ کی ابتدا کے لئے جسقدر کلین اور انجن درکار ہوئے ان کی لاگت ایک لاکھ اکتالیس ہزار روپیہ سکہ ہندوستان بیٹھی- مین نے ٹرِدم کو اجازت دی کہ ہندوستان جاکر یہ کلین بھی خریدے اور چند اور مددگار انجنیر اور ہندوستانی کاریگر بھی جو اس کام مین ہوشیار ہون اور کلون کو جوڑ سکین اور چلا سکین نوکر رکھکر لے آئے-

ٹرِدم نے کلکتہ پہنچکر بائیس ہندوستانی پیشہ دست مستری اور دوسرے کاریگر نوکر رکھ لئے اور اُن کو کلون کے ساتھ روانہ کیا- یہ کاریگر اور کلین کابل پہنچین مگر ٹرِدم خود نہین آیا اور اتبک مجھے اُس کی کچھ خبر نہین کہ اُسپر کیا گذری اور وہ کیون نہین واپس ہوا- یہ کلین اور اسباب کابل مین پڑے رہے مگر کوئی انجنیر نہ تھا مجھے بہت افسوس ہوا نہ صرف اِس وجہ سے کہ اتنا روپیہ کلون کے

خریدنے سے مین ضایع گیا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ میرے لوگ مجھپر ہنستے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ مین یہ چھوٹا سا کارخانہ نہ چلا سکون گا اِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ قرآن مین آیا ہے یعنی اللہ اُن کے ساتھ ہے جو ہمت نہین ہارتے۔

مین ایسا آدمی نہ تھا کہ کسی کام کے کرنیکا ارادہ کرون اور پھر اُسے چھوڑ دون چنانچہ مین نے جنرل امیر احمد خان کو جو ہندوستان مین میرے ایلچی تھے لکھا کہ کوئی اور انجینیر تلاش کرین جسقدر ماہوار وہ مانگے اُسے نوکر رکھ لین۔ جنرل نے ایک انگریزی انجینیر مسمی مسٹر پائین جو اب مسٹر سالٹر پائین ہین مقرر کرکے بذریعہ سلطان محمد خان میر منشی کابل کو روانہ کیا۔ مسٹر پائین ماہ اپریل ۱۸۸۵ء کے پہلے ہفتہ مین کابل پہنچے اور مین نے جنرل کو پھر لکھا کہ ایک شخص اور سلطان محمد خان کی جگہ کے لئے سکرٹری مقرر کرکے بھیجین۔ اس لئے کہ سلطان محمد خان کو مین اپنی پیشی مین رکھنا چاہتا تھا۔

مین نے ان کارخانون کے لیے ایک جگہ تلاش کی جس کا نام عالم گنج تہا اور جو اس کام کے لیے بہت موزون تھی کیونکہ یہ جگہہ شہر کابل سے باہر تھی اور شہر کے بہت قریب بھی تھی۔ وسعت مین بھی اُس نواح مین بہ نسبت اور جاؤن کے بڑی تھی اور بہت خوش آب وہوا خیال کیجاتی تھی۔ اس مقام سے ایک نہایت پر فضا منظر نظر آتا تھا اور ایک طرف پانی کی نہر بہتی تھی جسکا پانی کارخانون مین انجنون وغیرہ کے لئے بکار آمد ہوسکتا تھا۔ اور اس مقام کے پائین مین دریاے کابل بہتا تہا جو کلون سے خراب مستعمل شدہ پانی کو بہالے جاسکتا تہا۔

مین نے میر منشی کو حکم دیا کہ مسٹر پائین کو لیجا کر وہ مقام دکھائین بعد ازان مجھے اطلاع کرین کہ اُن کی راے مین کارخانون کے لئے وہ مقام مناسب ہے یا نہین۔

المختصر ایک ساعت نیک مین بمشورہ منجمین و رمال بتاریخ ۷۔ اپریل

کارخانہ کی بنا کا پتھر رکھا گیا اور حسب رواج غربا کو شیرینی و خیرات تقسیم
ہوئی۔

مسٹر پائین نے چند خراد سنے کی کلین۔ رندا کرنیکی کلین۔ کٹنگ
اور کٹنگ مشین اون انجنون کی مدد سے جو ام۔ ثر۔ وم نے خرید کر بھیجی
تھے وہان نصب کرکے کام شروع کیا۔ چند ماہ کے بعد اہنون نے
مجھسے انگلستان جانیکی اجازت چاہی اور وہ کلین ہندوستانی
کاریگرون کی نگرانی مین چھوڑ گئے۔ سترہ مہینے کے بعد پھر وہ کابل
واپس آئے اور اس مدت مین وہ اور نئی کلون کے متعلق جو کابل
مین نصب کرنا چاہیئے تھین تفصیلی حالات دریافت اور تحقیقات کرتے رہے
مین نے اسوقت دو اور انگریز انجنیرون کو نوکر رکھا اس سال سے مین نے
اپنی گورنمنٹ مین مختلف طور پر انگریزون کو ملازم رکھنا شروع کیا۔
اس سے میری دو غرضین تھین اول تو یہ کہ میرے لوگ فن انجنیری
اور دوسرے کامون مین ان انگریزون سے جو ان چیزون مین

بہت واقف کار تہے تعلیم پا جائین۔ دوسرے میرے لوگون کو
انگریزون کے ساتھ میل جول کا موقع ملے تاکہ وہ قدیم نفرت جو آپین
ان دونون قومون کے مابین چلی آتی ہے دور ہو جاے۔ اسلیئے
کہ میری گورمنٹ اور گورمنٹ ہند مین دوستانہ اتحاد ہے اور دونون
گورمنٹ کے اغراض ایک ہین۔ میری یہ خواہش بہی تھی کہ انگریز لوگ
خود اپنے اہل ملک کی زبان سے اس ترقی کے حالات سنین جو
میری گورمنٹ مین ہوئی ہے۔ افغانون نے تمام انگریز مردون اور
عورتون کے ساتھ جو کابل مین آئے ایسا دوستانہ سلوک کیا کہ
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتک وہ انہین محض اپنا دشمن سمجھکر قتل
کرتے تہے۔ جب قوم افغانستان کے فائدہ کے لئے میرے
ملازم ہوئے اُن کے ساتھ ہر طرح کی مہمان نوازی اور خاطرداری کیگئی
جیساکہ دوستون کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ مسٹر پائن کے بعد دوسرا
انگریز جو کابل مین آیا اُس کا نام مسٹر اومیرا تہا۔ یہ شخص دانت بنانیکا ڈاکٹر

وہ دراصل میرے لئے ایک دانتون کا چوکا بنانے کی غرض سے
کابل آیا اور ۱۸۸۷ء کے اخیر مین جب وہ ہندوستان واپس گیا تو
اوس نے تمام حالات جو کچھ اوسنے کابل مین حیرت اور اطمینان
کے ساتھہ دیکھے تھے بیان کئے۔

سب سے زیادہ عجیب بات اوس نے یہ بیان کی کہ امیر بڑی
جفاکشی سے کام کرتے ہین۔ اُن کے نزدیک کوئی چیز بہت مشکل
یا نہایت دشوار نہین۔ وہ ہمیشہ اپنے لوگون کی فریاد سننے اور اونکی
دادرسی کے لئے مستعد رہتے ہین۔ مثلاً ایک دن کا واقعہ ہے
کہ وہ گھوڑے پر سوار جارہے تھے کہ اثنا ء راہ مین ایک بوڑھی عورت
ملی جس نے عرضی دینے کے لئے ہاتھہ اوٹھایا امیر نے فوراً
گھوڑا روک لیا اور اُس ضعیفہ کو اپنے قریب بلایا۔ شروع سے آخر
تک اس کی عرضی پڑہی اور بہت سے سوال کئے اور کچھ دیر تک
اُس کے ساتھ بکمال عنایت ومہربانی باتین کرتے رہے وہ ضعیفہ

بالکل مطمئن اور خوش خوش چلی گئی۔ ایک دن اور امیر مجھ سے اپنے
مہمات مالی کے متعلق باتین کر رہے تھے۔ اثنا گفتگو مین یہ بیان
کیا کہ میرے ملک کی صرف ایک ربع مالگذاری خزانہ مین داخل ہوتی
ہے اور دوسرا ربع وصول کرنے کے لئے مجھے لڑنا پڑتا ہے۔
تیسری چوتھائی لوگون سے وصول تو ہوتی ہے مگر کبھی مجھہ تک نہین
پہنچتی۔ اب رہی ایک چوتھائی وہ لوگون کو معلوم نہین کہ کیسے دین"
مسٹر او میرا افغانستان مین اپنی ایک یادگار بھی چھوڑ گئے ہین انہون نے
ایک ہوشیار شخص مسمی صوفی عبد الحق کو ان کے سپرد کیا کہ اسے
دانت بنانا سکھا دین اور اسے تنبیہ کی کہ اگر اس کام کو بہت جلد
اور اچھی طرح نہ حاصل کریگا تو اسے سخت سزا دیجائے گی اسلئے
کہ یہ بہت ضرور تھا کہ اس فن کو قبل مسٹر او میرا کے جانیکے حاصل
کر لے۔ چنانچہ اوسنے تھوڑے ہی عرصہ مین یہ کام بخوبی سیکھہ
لیا۔ کچھہ تو سزا کے ڈر سے اور کچھہ اسوجہ سے کہ مسٹر او میرا اپنے

شاگرد کو سزا دلانا نہ چاہتے تھے لہذا انہون نے اُسے جلد سکھا دیا۔ ممکن ہے کہ ایک اور بھی سبب ہو وہ یہ کہ خود مسٹر آومیرا کابل مین ضرورت سے زیادہ رہنا نہ چاہتے تھے۔ صوفی نے اور بہت سے لوگون کو دانت بنانا اور آلہ جراحی سے دانت اکھاڑنا سکھا دیا ہے جس سے لوگونکو بہت آرام ہو گیا ہے اس لئے کہ پہلے لوگ دانتون کے علاج کے لئے دوسرے ملکون مین جایا کرتے تھے۔ جب مسٹر آومیرا روانہ ہوئے تو مین نے اونکو علاوہ اور انعام واکرام کے ایک اعزازی طلائی تمغہ بھی دیا۔

مسٹر پائین کے زمانہ غیر حاضری مین ہندوستانی اور کابلی کاریگر اُس چھوٹے سے کارخانہ کو چلاتے رہے۔ سال بسال کارخانون مین توسیع ہوتی گئی اور حسب ضرورت نئے کارخانے قایم کئے گئے مارٹنی ہنری واسنائیڈر بندوقون اور اُن کے لئے کارتوس بنانے کے لئے کلین منگائی گئین اور اُن کارخانون مین جمائی گئین۔ کل

کل قسم کی نجاری کام کے لیئے آرے کی کلین منگائی گیئن اور
اُن کے لیئے ایک علیحدہ کارخانہ تعمیر ہوا۔ علاوہ ازین مین نے
حسب ذیل اور کلین بھی خریدین اور اونکا کام شروع کیا۔ مارٹنی ہنری
اور دوسری بندوقون کے لیئے کارتوس بنانے کی کل۔ خراد کی
کل۔ بندوقون اور توپون کی نالین بنانیکی کل۔ سَو گھوڑون کی قوت
کے انجن معہ بوائلر۔ دخانی ہتھوڑہ معہ بوئلر۔ بوٹ بنانے اور چمڑہ
سینے کی کلین۔ بارود بنانے کے کارخانے۔ صابون اور موم بتی
بنانیکی کلین۔ دارالضرب کے لیئے سکہ ٹھپہ اور نقش بنانے کے
آلات۔ شراب وغیرہ کی بھٹی کے لیئے آلات عرق کشی۔ باغبانی
اور زراعت و فلاحت کے آلات۔ آہنگری اور بھاری توپین بنانے
کے لیئے فولاد اور دیگر خام معدنیات کو گلانے کے لیئے بڑی
بڑی بھٹیان۔ تلوار اور کارتوسون کی ٹکلیان بنانے کی کلین اور
نیز کارتوس بھرنیکی کلین۔ چھوٹی توپون اور بڑی بھاری بھاری

توپون کے لئے گولے بنانیکی کلین اس کے علاوہ اور طرح طرح کی مختلف کلین۔ مین ہر سال ان کلون کا ذخیرہ بڑھاتا جاتا ہون اور جو نئی نئی کلین یورپ مین ایجاد ہوتی ہین۔ اُن کو حسب ضرورت منگاتا ہون۔

ابتدائً یہ کارخانہ جات قایم کرنے مین مجھے بڑی دقتین پیش آئین۔ چونکہ میرے لوگ ان کلون سے اور جدید ایجادون سے بالکل ناواقف تھے اس لئے میرے ان تمام نئے ارادون کی مخالفت کرتے تھے۔ مین تمثیلاً ایک واقعہ بیان کرتا ہون جس سے ناظرین کو میرے لوگون کی جہالت کا اندازہ ہو جائے گا۔ ۱۸۸۵ء مین جب مین راولپنڈی گیا ہوا تھا۔ ایک دن ایک فوٹوگرافر نے میرا فوٹو لینے کے لئے اپنا کمرہ میرے سامنے نصب کیا۔ فوراً ہی مار نیز عرض بیگی بھنپٹ کر کمرہ کے پاس گیا اور اپنے دونون ہاتھ اُس پر رکھدیئے۔ مین نے پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ اُس نے عرض

کیا حضور آپ کو معلوم نہین یہ ایک قسم کی نوایجاد توپ ہے جس سے
یہ شخص آپ پر نشانہ لگایا چاہتا ہے۔ مین یہ سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ
بہ این ریش وفش تمہارا دل جہالت سے بالکل تاریک ہو رہا ہے
وہان سے ہٹ آؤ اور اس شخص کو میری تصویر اُتار نیدو۔ اُس بیچارے
نے اول کبھی کمرہ نہ دیکھا تھا اس لیئے وہ سمجھ نہ سکتا تھا کہ یہ کیا
چیز ہے مین نے ہرچند اُسے سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا۔

جب اوّل اوّل مین نے کارخانے کھولے میرے لوگون
نے اُن کی نسبت ہر قسم کے اعتراض کیئے کوئی کہتے تھے کہ
بہ نسبت کلون کے ہاتھ سے کام بہت اچھا ہو سکتا ہے۔ جو لوگ
اِن کارخانون پر مامور تھے اُن پر یہ الزام لگائے کہ تم گورنمنٹ کے
دشمن ہو جو کلین خریدنے کے بہانہ سے ملک کا روپیہ باہر بھجوا رہے ہو۔
مین ان ابلہانہ مخالفتون سے سخت عاجز آ گیا تھا مگر باوجود ان سب
باتون کے اپنے ارادہ سے باز نہ آیا کیونکہ مین خوب واقف تھا کہ

جب تک میرے یہان اُس طرح کی توپین اور بندوقین اور دیگر آلات حرب جو دوسری قومین استعمال مین لاتی ہین مہیا نہ ہونگے گورنمنٹ کی منزلت کو قائم رکھنا اور ملک کو بیرونی حملہ آورون سے بچانا غیر ممکن ہے

اس مین شک نہین کہ جو کچھ ان کلون مین خرچ ہوا اُس کا فائدہ بہت دنون کے بعد اُٹھایا گیا اِس لئے کہ یہ تمام زر کثیر سرکاری خزانہ سے دیا گیا تھا اور جب مین اُس روپیہ کے سود کا حساب کرتا تھا جو کارخانون اور کلون مین لگایا گیا تھا اور کئی سال تک جس سے کچھ آمدنی نہ ہوئی تھی تو مجھے اسکا بہت خیال ہوتا تھا۔ مین نے ہر سال جسقدر روپیہ بہم پہنچا کلین خریدنا جاری رکھا اور جون جون کلون کی تعداد بڑہتی گئی مین نے اور نئے نئے کارخانے تعمیر کراوئے مین نے ہر سال کلون کی خریداری کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ جس سے میرے ملک مین تجارت اور صنعت وحرفت کو بہت ترقی ہوئی ہے۔

الحمدللہ کہ مین ہمیشہ سے کلون اور کارخانون کا شوق رکھتا
تھا اور اُن کی قدر جانتا تھا۔ مین جانتا تھا کہ الماس کو الماس ہی کاٹ
سکتا ہے اور دشمن کے ساتھ برابر کا مقابلہ تب ہی ہوگا۔ جب
میرے پاس بھی نئے نئے اُسی قسم کے ہتیار موجود ہون جیسے
غنیم کے پاس ہین۔ ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

اس لیئے جب میرے کاریگر کبھی کوئی ہتیار بنانے مین عاجز ہوتے
تھے تو مین خود اُنہین سکہاتا تہا کہ کیونکر بنانا چاہیئے۔ میری تعلیم
اور اُن کی کوشش دونون ملکر کامیابی کی صورت پیدا کرتے
تھے مین تمثیلاً اس طرح کے اکثر واقعات بیان کرسکتا ہون چنانچہ
اس موقع پر بہ سبیل تذکرہ دو ایک واقعہ لکھتا ہون۔

۱۸۹۳ء مین جب لارڈ لینسڈاؤن کی گورنمنٹ نے میری ہاچکس
توپین ہندوستان مین روکدین تب میرے کاریگرون نے مجھ سے

یہ عرض کیا کہ بغیر نمونہ کی توپون کے ویسی توپین بنانا غیر ممکن ہے
تب مین نے میر منشی کو یہ حکم دیا کہ اُن توپون کا تفصیلی حال مع وضع
اور پیمانہ انگریزی سے فارسی مین ترجمہ کرے۔ چنانچہ اُس نے
فارسی مین اُن توپون کا کل حال یعنی طول و عرض وگند گی اور اُنکی
مختلف وضع وصورت لکھکر مجھکو دی۔ جب وہ لکھ چکا تو فارسی مین
مجھے ہر ایک چیز زبانی سمجھائی مین نے کل ہندوستانی اور کابلی
پیشہ دست کاریگرون کو اپنے روبرو طلب کیا اور انہین سکھایا
کہ اس طرح اوّل کل چیزین لکڑی کی بناؤ جب وہ تیار ہو جائین
تب اون کا امتحان کرو کہ آیا مختلف ٹکڑے موقع سے بیٹھتے
ہین یا نہین۔ چنانچہ میرے حسب ہدایت جب توپ تیار ہو گئی تو
امتحاناً اُس مین سے لکڑی کا گولہ چلا کر دیکھا گیا۔ جب اس امتحان
مین بھی پوری اُتری تب مین نے حکم دیا کہ اس کے نمونہ پر آہنی
توپ تیار کیجائے مگر اُس کے بنانے مین ویسا ہی فولاد اور مصالحہ

لگایا جائے جیسا اصلی ہاچکس مین لگایا جاتا ہے۔ غرضکہ ہم نے
وہ توپ بعینہ مثل نمونہ کے بنا لی گو ہمارے پاس سوائے اس چوبی
توپ کے اور کوئی نمونہ نہ تھا۔ توپ چلا کر امتحان کیا گیا اور امتحان
مین پوری اوتری۔ مین نے تب میر منشی کی اور سب کاریگرون کی
بہت تعریف کی اور اُن کا شکریہ ادا کیا اور اُن کو بارہ ہزار روپیہ نقد
اور خلعت انعام دیا۔ جب سر مارٹمر ڈیورانڈ اور دیگر افسرانِ مشن کابل
آئے وہ کابل کی بنی ہوئی توپ اور یورپ کی بنی ہوئی توپ مین
کچھ فرق نہ بتا سکتے تھے۔ اسی طرح ہم نے محض تصویرون کو
دیکھہ کر اور اُن کا حال فارسی مین ترجمہ کرا کر میگزم۔ گارڈنر اور
گیٹلنگ توپین بنا لین گو آخرالذکر حالت مین ہمارے پاس علاوہ
تصویرونکے نمونہ کی توپین بھی تھین۔

خدا کا شکر ہے کہ آج افغانستان مین ایک لاکھہ آدمی سڑکون
کی تعمیر اور مکانات و کارخانجات و معدنیات وغیرہ مین جو سب

میرے ہاتھ سے جاری ہوئے ہین کام کرتے ہین۔ اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ میرے ملک مین کتنی بڑی ترقی ہوئی علاوہ
اسکے اتنے آدمیون کے لیئے بسر اوقات کا ایک عمدہ ذریعہ
نکل آیا ہے۔ لوگ ابتداءً چوریان کرتے تھے اور کاروانون کو
لوٹتے تھے۔ چونکہ اُن دنون مین ان کے لئے کوئی اور پیشہ یا
کام نہ تھا اس لیئے وہ لوٹ مار سے اپنی اوقات بسری کرتے
تھے۔ ایک مثل مشہور ہے کہ شیطان کاہل آدمی کو بہکاتا ہے اور
ہمارے نبی برحق فرماتے ہین الکاسب حبیب اللہ۔
میرے لڑکے اور میرے جانشین یہ نہ خیال کرین کہ میرے
ملک کو جو کچھ فائدہ ہوا وہ صرف اسباب جنگ سے ہوا۔ دراصل یہ
کارخانہ جات صنعت وحرفت باعث ترقی تجارت وذرایع آسودگی
ملک ہین۔ جو روپیہ غیر ملکون مین جاتا تھا وہ اب افغانستان
مین صرف ہوتا ہے۔ اگر میری رعایا دولتمند ہوجائے تو اُس کی

وجہ سے گورنمنٹ مضبوط قوی اور محفوظ ہوگی۔ اِس لئے کہ اکثر
فسادات جو ناداری اور بیکاری کی وجہ سے اُٹھا کرتے ہین۔
دور ہو جائین گے۔ جو لوگ صاحب جائداد ہونگے وہ خواہ مخواہ
یہ چاہین گے کہ ملک مین کسی قسم کی لڑائی یا بلوہ نہ ہو جس سے
اُن کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور اُن کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا
کہ لوٹ مار مین وقت ضایع کرنے سے دولتمند ہونا بہتر ہے۔

اور اقسام کی کلین بھی مین نے خریدی ہین جنہین کام مین لارہا
ہون مثلاً ایک چھوٹا انجن اور چند میل تک ریل کی لائین یا بھاری
توپین کھینچنے کا انجن۔

مین نے برقی روشنی اور ٹیلیفون کا کارخانہ بھی قایم کیا ہے
جس مین اوّل چند ہندوستانی اور کابل کاریگر جو ہندوستان مین یہ
کام سیکھ چکے تھے نوکر رکھے۔ بعد ازان مسٹر براون نے ۱۸۹۴ء
مین اِن کارخانون کو بہت ترقی دی۔ خصوصاً برقی روشنی مین اُنہین

بہت کامیابی ہوئی۔

دارالضرب

میری ابتدائے عہدِ حکومت مین دارالضرب کا کام اُسی قدیم طریقہ پر ہوتا تھا جو صدہا برس سے چلا آیا تھا یعنی روپیہ ہاتھ سے بنایا کرتے تھے کوئی کل وغیرہ نہ تھی۔ قدیم روپیہ پر ایک طرف "ضرب دارالسلطنتِ کابل اور سنہ ضرب اور دوسرے جانب صرف میرا نام امیر عبدالرحمن بغیر کسی سجع یا علامت کے ہوتا تھا" مگر ۱۸۹۶ء مین جب قوم افغانستان نے مجھے ضیاء الملت والدین کا خطاب دیا۔ اُس وقت سے سکہ پر ایک طرف یہ الفاظ اور دوسرے جانب معرکہ ہوتا ہے۔ میرے ملک کا مسی سکہ پاؤ آنہ و آدہ آنہ ہے اور نقری سکہ روپیہ۔ قران اور تنگاز۔

مسٹر میکڈرماٹ نے جو دارالضرب کلکتہ مین کام کر چکے

تھے۔ میرے کابلی کاریگرون کو یہ سکہ بنانا سکھا دیا اور جب سے
وہ چلے گئے ان کے شاگرد بغیر کسی کی نگرانی کے برابر کام چلا رہے
ہین۔ میرے دارالضرب کابل مین روزانہ اسی ہزار سے ایک لاکھ
روپیہ بآسانی بن سکتے ہین۔ میرے یہان کے کاریگر نہ صرف روپیہ
ہی ڈھال سکتے ہین بلکہ روپیہ کے لئے ٹھپہ اور سکہ بھی بنا لیتے
ہین۔ مجھے صرف پہلے ہی دفعہ انگلستان سے سکہ وغیرہ بنانیکے
اوزار و آلات منگانا پڑے اُسکے بعد پھر کبھی نئے اوزار منگانیکی
ضرورت نہ ہوئی اس لئے کہ ہرایک چیز کابل مین بننے لگی۔

مارٹنی ہنری بندوق کیلئے کارتوس بنانے کا کارخانہ

کلین آنے کے قبل یہ کارتوس اور اسنائیڈر کی کارتوس ہاتھ

سے بنائے جاتے تھے جو تعداد مین کم اور قسم مین ادنیٰ درجہ کے ہوتے تھے۔ مین نے اِس کے لئے کلین منگائین اور کارتوس واوزار وپیمانے بنانے کے لئے مسٹر ڈلٹن کو نوکر رکھا۔ مین اُن کے کام سے بہت خوش ہوا اس لئے کہ اُنھون نے میرے کاریگرون کو یہ کام ایسی اچھی طرح سکھادیا کہ اب وہ بغیر کسی کی مدد یا نگرانی کے کارتوس۔ اوزار اور پیمانے بنالیتے ہین۔

اب میرے کارخانون مین جو کارتوس تیار ہوتے ہین وہ ایک سالم ٹکڑے کے بنائے جاتے ہین اور ایک دفعہ کام مین آنیکے بعد پھر کئی دفعہ بھرے جاسکتے ہین۔ ان مستعمل شدہ کارتوسون کو بھرنے کے لئے مین نے ایک خاص کل کابل مین تیار کرائی ہے۔ جو کارتوس داغنے کے بعد پھیل جائے یا خراب ہوجائے وہ اس کل کے ذریعہ سے درست ہوکر پھر اپنی

اصل حالت مین آجاتا ہے۔ اُس کے بعد سوراخ کرکے نئی ٹوپی
چڑھا دیجاتی ہے اور کارتوس پھر بھر لیا جاتا ہے میرے یہان
کابل کے کارخانون مین روزانہ دس ہزار کارتوس بنتے ہین اور
اگر ضرورت پیش آئے تو اُس سے دو چند بھی بن سکتے ہین۔

اسٹانڈر بندوق کے لئے کارتوس
بنانے کا سامان

یہ کارتوس بھی اولاً ہاتھہ ہی سے بنائے جاتے تھے۔ جب
کلون سے بنانے کے لئے مین نے پورا سامان منگا لیا تب
جس طرح مسٹر لٹن کو مارٹنی ہنری کے کارتوس بنانے کیلئے
نوکر رکھا تھا اُسی طرح مسٹر اڈورڈس کو اسٹانڈر بندوق کے
کارتوس بنانے کے لئے مقرر کیا۔ اب اس کام کو کابلی کاریگر

بلا اعانت غیرے بخوبی انجام دے رہے ہین۔ روزانہ دس

گھنٹون مین جسقدر کارتوس تیار ہوتے ہین اُن کی تعداد دس ہزار

ہے لیکن ضرورت کے وقت یہ مقدار دوچند ہو سکتی ہے۔ مسٹر

اِڈورڈس نے میرے آدمیون کو توپون اور گولون وغیرہ کے

پیمانے بنانا بھی سکہا دیا ہے اور مین کہہ سکتا ہون کہ جو کارتوس

مارٹنی ہنری بندوق کے لیے استعمال ہوتے ہین وہی کارتوس

میگزم کٹیلنگ اور گارڈنر توپون کے لئے بھی بکار آمد ہو سکتے

ہین اِس لئے کہ توپون اور بندوقون کی نالیان خاص وضع کی

بنائی گئی ہین کہ ایک ہی ناپ کے کارتوس سب مین آسکین۔

مارٹنی ہنری بندوق بنانیکا سامان

اور دوسرے چھوٹے قسم کے

ہتیار بنانے کی کلین

کلین آنے کے پہلے بندوقین بھی کابل مین ہاتھ سے بنائی جاتی تھین مگر کارتوسون کی طرح وہی نقص اُن مین بھی ہوتا تھا سوا چند بندوقون کے جو بہت ہوشیار کاریگرون کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہوتی تھین باقی سب ناقص اور ادنیٰ درجہ کی ہوتی تھین چنانچہ مین نے مارٹنی ہنری بندوقین بنانے کے لئے پورا سامان منگایا اور مسٹر کمران کو جو دمدم فیکٹری گورنمنٹ ہند مین ملازم ہے نوکر رکھا۔ اُنہون نے اپنا کام نہایت عمدہ طور پر انجام دیا اور کابلی کاریگرونکو ہر ایک چیز بنانا سکھا بھی دیا اور کارتوس بنانیکے کارخانون مین اور دوسرے قسم کے مختلف چھوٹے چھوٹے ہتیار بنانے کے کارخانون مین بہت کچھ اصلاح بھی کی۔ میرے نزدیک جتنے انجنیر میرے ملازم ہوئے اُن سب مین یہ شخص تو مین

اور دوسرے قسم کے چھوٹے ہتیار بنانے مین بہت
ہوشیار تھا۔ اُس کے کام سے میری گورنمنٹ کو بہت فائدہ ہوا۔
جہانتک ممکن تہا اُس نے کابلی کاریگرون کو سب کچھ سکھا دیا اور
انکی تعلیم مین بہت توجہ کی۔ اس نے مجھے کل قسم کے آلاتِ جنگ
بنانے اُن کا امتحان کرنے اور اُن کو استعمال مین لانے کی بابت
خاص کتابون اور رسالون کی ایک فہرست دی۔ یہ کتابین عام طور پر
کسی شاپ مین نہ ملتی تھین۔ مین نے یہ فہرست اپنے سفیر کے
پاس بھیجی جو ہندوستان مین تھا اور اُس کو لکھا کہ گورنمنٹ ہند
سے یہ کتابین حاصل کرے۔ چنانچہ جب مین نے اپنے سفیر
کرنل ولی احمد خان کے ذریعہ سے فارن سکرٹری ہند کو لکھا
تو وہ کتابین مل گئین جن مین بعض کا فارسی مین ترجمہ بھی ہوگیا۔

نئی کلون کے ذریعہ سے روزانہ مکمل پندرہ عدد مارٹنی ہنری
بندوقین تیار ہوتی ہین۔ مگر ضرورت کے وقت یہ تعداد دوچند ہوسکتی

ہے گو یہ کلین صرف مارٹنی ہنری بندوقین بنانے کے لئے ہین
مگر اُن مین نئے اوزار و پیمانے لگانے سے اِن کلون کے خراد
ڈرلنگ - رافلنگ - ٹرننگ مشین - ریپیٹر رائفل - لی مٹفورڈ اور
دوسری قسم کی توپین و بندوقین بنانے کے ویسے کام مین لائے
جاسکتے ہین جس طرح کہ دار الضرب کے ایک ہی کل مین مختلف
وضع واقسام کی دائیان لگاکر ہر قد و قامت کا طلائی یا نقرئی سکہ
بن سکتا ہے -

انجن - بوائلر - آہنگری و بندوق سازی کا کام

جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کلون کا کارخانہ جاری ہونے کے
پیشتر بندوقین اور توپین ہاتھہ سے بنائی جاتی تہین اور جو
انجن مین نے پہلے خریدے وہ ہلکے قسم کے تہے اور اُنکے

لئے علیحدہ علیحدہ بوائلرس کی ضرورت نہ تھی۔ اس وجہ سے
مین مجبور ہوا کہ سو گھوڑون کی قوت کا ایک بڑا انجن معہ بوائلر خریدلون
تاکہ ان کارخانون کا کام اور وسعت کے ساتھ چلنے لگے۔ مین نے
جب کارتوس بنانیکا سامان اور دارالضرب کے لئے کلین اور
صابون و موم بتی بنانے کی کلین خریدکین اُسوقت مجھے یہ خیال
آیا کہ ایک بڑا دخانی ہتوڑا اور بوائلر بھی خریدون اس لئے کہ ان
کل کلون کے لئے بوائلر کی ضرورت تھی۔ ان ضرورتون کے
لحاظ سے اور توپ بنانے کی بھٹیون اور کار آہنگری کے لئے
بھی مین نے ایک مُسن تجربہ کار انگریز انجنیر مسمی مسٹر اسٹوارٹ کو
نوکر رکھا۔ یہ شخص بہت قابل تجربہ کار جفاکش مستعد اور ظریف آدمی
تھا۔ گو معمر تھا مگر اپنے کام مین نہایت چست و چالاک تھا۔ اُسنے
کل کام شروع کیے اور ہندوستانی وکابلی کاریگرون کو اپنے
کام مین ایسا برتی کردیا کہ اب یہ لوگ خود انجن بوائلر اور بھٹیان

بنا سکتے ہین۔ میرے نزدیک یہ امر بہت قابل اطمینان ہے۔

ایک کابلی پیشدست کاریگر مسمی سلام نجار نے جو سانچہ بنانے کے کام پر معین ہے چند اور کاریگرون کی مدد سے ایک لکڑی کا انجن بنایا۔ یہ انجن بالکل انگریزی انجن کے مثل تہا اور جب تیار ہوگیا مین نے دیکھا کہ کام بہی بخوبی دیتا ہے۔ تب مین نے اُن کاریگرون کی تنخواہین جنہون نے ملکر اُسے بنایا تہا دوچند کردین۔ اِسکے علاوہ مین نے اُن کو چھہ ہزار روپیہ نقد اور خلعت بہی عطا کئے

اس انعام سے ایک اور کاریگر مسمی قاسم کو جو حکاکی اور نقشہ نویسی پر مقرر تہا جرات ہوئی اور اُس نے ایک اور چھوٹا سا انجن تیار کیا جو لکڑی کا نہ تھا جیسا کہ نجار نے بنایا تھا بلکہ اصلی لوہے فولاد اور تانبے کا تھا۔ میرے روبرو اس انجن مین آگ اور پانی ڈالا گیا اور وہ ایک چھوٹے سے خراد کو چلانے لگا۔ مین نے اُس شخص کو بہی اس صنعت کے صلہ مین انعام دیا۔ کل بھٹیان جن

بھاری توپین بنتی ہین اور کارتوس بنانے کے لئے تانبا اور سکہ بنانے کے لئے چاندی گلائی جاتی ہے اور وہ دخانی ہتھوڑے ڈہالنے کی بھٹیان اور اور مختلف کام جو آہنگری سے متعلق ہین اُن سب کو اب کابلی کاریگر چلاتے ہین۔ مین اس محکمہ مین مسٹر اسٹوارٹ کے کام سے بہت خوش ہون۔

مین ہندوستانی اور کابلی کاریگرون کی تعریف مین بھی دو ایک لفظ ضرور لکھونگا کہ اُنہون نے مسٹر پائین کی غیر حاضری مین اپنے فرایض کو کس عمدگی سے انجام دیا اور کارخانون کو برابر چلاتے رہے جب تک مسٹر پائین میرے ملازم رہے اُنہون نے نصف سے زیادہ مدت ملازمت میرے ملک کے باہر گذاری۔ اسلئے کہ اُنہین کابل کی موسم سرما کی شدید سردی کی وجہ سے مجبوراً انگلستان جانا ہوتا تھا۔ علاوہ کارخانون کی نگرانی کے مسٹر پائین نے اور خدمات بھی انجام دے جن کا ذکر دوسری جگہ آئیگا۔

اکثر لوگون کو تعجب ہو گا کہ یہ بڑی بڑی کلین۔ بھاری دخانی ہتوڑہ اٹھائیس ۲۸ فیٹ کا لنبا خراد بڑے بڑے انجن اور بڑی بھاری بھاری کلین کابل مین کیونکر لائی گئین۔ اِس لئے کہ ملک مین ریل نہین ہے۔ بلاشک اِن کلون کا لانا دشوار امر تھا مگر میرا عزم اِن دشواریون کے مقابلہ مین کہین زیادہ بڑھا ہوا تھا۔

شراب کی بھٹیان

سیماب کی بارود بنانے اور کارتوس کی توپیان بنانے مین اور اور کامون کے لئے جو اسپرٹ درکار ہوتی تھی کم کم مقدار مین ہاتھ سے کھینچی جاتی تھی اِس لئے کہ اُس کے بنانے کے لئے کوئی کل نہ تھی۔ چونکہ افغانستان مین انگور۔ کشمش و منقی وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے مین نے خیال کیا کہ اگر شرابین بنانے کے لئے ایک بھٹی قایم کیجائے تو اُس سے بہت نفع ہو گا۔ چنانچہ

مین نے شراب کھینچنے کی کلین منگائین اور ایک بڑی بھٹی قایم
کی جسمین آٹھ گھنٹہ مین پندرہ سو شیشہ شراب کے تیار ہوتے ہین۔
مین نے برانڈی اور دوسرے قسم کی اسپرٹ بنانے کے لئے
ایک اور بھی بھٹی قایم کی۔ یہ شرابین اور اسپرٹ بغرض تجارت
میرے ملک سے دوسرے ممالک مین جانے کے لئے یا میری
رعایا کے اُس طبقہ کے لوگون کے لیئے جو مسلمان نہین ہین۔
تیار ہوتی ہین۔

یہ کارخانہ جاری ہونے سے قبل بعض ارمنی عیسائی جو کابل
مین رہتے تھے شراب کھینچا کرتے تھے۔ بعد ازان اور لوگون
نے بھی اس کام کو اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اُمرا اور سردار بھی اُسکے
پیرو بنے مگر یہ لوگ اپنے گھرون مین بھٹیان قایم کرکے شراب
کھینچتے تھے۔ یہ لوگ عرق کشی کے فن سے بالکل ناواقف
تھے جو شراب اُن کی کھینچی ہوئی ہوتی تھی ایسی خراب ہوتی تھی

کہ جو لوگ اُسے پیتے تھے طرح طرح کے امراض مین مبتلا ہوتے تھے اور سب کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا تھا۔ چونکہ مذہب اسلام کے رو سے شراب پینا منع ہے مین نے اُن لوگون کو جو شراب بناتے تھے بیچتے تھے۔ یا خریدتے تھے سخت سزائین دین۔ ان سزاؤن سے لوگون نے شرابخواری کی عادت چھوڑ دی جو شیر علی اور اعظم خان کے زمانہ سے پڑی ہوئی تھی۔

مین نے چند کابلی کاریگر جو قدیم طریقہ عرق کشی سے واقف تھے اور جنھون نے ارمنی کلوارون کے نیچے کام کیا تھا اِسلئے مقرر کئے کہ ایک عرق کش مسمی رام سنگھ سے عمدہ اور نیا طریقہ شراب کشی کا سیکھین۔ اب اس کام کو میرے یہان کے لوگ بلا اعانت غیر چلا رہے ہین۔



دباغی

جس زمانہ مین مین توپین اور آلات حرب بنانے کے لیئے کلین خریدنے اور کارخانہ کھولنے مین مشغول تھا جو بوقت جنگ بکار آمد ہوسکین یا تجارتی اغراض کے لیئے بھی مفید ہون میری توجہ اس امر کی نسبت بھی مایل ہوئی کہ کارخانون اور کلون کے لیئے روزانہ جس اسباب کی ضرورت ہے وہ بھی دیسی ہونا چاہیئے تاکہ مجھے غیر ملکون سے منگانیکی ضرورت نہ پڑے کیونکہ ان چیزون کے منگانے مین جسقدر روپیہ سال بسال صرف ہوگا وہ بجائے دوسری قومون کو فائدہ پہنچانے کے اپنے ہی ملک مین رہیگا اور جو کچھ اُس سے نفع ہوگا وہ خزانہ شاہی مین داخل ہوگا اور ملک کے کام آئے گا یہ غرض حاصل کرنے کے لیئے مین نے کابل مین ایسا سامان بنانے اور بہم پہنچانے کے لیئے جو کارخانون مین

بکار آمد ہو سکے مختلف کام جاری کئے۔ مین اس بات پر اب بھی
بہت غور کر رہا ہون کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گورنمنٹ ہند نے
میرا کل سامان جو ہتیار اور سامانِ جنگ بنانے کے لئے منگایا
گیا تھا ہندوستان سے افغانستان آنیکو روکدیا تہا اُسوقت سے مین بہت متنبہ
ہو گیا ہون۔ واقعی امر یہ ہے کہ آلات حرب بنانے کے لئے
کارخانہ فیکٹریان قایم کرنا بے سود ہے جب تک کہ اُن کے
بنانے کے لئے خود افغانستان مین وہ مواد بہم نہ پہنچایا جائے
الحمد للہ کہ اب اس معاملہ مین ہم دوسرے ملکون کے بالکل محتاج
نہین رہے اور یہ گویا بڑا فائدہ ہم نے حاصل کیا کیونکہ ممکن تھا
دوسری بڑی سلطنتین جسوقت چاہتین فولاد۔ لوہا۔ تانبا۔ پیتل
کی آمدنی بند کر دیتین اور اس صورت مین ہمارے یہان کے کارخانے
بند ہو جاتے۔ مین نے معدن نکالنے کے لئے اور لوہا۔ فولاد
اور سیسہ گلانے کے لئے اور کانون سے تانبا پیتل اور کوئلہ

نکالنے کے لئے ضروری کلین منگائی ہین۔ اس کام مین جون جون مجھے نئی باتین معلوم ہوتی جاتی ہین۔ بتدریج ترقی دے رہا ہون ایک بہت قیمتی چیز جو مجھے ہندوستان یا یورپ سے خریدنا پڑتی تھی دباغت کیا ہوا چمڑا تھا اور جسقدر کارخانے بڑہتے گئے روز بروز چمڑے کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی گئی۔ توپخانے کے لئے بہت سے چمڑے کی چیزین درکار ہوتی ہین۔ مثلاً بوٹ۔ پیٹیان۔ اور کلون کے لئے چمڑے کے تسمے۔ زین اور ساز اور متفرق چیزین۔ اس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے مین نے کل قسم کا چمڑا رنگنے اور دباغت کرنے کے لئے ضروری کلین اور اوزار خریدے اب خدا کے فضل سے کابل مین بھی چمڑا اُن مختلف طریقون پر جو انگلستان۔ ہندوستان۔ ایران اور روس مین رائج ہین رنگا جاتا ہے اور کمایا جاتا ہے۔ غیر ملکیون مین سے جو شخص اس کام مین بہت بکار آمد ثابت ہوا وہ مسٹر ٹاسکر

ایک انگریز دبّاغ تہا۔ اُس نے کابل کے کارخانہ دبّاغت کے ایک پیشدست کاریگر مسمی اعظم کو چمڑا بنانے کے وہ کل طریقے جو انگلستان مین رائج ہین سکھا دئے۔ اور اب بالکل میرے ملک کے کاریگر اس کام کو چلا رہے ہین۔ ایک اور انگریز مسمی تہارنٹن نے غلام حیدر کو جو کابلی رنگریزون مین سربرآوردہ تھا کل انگریزی رنگون کا استعمال سکھا دیا۔ اس کام کو بہی اب محض کابلی کاریگر کر رہے ہین۔

ایرانی چمڑا جو خاص طور پر ہمدان مین رنگا جاتا ہے اور کمایا جاتا ہے اُس کے لیے مین نے ہمدان سے دو کاریگر بلائے کہ میرے یہان کے کاریگرون کو وہ چمڑا بنانا سکھا دین۔ لاہوری چمڑا بنانے کے لئے بھی مین نے یہی طریقہ اختیار کیا اور اب میرے کابلی کاریگر اُسے ایسا عمدہ بنا لیتے ہین۔ جیسے ہندوستانی کاریگر۔ روس کا چمڑا بنانا مجھے خود معلوم تہا چنانچہ مین نے اپنے

کاریگرونکو خود سکھا دیا۔ مین اُن تمام لوگون سے بہت خوش ہون جنھون نے اسقدر تکلیف اُٹھا کر میرے آدمیون کو چمڑا بنانا سکھایا ہے اور خاص کر مین اس معاملہ مین ہمدان کے ایرانی ڈباغون کا زیادہ تر مشکور رہون۔

بوٹ بنانے اور کلون کے لئے

چرمی تسمہ بنانے کا کارخانہ

اگرچہ میرے کاریگر چمڑا رنگنا اور کمانا سیکھ گئے تھے مگر اُن مین کوئی ایسا نہ تھا جو بوٹ یا بلٹ وغیرہ بنا سکے۔ لہذا مین نے ایک شخص مسمی احمد ازبک کو جو رعایائے روس سے تھا اِس کام کے لئے مقرر کیا۔ اور اُس سے کہا کہ کابلی کاریگرون کو یہ چیزین بنانا سکھاوے مگر اُس نمونہ کی جیسی کہ روس مین بنی ہین۔ یہ شخص

حج کی غرض سے مکہ جارہا تھا کابل مین ٹھہرنا کسی طرح منظور نہ کرتا
تھا مین نے اُس سے بحث کی اور اُسے سمجھایا اور احادیث
سے ثابت کیا کہ بنی آدم کی خدمت کرنا مکہ جانے سے بدرجہا بہتر
ہے۔ خواجہ عبداللہ انصاری جو ایک بڑے ولی گذرے ہین
اُن کا قول بھی اُسے پڑھکر سُنایا وہ فرماتے ہین کہ "بہت عبادت
کرنا گویا کاہلی ہے اور کام سے جی چرانا ہے بہت روزے رکھنا
گویا جزورسی ہے اور کھانا بچانا ہے مگر ایک دوسرے کے
کام آنا بڑے بہادرون کا کام ہے اور اصل عبادت یہی ہے"
المختصر اوس نے میری ملازمت قبول کی اور اپنا کام میرے
کاریگرون کو سکھادیا۔

میرا ایک چچازاد بھائی جس کا نام سردار کریم خان تھا
ایک زمانہ مین اُس نے ہجرت کرکے ہندوستان مین رہنا اختیار
کیا تھا اور وہان اوس نے اپنے ایام قیام مین بوٹ بنانا سیکھ لیا

تھا۔ مین نے بہت کچھ مباحثہ کے بعد اُسے بھی اس کام کے
لئے امادہ کیا اور اُس سے کہا کہ شاہی خاندان کے کسی رکن
کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا کوئی ننگ کی بات نہین جیسا کہ جاہل
افغانون کا عقیدہ ہے بخلاف اِسکے اگر کوئی شخص کام نہ کرے
تو البتہ جائے شرم ہے۔ مین نے اُس سے کہا کہ ایک اور شخص
جو قبیلہ ہزارا سے ہے اور لڑائی مین قید ہو کر میرے یہان آیا
ہے اور جو فن کفش دوزی سے واقف ہے اپنا شریک کرو چنانچہ
دونون نے مل کر کابل مین ایک کارخانہ کیا۔ اور رفتہ رفتہ اور
بہت سے موچیون نے اُن سے یہ کام اچھی طرح سیکھ لیا اب
اُن کلون کی اِعانت سے جو مین نے بوٹ سازی اور چرم دوزی
کے لئے خریدے ہین۔ ہزار ہا بوٹ روزانہ کابل اور دوسرے
شہرون کے کارخانون مین تیار ہوتے ہین جو میری فوج کے
سپاہیون کو دئے جاتے ہین اور بازار مین فروخت ہوتے ہین

پس جسقدر روپیہ۔ بوٹ۔ بلٹ ساز اور دوسری چیزون کے خریدنے کے لئے باہر بہیجا جاتا تھا اب ملک ہی مین رہتا ہے جو ایک بیّن نفع ہے۔ مین ایک اور حکم جاری کرنے والا ہون کہ کوئی بوٹ یا دوسرا سامان چرمی باہر سے میرے ملک مین آنے نہ پائے اور جن لوگون کو ان چیزون کی ضرورت ہو وہ یہین کی بنی ہوئی چیز خریدین۔ مین فقط یہ دیکھتا ہون کہ اچھی طرح سب لوگون کو یہ کام بنانا آجائے تاکہ تمام ملک کی ضرورت اچھی طرح پوری ہو سکے مین نے حکم دیا ہے کہ کسی قسم کا خام چرم بغیر میری گورنمنٹ کے افسرون کی خاص اجازت کے افغانستان سے باہر نہ جانے پائے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود میرے ملک کا چمڑا دوسرے ملکون مین رنگنے اور کمانے کے لئے بہیجا جاتا ہے اور پھر وہی چمڑا چوگنی قیمت پر میرے لوگون کے ہاتھ فروخت ہو۔

صابون اور موم بتی بنانیکا کارخانہ

مین نے اوّل یہ کام مختلف اضلاع مین جاری کیا مگر یہ چیزین
ہاتھ سے بنائی جاتی تھین۔ چونکہ افغانستان کے باشندے
سب کے سب گوشت خوار ہین لہذا ان چیزون کے لئے
چربی کی کمی نہ تھی علاوہ اس کے میرے ملک کے سرد مقامات
مین جانورون کی چربی اسقدر جلد نہین پگھلتی جیسے کہ گرم
ملکون مین یہی وجہ ہے کہ سرد ممالک کی بھیڑین اور گائین بہت
موٹی ممتاز ہوتی ہین اور گرم ممالک کی دبلی تپلی۔ صابون اور
موم بتی بنانیکا کارخانہ جاری ہونے کے قبل ایک بڑی مقدار
چربی کی پھینک دی جاتی تھی اور وہ یون ہی بیکار ضایع ہوتی
تھی۔ جب تک یہ دونون چیزین ہاتھ سے بنائی گئین۔ وہ
محض چربی کی ہوتی تھین اُن مین کوئی اور چیز نہ ملائی جاتی تھی جن سے

عمدہ خوشنما صورت پکڑیں - اب میں نے صابون اور موم بتی بنانیکا
پورا سامان منگا لیا ہے اور یہ کارخانہ کھلنے سے میری گورنمنٹ
کی محاصل کو بہت ترقی ہوئی ہے گو ابھی اس کارخانہ کو ایسی وسعت
اور ترقی نہیں ہوئی ہے جیسی کہ میں چاہتا ہوں میرا ارادہ ہے کہ
افغانستان کے تمام مشہور اضلاع میں یہ کارخانہ جاری کردوں تاکہ
لوگ کرایہ وغیرہ کے نقصان سے بچیں - میں نے اسی لئے
ملک کے مختلف مقامات میں گولے ڈہالنے کے کارخانے قایم
کئے ہیں تاکہ نقل وحرکت کا صرف نہ پڑے - ہاتھ سے صابون
اور موم بتی بنانے کے کارخانے قریب قریب اُن کل اضلاع میں
جاری ہیں جہاں ابھی کلیں نہیں منگائی گئیں - مقام غور ہے کہ جو روپیہ
غیر ملک کا سامان خرید نے میں صرف ہوتا تھا وہ اب اپنے ہی
ملک میں رہتا ہے -



کارخانہ خیّاطی

اگلے زمانہ مین افغانستان کے کل لوگ بادشاہ سے لیکر فقیر تک اور کل اہل سیف اور اہل قلم افسر اور اُمرا بڑے بڑے ڈہیلے پائجامے اور کُرتے جن کی آستینین کئی گز کی ڈہیلی ہوتی تھین پہنے تھے۔ صرف ایک پاجامہ کے لئے پندرہ ۱۵ گز کپڑا درکار ہوتا تہا اس مین اول تو صرف بہت ہوتا تھا دوسرے نہایت بدنما اور خلاف حکم خدا تعالیٰ تہا۔ اِس لئے کہ خدا قرآن مین فرماتا ہے (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ)

علاوہ اسراف کے اس نامعقول وضع سے لوگ کاہل ہوتے تھے اچھی طرح نقل و حرکت نہ کرسکتے تھے کئی گز کپڑے کی دم اُن کے پیچھے لٹکتی رہتی تھی مین نے اس رواج کو اٹھانے کے لئے ہندوستانی درزی جو اول ہندوستان مین فوج کی انگریزی

وردیان بنانے کی نوکری کر چکے تھے نوکر رکھے - اُن کے بعد
مین نے اپنے یہان کے صدہا درزی بغرض تعلیم اُن کے
سپرد کئے جنہون نے میرے سپاہیون کے اور اہل قلم کیلیے
وردیان تیار کین اِن وردیون کی قیمت ہر ملازم کی ماہوار سے
وضع کیگئی -

اِس کے بعد مین نے حکم دیا کہ آیندہ جو کوئی یہ لمبے پائجامے
پہنکر اپنے کام پر آئیگا اُس سے چھ مہینے کی تنخواہ ضبط کرلیجائیگی -
مجھے اِن ہندوستانی درزیون کی تراش کچھ زیادہ پسند نہ آئی چنانچہ
مین نے ایک انگریز درزی مُسمی مسٹر والٹر نوکر رکھا جس نے میرے
کارخانہ خیاطی کو بہت درست کر دیا - اُس نے اور میرمنشی نے ملکر
ایک کتاب لکھی جس مین انگلستان کی مختلف وردیون کی وضع اور
صورت - اُن کی تراش اور سینے کا طریقہ درج کیا - اس کتاب مین
ناپنے کے ضروری قواعد بھی لکھے جن سے یہ معلوم ہو سکے

کہ مختلف قد و قامت کے سپاہیون کی وردی کے لئے کسقدر کپڑا درکار ہوتا ہے۔ اب درزیون کو کپڑا چرانیکا کوئی موقع نہین ہے کیونکہ میرے یہان کے محاسب اُن قواعد کی رو سے حساب کرکے یہ بتا سکتے ہین کہ مختلف قد و قامت کے لوگون کیلئے کس قدر کپڑا درکار ہوگا۔ میری گورنمنٹ کے کل افسر اہل قلم و اہل سیف بہ آسانی پہچانے جا سکتے ہین۔ اس لئے کہ بلحاظ مدارج ہر ایک کا یونی فارم جدا ہے۔ مثلاً کل اہل قلم جن مین اُمرا گورنر افسر مختلف صیغون کے بالادست۔ حکام۔ معتمدین اور اہل دربار شامل ہین اُنکی وردیان اُن فوجی افسرون کی سی ہین جو بلحاظ ماہوار اور درجہ اُن کے ہم پلہ ہین۔ اسی طرح اہل قلم بھی کمانڈر انچیف جنرل برگیڈیر کرنل۔ کپتان اور لفٹنٹ وغیرہ کی وردیان پہن سکتے ہین میرے دربار مین بلحاظ مراتب و مشاہرہ اُن کی جگہین معین ہین۔ اس بارے مین ایک کتاب بھی لکھی گئی ہے جس مین مختلف اہل قلم

واہل سیف کے درجے اور اُن کے یونی فارم وغیرہ کا ذکر ہے

یہ کتاب میرے بیٹے **حبیب اللہ خان** کے پاس رہتی

ہے جس کا یہ فرض ہے کہ ہر ایک شخص جو اُس کے دربار یا

میرے دربار مین حاضر ہو یہ خیال رکھے کہ اپنا پورا یونی فارم پہنکر

آیا اور اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھا یا نہین - مثلاً کوئی اہل قلم جسکی تنخواہ سالانہ

بارہ ہزار روپیہ سکہ کابل یا اِس سے زیادہ ہو وہ کمانڈر انچیف کا درجہ

رکھتا ہے آٹھ ہزار روپیہ سالانہ پانیوالے جنرل اور ڈپٹی کمانڈر انچیف

کے ہم پلہ ہین اور پانچہزار روپیہ سالانہ پانے والے بریگیڈیئر

کے ہم مرتبہ ہین اور علیٰ ہذا چار ہزار روپیہ پانے والے کرنل کے

ہم مرتبہ ہین -

شاید بعض لوگ جو اوروں کی عیب جوئی اور اپنی عیب پوشی

مین بڑے سرگرم ہین یہ اعتراض کرینگے کہ مین روپیہ کا بڑا لالچی

ہون - اس قسم کے اعتراضات مَین بارہا سُن چکا ہون - لوگ کہتے

ہین کہ مین واجبی وغیر واجبی دونون طریقونسے ایک ایک پیسہ پیدا کرنے
کے ذرایع نکالتا ہون۔ ایسے اعتراضات کی نسبت مین صرف یہ
کہونگا کہ اس بیہودہ گوئی کا کچھ جواب نہین ہے۔ میرے ملک کا
امن اور حفاظت زیادہ تر فوج اور سامان جنگ پر منحصر ہے اور
اور یہ دونون چیزین ہمیشہ عمدہ حالت مین رہنا چاہیئے۔ مگر یہ امر بغیر
روپیہ کے ممکن نہین۔ گو بہ نسبت اور سابق امیرون کے مین اپنے
ملک سے زیادہ مالگذاری وصول کرتا ہون مگر اُس کے ساتھ ہی
مین بہ نسبت امیران سلف کے اپنے سپاہیون کو اچھی ماہوار بھی
دیتا ہون۔ جو لوگ ایسے اعتراضات کرتے ہین اُنکو چاہیئے کہ
کہ خواجہ احرار ہراتی کا جو بڑے ولی اور پیشوا گذرے ہین۔ یہہ
قول ملاحظہ فرمائین (خدا کا عاشق روپیہ کا عاشق نہین ہوسکتا لیکن
جو خدا کی راہ مین روپیہ کا عاشق بنے وہ عین خدا کا عاشق ہے)

مطبع اور تعلیم

جب مین تخت پر بیٹھا ہون اُس سے قبل کل ممالک محروسہ افغانستان مین کہین مطبع کا نام و نشان تک نہ تھا اور تعلیم کی یہ حالت تھی کہ مجھے تین[۳] منشیون کے لیئے جو اپنی زبان مین لکھہ پڑہ سکتے ہون سارے ملک مین اشتہار دینا پڑا۔ مگر بجاے تین[۳] کے صرف تین منشی دستیاب ہوئے خدا کا شکر ہے کہ اب میرے ملک مین ہزار ہا آدمی لکھہ پڑہ سکتے ہین اور کابل کے مطبع مین مختلف مضامین کی صدہا کتابین۔ نقشہ جات۔ کاغذ مہور و پرامیسری نوٹ وغیرہ چھپتے ہین۔ روز شایع ہوتے ہین۔ کل اضلاع اور فوج کی ہر رجمنٹ مین تعلیم کے لیئے مدارس کہولے گئے ہین اور انشاء اللہ عنقریب کابل مین مختلف علوم فنون کی تعلیم کے لیئے یورپین طریقہ پر ایک کالج بہی قایم کیا جائیگا۔ مین نے اہل کابل کو حکم

دیا ہے کہ چند لوگ مل کر ایک نیم سرکاری اخبار بھی جاری کرین جس شخص نے کابل مین مطبع کھولا اور بہت تعریف و توصیف کا مستحق ہے وہ منشی عبدالرزاق دہلوی تھا جس کا انتقال ہو گیا اُس نے بعارضہ بخار قضا کی۔ مگر مطبع کا کام اب کابلی لوگ چلا رہے ہین۔ مین نے اُس کی خدمات کے صلہ مین اُس کی بیوہ اور لڑکیون پر اسکی سالم ماہوار بحال رکھی۔

مختلف فنون صنعت و حرفت کے کارخانے

اگر مین اُن کُل کارخانون کا تفصیلی حال بیان کرون جو مین نے جاری کئے تو ایک بڑی کتاب ہو جائے۔ صرف اسی قدر بس ہے جو اوپر بیان کر چکا ہون۔ اُس کے سلسلہ مین بہ سبیل تذکرہ

اس باب مین حسب ذیل کارخانون کا ذکر کرتا ہون جو افغانستان مین جاری ہوئے ہین۔ کارخانہ[1] کلاہ سازی (یورپین اور مشرقی دونون وضع کی) کارخانہ[2] دوربین سازی اور توپ خانہ کے لئے فاصلہ دریافت کرنے کا آلہ۔ ہیلیوگرافی اور اس فن کے متعلق کل چیزون کے مہیّا کرنے کا کارخانہ۔ (اس سے پہلے افغانستان مین کوئی ہیلیوگرافی کے نام سے بھی واقف نہ تھا) بارود[4] اور گولی بنانیکا کارخانہ۔ تارکشی[5] اور سنہرالیس بنانیکی کلین۔ ایرانی[6] اور ہندوستانی قالین بنانیکی کلین۔ پردہ اور کرسیان بنانیکا کارخانہ۔ پگڑیان بُننے اور بنانے کی کلین۔ ڈیرے بنانے کا کارخانہ۔ طلائی اور ایلکٹرو پلیٹنگ ملمع کرنے کا کارخانہ۔ کل قسم کا سامانِ جنگ علاوہ اُس کے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً تلوار۔ پرکشن کیپ۔ فیوز۔ ریوالور۔ تفنگچہ۔ اور بہالے وغیرہ بنانے کا کارخانہ۔ مینا کاری اور کاغذ بنانے کا کارخانہ۔ ایسڈ

بنانے کی کلین۔ جلد بندی کا کارخانہ۔ بسکٹ اور کیک بنانے کا کارخانہ۔ قندیلین اور شیشہ آلات بنانے کا کارخانہ۔ موزے اور خیاطی کے کام کی کلین۔ چاندی۔ تانبا۔ پیتل۔ فولاد اور لوہا گلانے کی بھٹیان۔ چونا اور خشت پزی کی بھٹیان۔ مختلف فنونِ تعمیرات و نجاری کے کارخانے۔ سنگتراشی۔ دلی کی عمارتون کے وضع پر پتھرون مین نقش و نگار بنانے کا کارخانہ آئیل ملز (تیل نکالنے کی کلین) فوجی بینڈ[۱۵] کے لیے بگل۔ بیگ پائپ اور دوسرے باجے بنانے کی کلین۔

مین نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ جتنے اہل حرفہ جنگ مین یا بوجہ ارتکابِ جرائم قید ہو کر آئین وہ سب اپنے پیشہ کے

۱۵۔ کابل مین کل ملٹری بینڈ بالکل اسی وضع اور قطع کے ہین جیسے انگریزی فوج کی ہر رجمنٹ مین استعمال ہوتے ہین اور بینڈ و فوجی قواعد کی کتابین بھی انگریزی سے فارسی مین ترجمہ ہوئی ہین ہر افسر کو فوج یا اور کسی محکمہ کی ملازمت حاصل کرنے کے لئے امتحان پاس کرنا ہوتا ہے۔

لحاظ سے کام سیکھنے کے لئے مستریون کے حوالہ کردے جائین۔
جب وہ کام مین بخوبی ہوشیار ہوجائین تب قید سے رہائی دیجائے
اور نوکر رکھہ لئے جائین۔ اُن کو اسی قدر ماہوار دیجائے جو اور
کاریگرون کو ملتی ہے۔ اس تدبیر سے مین نے بہت کاریگر جمع
کرلئے ہین۔ ورنہ مین اپنی رعایا کو بہ جبر کارخانون کی نوکری کے
لئے مجبور نہ کرسکتا تھا۔ قیدی اس سے بڑہ کے اور کیا چاہتے
تھے کہ رہائی پائین۔ انہون نے بہت جلد کام سیکھہ لیا اور رہائی
پائی۔ علاوہ رہائی کے اپنی محنت اور کام کی مزدوری بھی ملی مجھے
یہ فائدہ ہوا کہ ایسے اچھے خوشدل مزدور ہاتھ آئے۔

باب سوم

سرکاری محکمے

مین نہین چاہتا کہ زیادہ طول دیکر ناظرین کو زحمت دون مگر خیال
یہ ہے کہ کوئی بات اُس ترقی کے متعلق جو میرے عہد مین ہوئی
ہے فروگذاشت کرونگا تو کتاب ناقص رہیگی۔ اصل یہ ہے
کہ عموماً تمام لوگون کو افغانستان کے حالات سے واقفیت بہت
ہی کم ہے جو کچھ مین بیان کرونگا وہ سب کے نزدیک بالکل نیا
حال ہوگا جو انہون نے کبھی نہ سُنا تھا۔ مجھے خوب معلوم ہے
کہ بعض افاقیون نے جو وقتاً فوقتاً کابل مین آئے ہین بالکل غلط
حالات اور لچر واقعات بیان کرکے اپنے تئین دنیا کی نظر مین

افغانستان کے اندرونی وبیرونی حالات کا بڑا ماہر و محقق بنانا چاہا ہے۔ حالانکہ مجھے اکثر اُن کے لکھے ہوئے مضامین پڑھکر ہنسی آتی ہے اس لئے کہ جانتا ہون وہ لوگ افغانستان کی سرحد سے پانسو۵۰۰ میل سے زیادہ آگے نہین بڑھے۔ ایسی حالت مین ضرور ہے کہ مین کچھ اصلی واقعات بیان کرون اگر بالتفصیل نہین تو مجملاً ہی سہی۔ گو مین بہت عدیم الفرصت ہون مگر اس کام مین ضرور تھوڑا وقت صرف کرونگا۔

میری تخت نشینی سے پہلے یہان کی گورنمنٹ ایک طرفہ معجون تھی۔ کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ ملک مین کوئی سرکاری دفتر یا محکمہ بھی ہے ایک شخص مستوفی ہوتا تھا جسے خواہ وزیر اعظم کہیے یا صدر محاسب یا بخشی یا کسی اور نام سے پکارئے۔ اس شخص کے پاس دس منشیون کا ایک مختصر سا عملہ تھا اور وہ اپنی خوابگاہ مین بیٹھکر سارے ملک کا انتظام کر لیا کرتا تھا۔ سرکاری دفاتر کا کوئی نام بھی نہ جانتا

تھا۔ مین اکثر لوگون کو یہ کہتے ہوئے سُنتا ہون کہ وہی قدیم طریقہ بہت اچھا تھا جب نہ دفاتر تھے نہ کوئی محکمہ۔ ہر چیز اسقدر آسان اور مختصر تھی کہ ایک شخص سارے ملک کا انتظام کر سکتا تھا۔ ان باتون سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ انتظام مملکت سے محض ناواقف ہین اور اُن کی یادہ گوئی قابل اعتنا نہین۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ جو گورنمنٹ اس طرح پر چل سکے کہ چند منشی اُس کے انتظام اور نظم ونسق کو انجام دے سکین۔ وہ ایک بنیے کی دوکان سے بھی مختصر ہوگی اِس لئے کہ دوکان کا حساب وکتاب رکھنے کے لئے بھی بہت سے آدمی درکار ہوتے ہین ایک اور امر قابل لحاظ یہ ہے کہ جب ایک شخص کو اتنا اختیار دیا جاے اور پھر اس کی روک ٹوک نہو تو اوسے لوگون کے اتلافِ حقوق وتغلب وتصرف کا اچھی طرح موقع ملیگا۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے زمانون مین حکمرانون کی بے پرواہی۔ کاہلی۔ غفلت وجہالت

کی بدولت بہت سی مشرقی سلطنتین تباہ وبرباد ہوگئین۔ بمصداق "اَلاِنسَانَ مُرَکَّبٌ مِنَ الخَطَاءِ وَالنِّسیَان" غلطی تو ہم سب سے ہوتی ہے اور ہم سب مین عیب وہنر دونون موجود ہین مگر جب تک کوئی بادشاہ یا افسر محکمہ اپنے تئین ہر ایک بات سے جو ملک مین واقع ہو باخبر رکھتا ہے اور اگر زیادہ نہین تو مثل دوسرے عہدہ دارون کے جفاکشی سے کام کرتا ہے تو البتہ اُس کی نسبت یہ توقع ہو سکتی ہے کہ کچھ کر دکھائیگا لیکن زیادہ تر تو ایسے ہی ہوتے ہین جیسے کہ ہندوستان کے بعض والیان ملک ہین کہ مہینون اپنے محل سے برآمد نہین ہوتے۔ جب یہ حالت ٹھہری تو کس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنی رعایا کی فریاد سنین یا اُن کی داد کو پہنچین۔ سعدی فرماتے ہین

تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ	بکیوان برت کِلّہ خوابگاہ

افسوس کی بات ہے کہ افغانستان مین بھی انتظام ملک کے لیے جیسے چاہیئے محکمے قایم نہین ہوئے ہین۔ مجھے زیادہ تر اپنے یہان

کے عہدہ داروں کی وجہ سے دقتیں پیش آتی ہیں اس لئے کہ وہ اپنا کام نہیں سمجھتے۔ ایک محکمہ کے معاملات دوسرے میں شامل کر دیتے ہیں یا اپنے اختیارات اُن چیزوں تک بڑھانیکی کوشش کرتے ہیں جن کو اُن کے دفتر سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر مجھے اُمید ہے کہ جسطرح افغانستان نے اتنے تھوڑے عرصہ میں ایسی جلد ترقی کی ہے اُس کے دفاتر اور محکمے بھی عنقریب درست ہو جائیں گے۔

میں نے ملک کے کل دفاتر اور محکمے دو قسموں میں تقسیم کئے ہیں

ملٹری یا نظامی۔ سول یا ملکی

یوں دیکھا جائے تو ہر شخص سپاہی ہے اور ہر شخص پر شمشیر زنی فرض ہے۔ ہر با ایمان مسلمان کو اپنے مذہب کے لئے لڑنا واجب ہے۔



ملیٹری یا نظامی

مختلف صیغہ جات متعلق فوج کا ذکر کرنے سے پہلے مین یہ کہنا
چاہتا ہون کہ سامانِ جنگ وغیرہ بنانے کے کل کارخانے جو
دوسرے باب مین ذکر ہو چکے ہین اِسی ملیٹری محکمہ کی نگرانی مین
ہین۔ کل کاریگرون اور اون کے پیشدستون کی تنخواہ معتمد فوج
کے دفتر سے ملتی ہے۔ اکثر غیرملکی ملازم و کاریگر۔ ہندوستانی
و انگریز وغیرہ اپنی تنخواہ اسی دفتر سے پاتے ہین۔ اس کا سبب
یہ ہے کہ فوجی دفاتر سے ماہ بماہ نقد تنخواہ تقسیم ہوتی ہے جو شاہی
خزانہ سے دیجاتی ہے۔ بخلاف اِس کے اہل قلم کی ماہوار عموماً ملک
کے محاصل سے دلائی جاتی ہے۔ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ ملازمین
اہل قلم کے نام خزانہ شاہی سے حکمنامے جاری ہوتے ہین اور
اُن پر دفتر مالگذاری کے کسی افسر بالا کے دستخط ہوتی ہے۔ اور

میری مہر ہی ثبت ہوتی ہے۔ اس طریقہ سے جو تنخواہیں ادا ہوتی ہین وہ سالانہ یا بعض اوقات ششماہی ہوتے ہین اور پیشگی دیجاتی ہین۔ یہ تمسکات برات کہلاتے ہین اور ان کا روپیہ اہل قلم کو بذات خود اُن لوگون سے وصول کرنا ہوتا ہے جو سرکار کے مالگذار ہون۔ ٹیکس ہو یا کرور گیری یا لگان۔ اس کتاب مین فوج کی تعداد لکھنا بے محل ہوگا۔ اِس لیے مین فقط مختلف محکمون کا ذکر کرتا ہون جو فوج سے متعلق ہین۔

میری فوج کے محکمے

(۱) توپخانہ

(۲) رسالہ

(۳) پلٹن۔ پولیس۔ ملیشیا (جو خاصہ دار کہلاتے ہین) سوار خوانین۔ (یعنی رسالہ فوج بیقاعدہ جو بعض امرا یا سردارون کے پاس

بہ لحاظ اُن کے منصب یا جاگیر کے ہے) اور دا النیر ز مجاہد ہین ۔
اِس زمرہ مین ہر شخص آگیا جو ستر برس سے کم اور سولہ سے اوپر
ہے۔ اس کا انتظام یون ہے کہ لوگ خود بحساب فی آٹھہ نفر ایک
آدمی بھیجتے ہین اور جب تک وہ فوجی تعلیم اور قواعد وغیرہ سیکھنے
مین مشغول رہتا ہے اُس کے کل ضروری مصارف کو وہی ادا
کرتے ہین۔ بعدازان جب وہ تعلیم پاکر اپنے گھر واپس جاتا ہے
اور کاشتکاری یا کسی اور پیشہ مین مصروف ہوتا ہے اُس کی جگہ اُسی
طرح پر دوسرا شخص آجاتا ہے۔ یہ طریقہ ۱۸۹۶ء مین خود لوگون کی
درخواست پر جاری کیا گیا ہے۔ جبری نہین ہے۔ مین خود جبریہ
ملازمت کے بہت خلاف ہون اور کبھی یہ نہین چاہتا کہ لوگون سے
اُن کے خلافِ مرضی کوئی کام لیا جائے یا فوج مین بھرتی کئے
جائین۔ اِس مین شک نہین کہ افغان بڑے بہادر ہین اور ہر شخص
پورا سپاہی ہے مگر بغیر قواعد جانے اور بے فوجی تعلیم پائے اُنکی

بہادری اقوام یورپ کے باقاعدہ فوجون سے مقابلہ مین کیا سر بر ہوسکتی تھی۔ مین بہت خوش ہون کہ میرے ملک مین یہ طریقہ جاری ہوا۔ اوراب میری سلطنت ورعیت کے پاس ایک عمدہ باقاعدہ فوج تیار ہے اور لشکرکشی کے لئے بقدر کافی روپیہ بھی موجود ہے مجھے خدا سے اُمید ہے کہ اگر کوئی قوی سے قوی سلطنت میرے ملک پر حملہ کرکے لینا چاہیگی تو میری فوج بخوبی اُس کا مقابلہ کریگی اور اپنا ملک بچالیگی۔ یہ ثابت ہوجائیگا کہ افغانستان کے گذشتہ حالات ایک خواب وخیال ہین۔ مجھے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آیا جو میری جلاوطنی کے زمانہ مین روس مین مجہپر گذرا تھا۔ مین اُسی مختصراً بہ سبیل تذکرہ یہان بیان کرتا ہون۔

روسی ایک بڑی بھاری توپ لائے تھے جس سے قلعہ توڑنے کی مشق کرتے تھے۔ مین بھی اُس کا تماشا دیکھنے گیا۔ ایک روسی افسر نے میرے پاس آکر کہا کہ یہ توپ اس لئے آئی ہے

کہ ہرات پر حملہ کر کے قلعہ ہرات چھین لین - مین نے جواب دیا
کہ اگر خدا نے افغانستان کی حکومت میری قسمت مین لکھی ہے تو تم
دیکھنا کہ جہان یہ توپ بیکار ثابت ہوگی وہ مقام ہرات ہی ہوگا -
لیکن اگر مین بادشاہ نہوا تو مین نہین کہہ سکتا کہ کیا گذرے گی -
روسی افسر نے حقارت سے یہ کہا کہ آپ تو ہماری گورنمنٹ کے وظیفہ
خوار ہین آپ کیون ایسا فرماتے ہین - مین نے جواب دیا کہ مین نے
تمہاری گورنمنٹ کے ہاتھ اپنا ملک - اپنی قوم - اپنا مذہب اور اپنی
حمیّت وحب الوطنی بیچکر یہ وظیفہ نہین قبول کیا ہے - مَین اُن بزدلون
مین نہین ہون جو افغانستان کی تباہی اور بربادی کا حال سنین اور
چپ رہین - اگر تم سچی بات سننا نہین چاہتے تو بہتر ہوتا کہ تم مجھہ سے
اس توپ کا ذکر ہی نہ کرتے - قوم افغان جو کہ فطرةً سپاہی ہین اور
بچپن سے لڑائی کے عادی - اگلے زمانہ مین اس طرح جنگ کیا کرتے
تھے کہ ہر ایک سردار - زمیندار - سید - ملّا کے پاس سپاہیون کا ایک

جرگہ ہوتا تھا جو ایک جھنڈا اور ایک ڈہل اور ایک شہنا اپنے ساتھ
رکھتا تھا۔ جس وقت ڈہل پر ضرب پڑی اور شہنا بجی ہزارون آدمی
جمع ہو جاتے تھے اور جنگ کے لئے روانہ ہوتے تھے۔ یہ
ڈہل اور شہنا میدانِ کارزار مین گویا اُن کے بینڈ تھے۔ اور
جب بجائے جاتے تھے ہر مسلمان پہ یہ فرض ہوتا تہا کہ کسی
نہ کسی جہنڈے کے نیچے جا کر کھڑا ہو جائے۔ اُن کی قواعد صرف
صدائے "اللہ اکبر" یا "یا چہار یار" تھی۔ اُن کے ہتیار پتیل یا تانبے
کی توپین نالی سے بھرنے کی بندوقین۔ قدیم وضع کے تفنگچے
ایرانی و گجراتی تلوارین اور کابلی تیغے تھے۔ ہر شخص غازی تھا۔
اب بھی یہ حالت ہے کہ ہر افغان جب رات کے وقت سونیکو
لیٹتا ہے تو خدا سے یہ دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ مجھے میدانِ جنگ
مین سپاہی کی موت نصیب ہو۔ مین اپنے بستر پہ نہ مرون۔ یا اللہ
مین تیری راہ مین شہید ہون۔ ہم مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کوئی

شہید ہوگا وہ بلا مواخذہ قیامت کے دن جنت مین داخل ہوگا۔ جو لوگ غازی ہین وہ خدا کے نزدیک معصوم خیال کئے جاتے ہین۔ یہ قدیم طریقہ جنگ اس صدی کے شروع تک جاری رہا میرے دادا کے وقت سے پہلے فوج کی کوئی ترتیب نہ تھی ایک انبوہ کثیر ہوتا تھا جس مین سوار پیدل سب ملے ہوتے تھے نہ کوئی باقاعدہ توپخانہ تہا۔ نہ رجمنٹ۔ نہ پلٹن۔ میرے والد نے اسکی بنا ڈالی اور فوج کو مختلف حصّون۔ پرون۔ توپخانون۔ رسالون۔ رجمنٹون مین ترتیب دیا اور یہ سب میرے دادا کے حسب ہدایت عمل مین آیا انہین اس کام مین ایک یورپین فوجی افسر مسمی مسٹر کیمبل جن کا ذکر اول ہوچکا ہے اور دوسرے ہندوستانی فوجی افسرون سے مدد ملی جو انگریزی اور مغلیہ فوجون مین نوکر تھے اور غدر کے زمانہ مین اپنا ملک چہوڑ کر میرے والد کی فوج مین آملے۔ اس سے فوج کو باقاعدہ بننے مین بڑی مدد ملی۔ امیر شیر علیخان

نے بھی تخت پر بیٹھنے کے بعد یہ طریقہ جاری رکھا بلکہ کچھہ اور اصلاح کی جو اُنھین بعض انگریزی کتابون کا پشتو مین ترجمہ کرانے سے معلوم ہوئی۔ یہ کتابین انگریزی فوج کے استعمال مین تھین۔ مگر بعض امور مین اُن کی فوج ناقص تھی مثلاً سپاہیون کو ماہ بماہ تنخواہ نہ ملتی تھی۔ اُن کو اختیارات دے گئے تھے کہ رعایا سے بہ جبر روپیہ وصول کرلین اور اُن کے ظلم و تشدد کی کچھہ داد فریاد نہ تھی فوج کے افسر کاہل و عیاش تھے اور ہر قسم کے عیوب مثل قمار بازی۔ چانڈو بازی۔ مدک بازی مین مبتلا تھے۔ علاوہ اسکے اور بری بری عادتین رکھتے تھے۔ جن کا ذکر اس کتاب مین نہین ہو سکتا اسلئے کہ ناظرین کو تنفر ہوگا۔ ان سب پر طرہ یہ تھا کہ جبریہ ملازمت کا طریقہ جاری تھا۔ جس سے ملک مین عام بددلی پھیلی ہوئی تھی۔ اس جبریہ ملازمت اور افسرون کی بدافعالی کی وجہ سے اس کی فوج اتنی بھی نہ تھی کہ انگریزی فوج کے مقابلہ مین اتنا ٹھہر سکے جتنا کوئی معمولی



سردار۔

الحمد للہ کہ اب میری فوج باقاعدہ یورپین فوجون کی طرح آراستہ ہے اور میرے سپاہیون کو برابر ہر دوسرے مہینہ تنخواہ تقسیم ہو جاتی ہے۔ ہر رسالہ کے رجمنٹ اور توپخانہ کی پلٹن مین سیپرس وماینرز و انجنیرز۔ بینڈ۔ خیمے۔ دواخانے (جن مین حکیم و جراح بھی ہین) امام جماعت و محاسب و کمسریٹ وغیرہ مقرر ہین میری فوج مین نئی سے نئی وضع کی نارڈن فلٹ۔ ہاچ کس اور کرپ۔ بریچ لوڈنگ (کوہی دار) توپین مہیا ہین۔ اور انگریزی وضع کا کوہی توپخانہ۔ خچر کا توپخانہ۔ میکزم۔ گارڈنر اور گٹلینگ توپین بھی ہین۔ سپاہیون کے پاس بندوقین بھی اسی وضع کی ہین جو انگریزی فوج مین استعمال کیجاتی ہین۔ لی مٹفورڈ۔ ریپیٹر۔ مارٹنی ہنری۔ اسنائڈر اسکے علاوہ ماسر وضع کی بریچ لوڈنگ قرابین بھی ہین جو آسٹریا کی فوج مین استعمال ہوتی ہین اور بعض نئی

سمجھ سکتے ہین کہ اتنے آدمیون کے لئے بار برداری کا سامان۔
کہانا۔ تنخواہ۔ اور جمیع مایحتاج مہیا کرنا آسان بات نہین ہے۔ البتہ
ایک بڑی چیز میرے حسب دلخواہ ہے وہ یہ کہ ملک ہتیارون سے
بھرا ہوا ہے۔ ہر مرد و زن کے پاس ایک بندوق اور ایک تلوار تو ضروری
ہے بلکہ بعض قبائل افغان مین یہ دستور ہے کہ دلہن کے جہیز
مین محض سامان جنگ دیا جاتا ہے۔ بار برداری کے لئے بھی
عمدہ سامان مہیا ہے۔ مثلاً ہاتھی۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ ٹٹو۔ خچر
گدہے۔ بکثرت ہین۔ اور اُن کے لئے مُلک مین افراط سے
چارہ موجود ہے۔ ہان جس چیز کی کمی ہے وہ روپیہ ہے اور اُسکی
جمع کرنے مین مین شب و روز مشغول ہون۔ مگر خوش نصیبی کی بات
یہ ہے کہ ہم کسی کے زیر بار نہین ہین۔ دو قومین یعنی انگلستان
و افغانستان جن کے اغراض متحد ہین گویا اس طور پر ایک
دوسرے کی اعانت کے لئے تیار ہین۔

وضع کی روسی توپین بھی ہین۔ انگلستان کے نو ایجاد پرکشن۔ اور ٹائم فیوزز بھی کابل کے کارخانون مین مثل انگلستان کے کلون سے بنائے جاتے ہین۔ اس وقت اگر ضرورت پڑے تو میرے یہان تین لاکھہ سپاہیون کے لئے تمام ہتیار اور سامانِ جنگ مع شل (گولہ) و کارتوس تیار ہین۔ سامانِ رسد۔ روپیہ باربرداری کے جانور غرضکہ سب چیزین جو فوری نقل وحرکت کے لئے درکار ہون مہیا ہین۔ مین اب اس کوشش مین ہون کہ ایسے دس لاکھہ سپاہی تیار ہوجائین۔ جن کے پاس کل نئی وضع کے ہتیار ہون۔ اور اتنا سامانِ جنگ۔ سامان رسد۔ اور روپیہ فراہم ہوجائے کہ دو برس کے لئے کافی ہوسکے تاکہ اگر اتفاق سے جنگ چھڑے تو دو برس تک اطمینان سے لڑسکون۔ اگرچہ افغانستان مین دو ہفتہ کے اعلان جنگ پر اتنے آدمی بہم پہنچانا کچھہ دشوار نہین ہے مگر جو لوگ حالات جنگ سے واقف ہین وہ

کہ انگلستان کو افغانی سپاہیون کی ضرورت ہے جو اُس کیلئے
پشت و پناہ ہون اور اُس کے پاس سامان جنگ اور روپیہ بیشمار ہے
افغانستان کے پاس سپاہی موجود ہین مگر اُسے روپیہ اور سامان
جنگ کی ضرورت ہے جو انگلستان کے پاس بکثرت ہے۔
اس بات کا تو یقین ہے کہ کوئی سلطنت دس لاکھ سپاہی
افغانستان بھیج نہین لا سکتی اور نہ انہین ایک عرصہ دراز تک
لڑا سکتی ہے۔ افغانان کو یہ نعمت حاصل ہے کہ وہ مضبوط آدمی
ہین اور اپنے ملک مین گھوڑے کی چال سے جلد جلد سفر
کرسکتے ہین اور اپنے ڈیرے۔ توسدان۔ بندوق اور تیس ۳۰ روٹیان
جو مہینہ بھر کے لئے کافی ہون اپنے کاندہے پر لیجا سکتے ہین
مگر یہ ہے کہ کسی سلطنت کو قلب افغانستان مین اتنی فوج لانے
کے لئے جتنی مدت چاہیئے اُس سے پہلے افغانستان اُسکے
مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیگا۔ مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر توپ

کے لئے کم سے کم پانسو شل کے گولے اور ہر بندوق کے لئے پانچہزار کارتوس مہیا رہین۔ جسقدر بندوقین ہین نے انگلستان اور جرمنی سے خرید کر منگائی ہین اور جو برٹش گورنمنٹ نے مجھے عنایت کی ہین۔ اُن سب کے لئے فی بندوق پانچہزار کارتوس موجود ہین۔ علاوہ اُس سامان جنگ کے جو میری تخت نشینی کے وقت سے اب تک برٹش گورنمنٹ نے مجھے دیا اور بہت سے سلاح وسامانِ جنگ خود میرے کارخانون مین تیار ہوئے ہین اور اُن کی کثرت روز بروز ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً ہر سال ہاچکس ونارڈن فلٹ وصنع کی بریچ لوڈنگ توپین ۶ ۔۴ تیار ہوتی ہین جن کا سازوسامان گاڑیان گولے وغیرہ سب لیے ہوتے ہین۔ اب افغانستان کو باقاعدہ تعلیم یافتہ افسرون کی بہت ضرورت ہے تاکہ یہ سب سامانِ جنگ کام مین لاسکین جون جون وقت گذرتا ہے۔ مین اس نقص کو رفع کرتا جاتا ہون۔

اولاً مین نے مصنوعی جنگ کا طریقہ جاری کیا ہے اور کل قسم

کے قواعد و فنون جنگ سیکھنے کے لئے فوجی امتحانات مقرر کئے

ہین تاکہ توپون کی زد کا فاصلہ دریافت کرنے کا اصول اور دوسری

مفید باتین جو فوجی مشق سے متعلق ہون سکھائی جائین۔ میرے

سپاہی کل قسم کی توپون کے پرزے علیحدہ علیحدہ کرکے پھر جا سکتے

ہین۔ اور یہ کام افسر و سپاہی دونون بغیر شرکت کاریگر کر سکتے ہین۔

انہین بارود کا پیمانہ اور پرکشن و ٹایم فیوززو غیرہ کا استعمال بھی سکھایا

گیا ہے۔ سیپرس و مائینرز کو علاوہ فن انجینیری کے سڑک بنانا۔ پل

باندہنا۔ خندق کھودنا۔ سنگر بنانا اور توپچیون اور پیدلون کا کام بھی

آتا ہے۔ چونکہ افسرون کی عملی تعلیم کے لئے علمی تعلیم بھی ضروری

چیز ہے لہذا اُنکو ہر کام کے لئے تحصیل علم مین بھی کوشش کرنی

پڑتی ہے تاکہ اپنے فرایض کو انجام دیسکین۔ اُن کی لیاقت کی تشخیص

کے لئے امتحانات مقرر ہین۔ جامی فرماتے ہین۔ ؎

فزونی لشکر نیاید بکار	دو صد مرد میدان بہ از صد ہزار

مجھے بارہا یہ مشورہ دیا گیا - (جیسا کہ مین نے اور جگہ بیان کیا ہے) کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ فوج لیجانے کے لیے بہترین تدبیر یہ ہے کہ ملک مین ریل بنائی جائے مگر مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو پھر وہی نصیحت کرونگا کہ انہین یاد رکھنا چاہیئے کہ فی زمانا جس اصول پر اکثر اقوام عمل کرتی ہین وہ یہ ہے "جسکی تیغ اُسکی دیگ" چونکہ ابھی افغانستان کے پاس اتنا کافی سامان جنگ موجود نہین ہے کہ کسی بڑے حملہ آور سلطنت کا خاطر خواہ مقابلہ کر سکے ایسی حالت مین تمام مُلک مین ریل بنانا حماقت ہے - میرا محکمہ مخبری ایسا ہے کہ مجھے اپنے ہمسایون کی فوج کی نقل و حرکت سے برابر خبر رہتی ہے اور مین جسقدر فوج جب چاہون سرحد پر پہنچا دون قبل اس کے کہ غنیم اُسکی نصف تعداد بھی وہان لا سکے -

مین بیان کر چکا ہون کہ برطانیہ اعظم اور افغانستان کی اغراض ایک ہین اور یہ بات بالکل سچ ہے مگر چونکہ زمانہ کے

اتفاقات ہر قوم کے خیالات کو بدلتے رہتے ہین لہذا میرے
جانشینون کو چاہیئے کہ کبھی غافل نہون اور برطانیہ اعظم کی مدد پر
پورا بھروسہ نہ کرین ممکن ہے۔ کہ وہ سلطنت ان روابط کو جو اسوقت
افغانستان کے ساتھ ہین۔ بدل دے یا کسی وقت افغانستان کو
مدد دینا اپنی مصلحت کے خلاف سمجھے۔ میرے جانشینون کو چاہیئے
کہ ہمیشہ اُس سچی حکمت کی پیروی کرین جو ہمارے مذہب نے ہمکو
سکھائی ہے یعنی "ہر دشواری کا مقابلہ کرنے کے لیئے تیار رہو اور
خدا پر بھروسہ کرو" برطانیہ اعظم نے میرے ملک کی حفاظت اور بقائے
دولت کی نسبت جو عہد وپیمان کیئے ہین۔ اُس کا اُن سے پھرنا دشوار
ہے اس لئے کہ انگلستان کا فائدہ اسی مین ہے کہ افغانستان
قوی اور خود مختار رہے تاکہ روس اور ہندوستان کے درمیان
سد سکندر کی طرح حائل رہے۔

محکمہ سول یا ملکی

علاوہ اُن صیغون کے جو اس باب کے پہلے حصّہ مین بیان ہو چکے ہین۔ کُل صیغے سول محکمہ کی نگرانی مین ہین۔ اس چھوٹی سی کتاب مین اتنی گنجایش نہین کہ سب کے نام یا تفصیلی حالات بیان ہو سکین تاہم چند ضروری صیغون کا ذکر کرتا ہون۔

خزانہ

میرے ملک کا جملہ محاصل خزانہ مین داخل ہوتا ہے اور کل اخراجات خزانہ سے ادا کئے جاتے ہین۔ خزانہ دو حصون مین منقسم ہے خزانہ عامرہ و خزانہ خاص۔ خزانہ خاص میرا خانگی خزانہ ہے۔ جس مین میری جاگیر یا تجارت وغیرہ کی خانگی آمدنی جمع ہوتی ہے مین بجز کھانے یا کپڑے وغیرہ کے خرچ کے خزانہ عامرہ سے

کوئی رقم اپنے ذاتی اخراجات کے لیے نہین لیتا ہون۔ اِن دونون خزانون کی دو اور تقسیمین ہوئی ہین۔ یعنی خزانہ ؑ نقود و خزانہ اجناس۔ یہ دونون خزانے قلعہ کابل کے اندرونی احاطہ مین جو قلعہ ارک کہلاتا ہے واقع ہین۔ اس قلعہ کے بیرونی احاطہ مین مختلف سرکاری دفاتر اور دربار عام کا مکان بنا ہوا ہے۔ قلعہ کے گرداگرد باغ اتنا بڑا ہے کہ سارا شہر کابل سما جاتا ہے۔ میری تخت نشینی سے پہلے نہ اس قلعہ کا وجود تھا نہ باغ کا۔ اس خزانہ کی شاخین قریب قریب افغانستان کے ہر ایک ضلع اور قصبہ مین واقع ہین اور تمامی سال پر بعد وضع اخراجات جو کچھ خزانہ مین بچتا ہے وہ صدر خزانہ مین بھیجدیا جاتا ہے۔ اگر کسی ضلع کے اخراجات اُس کی آمدنی سے زیادہ ہوتے ہین تو کمی صدر خزانہ سے پوری کیجاتی ہے۔

اپنی گورنمنٹ کے مداخل و مخارج سے ہمیشہ واقف رہنے کو

لئے مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر شب کو صدر خزانہ سے
میرے پاس ایک گوشوارہ آتا ہے جس مین یہ درج ہوتا ہے۔
کہ اس دن خزانہ مین کس قدر رقم داخل ہوئی اور کس قدر صرف
ہوئی اور گوشوارہ بناتے وقت خزانہ مین کسقدر رقم باقی تھی۔ چنانچہ
ہر شب کو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ خزانہ مین کس قدر روپیہ موجود
ہے۔ اس ذریعہ سے مین سنین گذشتہ کے اخراجات کا مقابلہ
بھی کر سکتا ہون۔

صدر خزانہ اور اُس کی شاخین پریسیڈنٹ (خزانہ دار) و کونسلر
خزانہ کی نگرانی مین ہین۔ ان عہدہ دارون کا یہ فرض ہے کہ صدر
محاسب کے روبرو اپنا حساب پیش کیا کرین۔ جسقدر روپیہ خزانے
سے دیا جاتا ہے اس کی رسید لیجاتی ہے۔ جب تک احکامات
پر میری یا میرے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کی مُھر اور
اُن افسران محکمہ کی تصدیق نہو جو محکمون کے اخراجات کے لیے

روپیہ چاہتے ہین کوئی رقم خزانہ سے نہین دیجا سکتی -

میرے ملک کے خاص ذرایع آمدنی حسب ذیل ہین -

(۱) مالگذاری آراضی و درختہائے میوہ دار -

(۲) محاصل درآمد و برآمد کرور گیری -

(۳) پوسٹ آفس (جہان پرائیمری نوٹون کے لئے مختلف قسم کے اسٹامپ ، نقشجات تعہد و بلہائے اکسچینج وغیرہ فروخت ہوتے ہین -)

(۴) محاصل تجارت و حرفت (۵) محاصل آرضی سرکار

(۶) سرکاری دکانون و سراؤن وغیرہ کا کرایہ

(۷) رقم جرمانہ جو مختلف جرایم کی سزا مین مجرمین سے وصول ہوتی ہے -

(۸) محاصل جائداد ضبط شدہ (۹) محاصل معدنیات -

(۱۰) سالانہ رقم امدادی (۱۸ لاکھ) جو گورنمنٹ ہند سے ملتی ہے

یہ رقم عموماً یورپ سے سامان جنگ اور کلین منگانے مین صرف
ہوتی ہے۔

تحصیل کا طریقہ یہ ہے کہ مختلف محکمون سے لوگون کے نام
اس مضمون کے احکامات جاری ہوتے ہین کہ اتنا سرکاری روپیہ
جو واجب الادا ہے فلان تاریخ تک خزانہ مین داخل ہو جائے
یا اُس عہدہ دار کو حوالہ کیا جائے جو خزانہ کی طرف سے مقرر ہوا
ہو اور جو کچھ روپیہ اُسے دیا جائے اس کی رسید لیجائے۔
لوگون کو یہ تاکید ہے کہ اپنی رسیدین اُس افسر محکمہ کے روبرو پیش
کرین جسکے دفتر سے ادائے مال کی بابت احکامات صادر ہوئے
ہون۔ اِن رسیدون کی نقل کتابچون مین درج ہوتی ہے اور اصل
رسیدین واپس کردیجاتی ہین تاکہ لوگون کے پاس ادائے
مال کی سند رہے۔

مختلف اضلاع مین جو فوج تعینات ہے اُس کے لئے یا

سرکاری جانوران باربرداری کے لیئے یا محکمہ کمسریٹ کیلئے
غلہ اور گھاس کا انبار یا محلات شاہی کے اخراجات کے لیئے
یا اور دوسری ضرورتون کے لیئے رعایا کو اختیار ہے کہ نقد
کے بدلے غلہ گھاس ہیزم سوختنی دیا کرے اور ان چیزون کی
رسید لے لیا کرے۔ ان چیزون کی قیمت اُن کے ٹیکس
مین بحساب نرخ بازار وضع کیجاتی ہے۔

افغانستان مین حساب وکتاب رکھنے کا قدیم طریقہ یہ تھا
کہ چھوٹے چھوٹے پرچون پر جو آٹھ انچہ لمبے اور چھہ انچہ چوڑے
ہوتے تھے حساب لکھا جاتا تھا۔ ہر ایک پرچہ ایک فرد کھلاتا تھا
نہ کوئی کتابچہ تہا نہ بہی۔ ان پرچون کے نصف حصہ مین دفتر کا
نام تاریخ سنہ اور کچھہ غیر ضروری عبارت لکھی جاتی تہی اور باقی
نصف مین دو چار لفظ اور ہوتے تھے۔ پس فرد پوری ہوجاتی
تہی جو کچھہ ایک کتاب کے دو ورقون مین سما سکتا ہے۔ اُس کیلئے

ایسے سو پرچے درکار ہوتے تھے اور جس وقت کسی رقم کے حوالہ کی ضرورت ہوتی تھی تو اُسوقت ہزارون پرچون کی ورق گردانی کرنا ہوتی تھی جس سے بہت وقت ضایع ہوتا تھا۔ سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ اگر کوئی افسر یا محاسب سرکاری رقم تغلب کرنا چاہتا تھا تو بہ آسانی اُس پرچہ کو غائب کر دیتا۔ پہاڑ ڈالتا یا اُن کی جگہہ دوسرے لکھہ کر رکھہ دیتا تھا۔

مین نے اس کام کے لئے کتابین بنوائی ہین جنکے پہلے صفحہ پر ہر صفحہ یا ورق کے نمبر درج ہوتے ہین اور کتاب کی جلد مین میری مُہر کیجاتی ہے تاکہ بغیر مُہر توڑے کوئی ورق کتاب سے نکل نہ سکے۔ ابتداءً بعض لوگون نے مجھے دہوکا دیا اور کتابون سے ورق پھاڑ لیے جسکی سزا مین اُن کی انگلیان کاٹی گئین۔

اب ہر شخص کتاب لیتے وقت پہلے صفحہ پر اپنے ہاتھہ سے یہ لکھتا ہے کہ اگر وہ کتاب پھاڑے تو اُس کے ہاتھہ قطع کیے جاوین

مندرجۂ ذیل عہدہ دار کُل سرکاری مداخل و مخارج کا حساب لکھتے ہین اور اِن کو ترتیب دیتے ہین یہ عہدہ دار حسب ذیل دفاتر سے تعلق رکھتے ہین۔

خزانہ۔ دفتر گورنر۔ دفاتر امور مذہبی۔ میونیسپلٹی۔ و بورڈ آف ٹریڈ۔ کوتوالی یا عدالتہائے فوجداری قافلہ باشی یا صدر افسر دفتر کاروان چبوترا یا کروڑ گیری۔ دفاتر مالگذاری سمت شمالی۔ جنوبی۔ مشرقی و مغربی۔ دفاتر پوسٹ آفس۔ کل قسم کے کاغذ مہور فروخت کرنے کے دفاتر۔ دفاتر روزانہ اخراجات سرکاری۔ دفاتر تحویلات سرکاری ریکارڈ آفس یا دفتر شاہی جہان کل سرکاری کاغذات رہتے ہین دفتر راہداری۔ دفتر روزنامچہ جہان کل احکامات کے نقول رہتے ہین جو روپیہ دینے یا لینے کے لئے خزانہ پر جاری ہون۔ دفتر حساب فہمی یا دفتر صدر محاسب جہان کل حسابات کا آخری تصفیہ ہوتا ہے۔ یہ دفتر دو کونسلون کی نگرانی مین ہے۔ ایک کونسل

محاسبون کی اور دوسری ثالثون کی جن پر فرض یہ ہے کہ تصحیح
حسابات کی تصدیق کرین - ان محکمون کی جو شاخین اضلاع مین
ہین اُن کا اپیل اوّل صدر دفاتر کابل مین ہوتا ہے جہان میرا بڑا بیٹا
حبیب اللہ اسپر تجویز لکھتا ہے بعد ازان وہ تجاویز میرے
پاس آتے ہین - میرے اوران دفاتر کے درمیان ایک اور دفتر
بھی ہے جو میرے کورٹ سکرٹری کا دفتر کہلاتا ہے اور جسپر ایک
چیف سکرٹری کی صدارت ہے -

علاوہ اِن دفاتر کے معتمد فوج کا دفتر ہے - کمسریٹ آفس
ہے - ناظر کا دفتر ہے (جو مطبخ شاہی کا داروغہ ہے) ورکشاپ
کے دفاتر ہین اور دفاتر امور عامہ وغیرہ ہین -

عدالت ہائے دیوانی وفوجداری

کل محکمے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے عدالتی اختیارات بھی رکھتے

ہین اور اُن کے دائرہ حکومت بھی جدا جدا ہین۔ جن کا مرافعہ اُسی سلسلہ مین کیا جاتا ہے جو مین پہلے بیان کرچکا ہون اب اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین مگر یہ ضرور کہونگا کہ یہ عدالتین اب ویسی نہین ہین جیسی میری تخت نشینی سے پہلے تہین۔ بعض مقدمات مین فیصلہ شرع محمدی کے مطابق ہوتا ہے مگر اُس مین بھی میری منظوری لیجاتی ہے لیکن اور معاملات کے لئے ملک کے رواج اور حالت کے لحاظ سے قانون مین ترمیم ہوئی ہے۔ مثلاً پہلے انسان کا خونبہا تین سو ۳۰۰ روپیہ تھا۔ مین نے یہ قانون منسوخ کر کے دوسرا نافذ کیا جسکی رو سے قاتل مقتول کے اعزّہ و احبّا کے بالکل اختیار مین ہوتا ہے اگر وہ اُس کو معاف کرنا چاہین تو جب بھی سرکار کو اختیار شاہی باقی رہتا ہے کہ معاف کرے یا نہ کرے۔ اگر سرکار اور مقتول کے دوست اور عزیز بھی اس کو معاف کر دین تب بھی اُسے اپنی جان بچانے کے لئے سات ہزار ۷۰۰۰ روپیہ جرمانہ دینا

ہوتا ہے۔ اگر وہ خود جرمانہ نہ دیسکتا ہو تو اُس کے عزیزون اور دوستون کو اجازت ہے کہ اسقدر روپیہ دیکر اُسکی جان بچائین۔
افغانستان کے قدیم رواج کے موافق ایک زوجہ اپنے شوہر کی ملک خیال کیجاتی تھی بلکہ شوہر کے بھائیون عزیزون اور سارے خاندان کی ملک ہو جاتی تھی۔ اگر اس کا شوہر مر گیا تو شوہر کے عزیز قریب کو اُس کے ساتھ بجبر شادی کرنیکا اختیار حاصل تھا۔ یہ گویا ملک کا قانون تھا۔ اگر کوئی بیچاری عورت بدقسمتی سے کسی خاندان کے پالے پڑگئی تو وہان سے پھر اُس کی رہائی غیر ممکن تھی اس لئے کہ بعد انتقال شوہر اسکو مان باپ کے گھر بھیجنے مین خاندان کی بےعزتی سمجھتے تھے۔ اس پر طرہ یہ تھا کہ اسے شرع محمدی کی پیروی کہتے تھے حالانکہ یہ شرع شریف کے بالکل برعکس تھا۔ مین نے جو قانون بنایا ہے یہ ہے کہ جسوقت شوہر مر جائے اُس کی زوجہ بالکل آزاد ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف کوئی اُسے کسی کے

ساتھہ شادی کرنے پر مجبور نہین کر سکتا۔ علاوہ اس کے میرے
قانون کے رو سے کوئی لڑکی جس کا عقد اُس کے والدین نے
ایام طفولیت مین کر دیا ہو سن بلوغ کو پہونچنے پر اُسے اختیار ہے
کہ اُس عقد کو منظور کرے یا نہ کرے۔ اور منظور کرنے کے بعد
بھی اگر شوہر بیرحمی سے پیش آئے یا اُس کے اخراجات کا کفیل
نہو تو وہ اُس پر نان و نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا طلاق لے سکتی
ہے۔ اِس کے علاوہ بعض بڑے بڑے خاندانون مین یہ دستور
تھا کہ دامادون سے اُن کی مرضی کے خلاف بڑی بڑی رقمین
لکھواتے تھے جنکی ادائی ایک داماد تو کیا اُس کے سارے
خاندان کے امکان سے باہر تھی۔ مثلاً کوئی شخص جسکی ماہانہ آمدنی
دس ۱۰ روپیہ ہوتی تھی اُس سے یہ لکھوایا جاتا تھا کہ وہ اپنی بی بی کو
پانچ لاکھ روپیہ مہر دیگا اُس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ عدم ادائی کی صورتمین
اُس بیچارے کو غلامی کرنا ہوتی تھی۔ مین نے اِس رواج کو بھی

منسوخ کیا اور یہ قرار دیا کہ خاندانِ شاہی کے شہزادون کو ہزار روپیہ سے تین ہزار تک اور عوام کو تین سو سے نو سو تک مہر دینا چاہئیے البتہ اگر کوئی شخص مستطیع ہو اور اس سے زیادہ دینا چاہے تو اُسے اختیار ہے وہ دیسکتا ہے۔

قدیم کے مضحک طریقہ عدل و انصاف مین جو تغیرات عمل مین آئے ہین اگر مین سب کی تفصیل بیان کرون تو اُسی کے لیے ایک کتاب ہو جائے۔ مین نے یہ طریقہ جاری کیا ہے کہ کل شادیان درج رجسٹر ہوا کرین تاکہ آیندہ اُس کے ثبوت مین کوئی جھگڑا اٹھے۔ اگر رجسٹرار کوئی ناجائز شادی یا جبریہ عقد درج رجسٹر کرے تو اُسکو سخت سزا دیجائے۔

صیغہ تعمیرات عامہ

مین نے اپنے زمانہ مین اس صیغہ کیطرف جلتی توجہ کی ہے پہلے

کبھی افغانستان مین نہین ہوئی اِس لئے کہ سارے ملک مین
ایک مکان بھی ایسا نہ تھا جو سنگی ہو یا پختہ - کل مکانات مٹی کے
تھے - سوا چند مقامات کے جہان کچھ آثار قدیمہ نظر آتے تھے
قدیم شہر بلخ اور غزنی کی ٹوٹی پھوٹی عمارتین تھین یا کابل مین قصر
بالاحصار اور چند مقبرے یا پانچ چھ مسجدین اطراف وجوانب مین
پھیلی ہوئی تھین - مین خوش ہون کہ میرے وقت مین پختہ عمارتین ملک کے
خاص خاص ضلعون مین تعمیر ہوئین اور سارے ملک مین وسیع سڑکین بنین اور
بن رہی ہین جنمین خاص خاص سڑکین یہ ہین کابل سے بلخ تک ایک سڑک ہے
جو حدود روس مین جاملی ہے - کابل سے ہرات تک اور ہرات سے قندہار
تک اور پھر قندہار سے غزنی ہوتی ہوئی کابل تک دوسری سڑک
آئی ہے - پھر کابل سے حضرحات اور جلال آباد سے اسمار و
کافرستان تک ایک سڑک ہے - کابل سے تنگفرون ہوتی
ہوئی پشاور کو ایک سڑک گئی ہے - یہ سڑک دس برس مین تیار

ہوئی اور ہزارہا آدمی اس کی تعمیر مین لگائے گئے۔ اس سڑک سے
بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسافرون کو جلال آباد اور کابل کے درمیان
دشوار گذار کوہستانی راستے اور گھاٹیان طے کرنا نہین پڑتی ہین۔
ان کل سڑکون اور پلون کا سالانہ معائنہ کیا جاتا ہے اور مرمت ہوتی
رہتی ہے۔ اور سڑکون کے دونون جانب درخت لگائے
گئے ہین جن اضلاع اور قریہ جات مین سے ہوکر یہ سڑکین گذری
ہین وہان کے باشندے ان سب سڑکون اور درختون کی حفاظت
کے ذمہ دار ہین۔

اسی طرح ہر ایک گانون اور ضلع کے لوگ اُن مسافرون اور
سپاہیون کی حفاظت کے ذمہ دار ہین جن کے حدود مین سے وہ
گذرین۔ مثلاً اگر کسی گاؤن یا ضلع کے نواح مین کوئی مسافر مارڈالا
جائے یا اُلٹ جائے تو وہان کے لوگون کو مجرم کا پتہ لگانا پڑتا ہے
نہین تو ارتکاب جرم کا خود ذمہ دار ہونا پڑتا ہے۔ اِس انتظام سے

یہ فائدہ ہے کہ سارے ملک مین کہین کوئی بدمعاش وبداطوار آدمی رہنے نہین پاتا کیونکہ وہ جہان جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ ہم تمہارے افعال کے جوابدہ نہین ہو سکتے تم کو چاہیئے کہ کسی اور طرف کا راستہ لو۔ یہی وجہ ہے کہ میرے تمام ملک مین کل سڑکین مسافرونکے لئے اب بالکل محفوظ ہین گو اُن کی حفاظت کے لئے کوئی خاص لوگ گورنمنٹ کے طرف سے تعینات نہین ہین۔ مین فی الحقیقت اپنے یہان کی خفیہ پولیس اور دوسرے مختلف انتظامات کی بہت تعریف کرتا ہون جن کی وجہ سے یہ دائمی خدشہ جو مسافرون اور سپاہیون کے لئے تہا دور ہوا۔

مین نے بعض خاص اضلاع کے گرد مستحکم قلعہ اور شہرپناہین بہی تعمیر کرائی ہین مثلاً قلعہ دہ دادی جو بلخ کے قریب ہے اور جہان سے اُس سڑک کی پوری مدنظر ہوتی ہے جو روس سے بلخ کو آتی ہے۔ یہ قلعہ بہت بڑا اور نہایت مستحکم ہے اور ایسا قلعہ

افغانستان مین کبھی نہین تعمیر ہوا۔

مین نے اینٹون کے لیئے پژاوے اور چونا پکاتے کیلیئے بھٹیان قایم کی ہین۔ کل عہدہ دار جنہون نے صیغہ تعمیرات کو ترقی دی بہت ہی تعریف کے قابل ہین۔ ان مین سے مین چند عہدہ دارون کے نام لکھتا ہون۔ عبدالرحمن خان اورسیر۔ عبدالرحیم خان اورسیر عبدالسبحان خان سرویر۔ میر مراد معتمد صیغہ تعمیرات۔ منشی نظیر منشی محمد بخش جو اوّل گورنمنٹ پنجاب کے صدر نقشہ نویس تھے۔ بعد ازان میرے ملازم ہوئے اور میری حسب ہدایت بہت سے کابلی نقشہ نویسون کو نقشہ نویسی کا کام سکھا دیا۔

صیغہ طبابت

اس صیغہ کی دو شاخین ہین۔ ایک قدیم جو یونانی کہلاتی ہے اور دوسری ڈاکٹری جو یورپین طریقہ کے مطابق ہے۔ ہر ضلع مین سول

اور ملیٹری دونون محکمہ کے لوگ ان دونون قسم کے معالجین سے استعلاج کرتے ہین۔ انگریزی دواؤن کے دواخانے جو اوّل اوّل افغانستان مین قایم ہوئے ہندوستانی ہاسپٹل اسسٹنٹ مسمی ڈاکٹر ابراہیم خان و ڈاکٹر عبدالرحیم خان نے قایم کئے ان دونون صاحبون نے انگریزی ڈاکٹرون کے نیچے کام کیا تھا اور میری تخت نشینی کے بعد ہی وہ میرے ملازم ہوئے۔ پس یہی دواخانے ان ڈاکٹرون نے کھولے اس کے بعد کئی سال تک کوئی دواخانہ قایم نہین ہوا۔ چھاونیون مین فوجی مریضون کے لئے سرکار کی طرف سے کہانا۔ دوا وغیرہ مقرر ہے۔

پہلا شفاخانہ میرے شاہی ڈاکٹر مس ہملٹن ام۔ بی۔ نے سنہ ۱۸۹۴ء عیسوی مین قایم کیا ان میم صاحب کو چند مددگار اور ایک تعلیم یافتہ انگریزی نرس مسماۃ مسیز ڈیلی سے بہت مدد ملی جنکو یہ میم صاحب انگلستان سے اپنے ساتھ لائی تھین۔ علاوہ اس شفاخانہ کے جو کابل

انگریزی طرز پر چلتا تھا مس ہملٹن نے ٹیکا لگانا اور گوسالہ سے ٹیکا لگانے کے لئے لمف نکالنا بھی شروع کیا۔ یہ چیز اطفال کیلئے گویا ایک برکت ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ بہت سے بچے مرض چیچک میں ضایع ہوتے تھے اور جو بچ جاتے تھے اُن کی صورتیں اس مہلک مرض کی وجہ سے بہت خراب ہو جاتی تھیں چند دیسی حکیم بھی مس ہملٹن کے سپرد کئے گئے تاکہ ٹیکا لگانا اور گوسالہ سے لمف نکالنا سیکھیں اور میرے حسب الحکم اس مضمون میں ایک رسالہ بھی لکھا گیا جسکی کاپیاں میرے تمام ملک میں لوگوں کو تقسیم کیگئیں۔ میرے ممالک کے دور و دراز مقامات سے حکیم بلائے گئے کہ مس ہملٹن کے شاگردوں سے یہ کام سیکھیں میرا ایک تجارتی ایجنٹ مسٹر پیک کابل میں آکر سخت بیمار ہو گیا۔ مس ہملٹن نے اُس کا بہت اچھی طرح سے علاج کیا اور اُس نے شفا پائی۔ اُس نے اپنی صحت یابی کے شکریہ میں ایک ہنگامی شفاخانہ کابل میں بالکل اپنے خرچ سے

کھولا۔

ان شفاخانون سے جو فائدہ ہوا ہے اس سے مجھے قوی امید ہے کہ تمام ملک مین ایسے شفاخانے پھیلین گے اور مریضون کا علاج باقاعدہ اور تعلیم یافتہ ڈاکٹرون کے ہاتھ سے ہوگا۔ ایک اور خدمت کے متعلق مس ہملٹن کا پھر ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ ۱۸۹۵ء مین وہ میرے بیٹے نصر اللہ کے ساتھ اس کی ڈاکٹر ہوکر انگلستان گئین، اس وقت انہین ملکہ معظمہ وکٹوریا کی شرف ملازمت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

نوٹ - افغانی بھی مثل ہندیون کے دیسی حکیمون سے زیادہ یورپین ڈاکٹرون کا علاج پسند کرتے ہین کچھہ تو اسوجہ سے کہ دیسی دوائین بدمزہ ہوتی ہین اور کچھہ اسلئے کہ دیسی علاج کیلئے بہت عرصہ درکار ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے مریضون کو گوشت یا اور کوئی ثقیل چیز کہانے کی ممانعت کیجاتی ہے اور کچھہ یہ سبب ہے کہ افغان لوگ جدت پسند ہین اور کسی نئی چیز کا علم حاصل کرنیکے بڑے خواہشمند ہین۔ مین نے خود دیکھا ہے کہ لوگ مس ہملٹن کے پاس جاکر دوا مانگتے تھے اور جب وہ یہ پوچھتی تہین کہ کیا شکایت ہے تو یہ جواب دیتے تھے کہ بالفعل کوئی شکایت نہین مگر شاید آیندہ پیدا ہو۔ یہ کہکر وہ دوا پی لیتے تھے اور چلدیتے تھے۔

معدنیات

افغانستان مین کانین اس کثرت سے ہین کہ اُسے دُنیا مین سب سے زیادہ دولتمند ملک ہونا چاہیئے تہا مگر بقول شخصے "جو جوہری نہو اسکی نزدیک الماس اور کانچ دونون مساوی ہین۔" اُن عمدہ کانون سے نہ افغانستان کے کسی حکمران نے فائدہ اُٹھایا نہ رعایا نے کچھ پایا۔ میرے زمانہ مین بہت سی کانین کہولی گئی ہین۔ جن مین یاقوت لاجورد بداخشی۔ سونا چاندی۔ سیسہ۔ لوہا۔ تانبا۔ کوئلہ۔ حجر الفتیلہ۔ پتھر نمک کی کانین ہین مین اِن کانون کے لئے مختلف اقسام کی کلین جمع کر رہا ہون۔ ایک انگریز معدنی انجنیر مسٹر ڈلٹن نے جلال آباد کی معدنِ یاقوت اور گہوڑبند کے معدنِ سیسہ کے کام مین بہت مدد دی۔ مین اپنے بیٹون اور جانشینون پر یہ تاکید کرتا ہون کہ کبھی کسی غیر ملکی کو ان معدنیات کا اجارہ نہ دین اور نہ ان معدنیات

کا کام کسی غیر ملک کی کمپنی کو حوالہ کرین - وہ میری نصیحت کے خلاف کرینگے تو بہت سی پیچیدگیون مین پہنسینگے اور غیر اقوام کو اس ملک کے معاملات مین مداخلت کا ایک بہانہ ملیگا کیونکہ غیر اقوام کی طمع روز بروز بڑہتی ہی چلی جاتی ہے - مین اس کی متعلق کوئی تفصیلی حال لکہنا نامناسب سمجہتا ہون مگر بہت سی مثالین دنیا مین ایسی ملینگی جہان ایک قوی سلطنت محض اپنی رعایا کے حفظ وحقوق کو پردہ بناکر ایک کمزور ملک سے لڑی ہے جس نے اوسکی رعایا کے ساتھہ تعلقات پیدا کئے تھے اور ملک کی بربادی کا باعث ہوئی - میرے لڑکون اور جانشینون کے لئے یہ اشارہ کافی ہے - وہ کبھی غیر اقوام کی مغالطہ مین نہ آئین اُن کو چاہیئے کہ اپنے ملک مین غیر ملکیون کو کسی قسم کا اجارہ نہ دین اور اس بات کا بھی خیال رکھین کہ کوئی یورپین ملک مین بسنے نہ پائے جس وقت کوئی یورپین ملازم یا کاریگر یا معلم اپنا کام ختم کر چکے اور دیسی لوگون کو کام بخوبی آجائے

اور وہ اُس کی تعلیم کے محتاج نہ رہین تب اس کو ہدایت ہو کہ پھر اپنے ملک کو واپس جائے ۔

محکمہ کمسریٹ اور اسٹڈ کے گھوڑے

اگرچہ یہ ممکن ہے کہ جسوقت ضرورت ہو لدّو ٹٹو۔ اونٹ وغیرہ بکثرت کرایہ پہ مل سکتے ہین مگر بنظر تقدم بالحفظ و بخیال جزرسی مین سواری اور باربرداری کے لیئے چوبیس ۲۴ ہزار سرکاری گھوڑے ہمیشہ تیار رکھتا ہون اسکے علاوہ بہت سے ہاتھی ۔ خچر اور اونٹ بھی ہین ۔ ہاتھی خاصکر بھاری توپون کے اور سڑک کے انجنون کے واسطے اور بڑی بڑی کلون کے کھینچنے کے لیئے ہین جسے اونٹ یا دوسرے جانور نہین لیجا سکتے ۔ بغرض افزایش نسل میرے اسٹڈ مین دو ہزار گھوڑیان اور اتنی سانڈ ہی ہین جن مین سے بعض انگریزی اسٹڈ کے ہین بعض پرنس آف ویلز کے اصطبل کے بعض عربی کھیت کے اور

بعض ویلر۔ ترکمانی۔ ہندوستانی اور دوسرے مقامات سے کے۔
ان گھوڑون کے علاج وغیرہ کے لئے متعدد وٹنری سرجن مقرر
ہین پہلے کچھ دیسی سلوتری بھی تھے مگر انہین یوریین طریقہ کا
علاج نہ آتا تھا۔ اسوجہ سے مین نے ایک انگریز مسٹر کلیٹمس کو اس
کام کے لئے نوکر رکھا۔ اس شخص نے گھوڑون کا علاج افزایش
نسل دو آب کی نگرانی اچھی طرح کی اور افغانستان کے بیس
نوجوانون کو اپنا فن سکھا دیا۔ یہ شخص چند انگریزی بھیڑیان اپنے
ساتھ لایا تھا مین نے ان مین اور بہت سی آسٹریلین بھیڑیان
خرید کر ملادین تاکہ افغانستان مین پشمینہ کی تجارت کو ترقی ہو جس سے
ملک کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ وصول ہوا کرتا ہے۔

تعلیمات

مین نے اپنے خاندان وملازمین وخدمتیان واساری واہل فوج

و عہدہ داران ملک کے بچون اور تمام رعایا کی تعلیم کے لئے بہت
سے مدرسے جاری کئے ہین - اس کے علاوہ خود لوگون نے
بھی اپنے ذاتی خرچ سے اپنے بچون کی تعلیم کے لئے ہر جگہ مدرسے
کھولے ہین - ہر عہدہ دار کو (اس کے فرایض کچھ بھی ہون) امتحان
دینا امر لازمی ہے یہان تک کہ ملاؤن اور مذہبی پیشواؤن کو جو پہلے
اپنے تئین نبی سمجھتے تھے بغیر امتحان دئے کوئی جگہ نہین مل سکتی
نہ واعظ کہنے کے مجاز ہوتے ہین - جب اُنہین مجلس ممتحنین سے
کامیابی کی سند مل جاتی ہے تب خدمت کے قابل سمجھے جاتے
ہین - مین بیان کر چکا ہون کہ ہر پیشہ اور حرفہ کی تعلیم ہوتی ہے اب
اُسکے تفصیلی اعادہ کی ضرورت نہین - میرے بڑے بیٹے نے
زبان انگریزی - علم تاریخ - علم جغرافیہ - علم ریاضی مصوری - علم پیمایش
اور علم ہیئت تحصیل کیا ہے -

تجارت وحرفت

علاوہ قدیم طُرقِ تجارت کے جو میرے مُلک مین جا بجا رائج تھے
مین نے اس صیغہ کی ترقی کی طرف بہت توجہہ کی اور اب بھی مین
سخت کوشش کر رہا ہون کہ جس طرح ہو سکے تجارت کی حالت
درست ہو۔ اس لئے کہ ملک کے دولتمند ہونے کا یہی ایک بڑا
ذریعہ ہے۔ قدیم زمانہ مین صدہا قسم کا مال غیر ملکون سے افغانستان
مین آتا تھا اور فروخت ہوتا تھا۔ اب وہی مال کابل مین بنتا ہے
اور وہی روپیہ دوبارہ سہ بارہ پھر اسی مین لگایا جا سکتا ہے۔ منجملہ اُن
چیزون کے جو باہر سے یہان آتی تھین ایک مقدار کثیر نمک کی تھی۔
مین نے حکم دیا ہے کہ ہرگز نمک باہر سے یہان نہ آنے پائے
اور لوگون کو تاکید ہے کہ ملک ہی کا کافی نمک خرید کرین جو یہان
کی کانون سے نکلتا ہے۔ کثرت سے استراخانی پوستین۔ یاقوت

سونا لاجورد بداخشی بہت قسم کے میوے۔ اون۔ گھوڑے۔ مکان
بنانے کی لکڑی۔ افیون۔ دوائین میرے ملک سے باہر جاتی
ہین اور اُن کا روپیہ ملک مین آتا ہے۔

صیغۂ زراعت مین بڑی ترقی ہوئی ہے۔ میری تخت نشینی سے
پہلے کہین ترکاریون کا نام تک نہ تھا۔ اب ہر قسم کے پھل اور
ترکاری ہوتی ہے مین نے قندہار و لگمان کے اضلاع مین نیشکر
کی کاشت جاری کی ہے۔ کیلے اور سنگترے وغیرہ کے درخت
ہندوستان سے منگائے ہین۔

پہلے جو کچھ تجارت افغانستان مین ہوتی تھی وہ بھی غیر ملکیون
کے ہاتھ مین تھی یعنی ہندی مسلمان اور ہندو اُسے کرتے تھے۔
اِس سے ملک اور زیادہ مفلس ہوتا جاتا تھا کیونکہ جو کچھ روپیہ
یہ لوگ تجارت مین پیدا کرتے تھے سب اپنے وطن کو بھیجتے تھے
اب مین نے اپنے لوگون کو تجارت کی طرف مایل کیا ہے اور

انہین اس کام کے لئے سرکاری خزانہ سے بلا سودی روپیہ قرض دیتا ہون۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس روپیہ سے کوئی نفع نہین ہوتا۔ مین ایسا آدمی نہین ہون کہ کسی کو مفت روپیہ دیدون مین جانتا ہون کہ اس روپیہ سے مجھے دوچند نفع حاصل ہوتا ہے اوّل تو کل مال پر ڈہائی روپیہ سیکڑہ چنگی کا محصول وصول ہوتا ہے جو معمولی شرح سود سے زیادہ ہے۔ علاوہ اس کے وہی روپیہ (جو مین نے دیا ہے) سال مین کئی دفعہ تجارتی مال کی صورت مین آتا جاتا رہتا ہے اور ہر دفعہ اُس سے چنگی وصول ہوتی ہے۔ دوسرا نفع یہ ہے کہ میری رعایا آسودگی سے بسر اوقات کرتی ہے اور اسطرف مشغول رہتی ہے اسے بیدل ہونے یا بلوہ کرنے کا خیال نہین آتا۔

بسبیل تذکرہ مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مہمات سلطنت مین اسقدر مشغول ہونے پر بھی مین جزئیات کو فروگذاشت نہین کرتا تا اینکہ مین نے ایک انگریز مسٹر رچز سے پیانو درست کرنا سیکھ لیا

بعد ازان مین نے بعض لوگون کو بھی سکھا دیا - مین نے ایک قسم کی سندہی مرغ اور مرغیان خریدین اور اوّل خود اُن کے بچے نکالے بعد ازان اور لوگون مین بھی اس قسم کی مرغیون کا پالنا جاری کرایا -

مین نے صدہا قسم کے اسٹامپ و نقشہ جات تعہد تمسک پرامیسری نوٹ - عقدنامے اور راہداری کے پروانے جاری کئے ہین جس سے ملک کی آمدنی بڑہی ہے میرے زمانہ سے پہلے افغانستان مین کوئی ان چیزون کا نام بھی نہ جانتا تھا -

مگر میرے ملک کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ وہ بیشمار کارخانہ جات صنعت وحرفت و معدنیات ہین جو مین نے جاری کئے ہین - فوجی معاملات کے بعد مین اپنی زندگی کا بڑا حصہ ان تجارتی معاملات مین صرف کرتا ہون میرے اکثر عہدہ دار جو اپنے تئین بڑا عقلمند سمجھتے ہین مجھے ہمیشہ یہ رائے دیتے رہتے ہین کہ ملک مین ریل اور تار جاری

کرون اسلئے کہ بغیر اس کے معدنیات اور دوسری پیداوار ملک
سے پورا فائدہ اٹھانا غیر ممکن ہے۔ لیکن مین پھر اپنے بیٹون
اور جانشینون کو یہی نصیحت کرونگا کہ ان لوگون کی رائے پر
ہرگز عمل نہ کرین اور اس مین شک نہین مین جانتا ہون کہ جو کچھ
وہ کہتے ہین سچ ہے مگر اس کے ساتھہ ہی وہ لوگ اس بات کا
خیال نہین کرتے کہ اگر میرے ملک مین آمدورفت کے ذرایع
آسان ہوجائین گے تو غیر سلطنتون کے لوگون کو میرے ملک
مین آنا اور ملک مین پھیلنا چندان دشوار نہوگا۔ افغانستان کی سب
سے بڑی پناہ اُس کا ناممکن التسخیر قدرتی موقع ہے۔ اللہ تعالی
نے ہمارے لئے ہر پہاڑ کی چوٹی کو ایک قدرتی قلعہ بنایا ہے
اور غیر سلطنتین خوب جانتی ہین کہ افغان خلقی سپاہی ہین اور جبتک
انہین پہاڑیون کی آڑ ملے اور میدان مین غنیم کا مقابلہ کرنا نہو وہ
ہمیشہ لڑ سکتے ہین اور لڑائی جاری رکھہ سکتے ہین۔ اسمین شک

نہین کہ ایک دن آئیگا جب ریل اور تار بہت مفید ہونگے اور
ملک مین جاری کیے جائین گے مگر وہ دن تب آئے گا۔ جب
ہمارے پاس ایک بڑی فوج ہو جو ہمارے ہمسایون کا مقابلہ کرسکی
لیکن جب تک ہم اتنے قوی نہ ہولین کہ کسی کے پرواہ نہ کرین۔
اُس وقت تک ہمکو چاہیئے کہ اپنے پہاڑی ملک کی قوت کو اپنے
ہاتہون سے کمزور نہ کرین۔ ہمکو چاہیئے کہ ویسی غلطی نہ کرین۔ جو ایک شخص
نے کی تہی جسکے پاس ایک مرغی سونیکا انڈا دیتی تہی مگر اوسنے اس
لالچ سے کہ کل انڈے ایکدم ملجائین اُسے مارڈالا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
کہ اُسے کچھہ نہ ملا اور روز کا انڈا بھی ہاتھہ سے گیا۔

پوسٹ آفس

میری تخت نشینی سے پہلے برائے نام اس محکمہ کا وجود تہا۔ ڈاک
کے لئے کابل سے پشاور تک صرف ایک سڑک تھی اور خطوط کی

آنے جانے مین جو عرصہ لگتا تہا وہ بہت زیادہ تہا علاوہ اسکے
خطوط کی حفاظت کا یقین نہ تہا۔ اب پوسٹ آفس کے لیے بہت
معقول انتظام کیا گیا ہے۔ میرے ملک کے ہر قصبہ مین پوسٹ آفس
ہے۔ خطوط اسقدر جلد پہنچتے ہین کہ ہندوستان سے کابل تک خطوط
کے آنے مین صرف چھتیس ۳۶ گھنٹے صرف ہوتے ہین اور متعدد ہرکارہ
معین ہین جو گرد و نواح کے شہرون مین۔ روس ایران۔ چین۔ اور
ہندوستان کو ڈاک لیجاتے ہین۔ خطوط کی رجسٹری ہوتی ہے
رسید لیجاتی ہے اور اطلاع دیجاتی ہے پارسل بہیجے جاتے ہین۔
منی آرڈر وغیرہ بھی جاری ہوتے ہین غرضکہ یہ کل چیزین بالکل مکمل
ہین اور ہندوستان کے پوسٹ آفس کے طریقہ پر جاری ہین۔
اس سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ اسی محکمہ کے اخراجات مین صرف
کیجاتی ہے۔

باب چهارم

میری روزانہ زندگی کے بعض تفصیلی حالات

بچپن سے اب تک میرا طرز معاشرت ایشیا کے تمام شہنشاہون
اور حکمرانون کے طرز معاشرت سے بالکل برعکس رہا ہے۔ وہ
لوگ عموماً عیش و کاہلی مین مبتلا ہین۔ بلکہ امرا کا یہ خیال ہے کہ
اگر کوئی بادشاہ پیدل چلے یا اپنے ہاتھ سے کچھ کام کرے تو
اوس کی شان جاتی ہے۔ میرے نزدیک اس سے بڑھکر

کوئی گناہ نہین کہ ہم اپنے دماغ اور اپنے ہاتھہ پیرون کو بیکار
رکھین اور کچھہ کام نکرین - یہ گویا کفران نعمت ہے - ناظرین کتاب
میرے حالات پڑھ کر خود فیصلہ کرلین کہ مین ساری عمر پورا سپاہی
رہا یا نہین اور مین نے غالباً ایک معمولی مزدور یا کاریگر سے
بھی زیادہ جفاکشی سے ساتھہ کام کیا یا نہین - میرا طرز معاشرت
اور لباس ہمیشہ سادہ اور سپاہیانہ رہا - مین نے ہمیشہ شب و روز
کسی نہ کسی کام مین اپنے تئین مشغول رکھا اور چند گھنٹے سے
زیادہ نہین سویا - چونکہ عادت بھی انسان کی دوسری فطرت
ہو جاتی ہے - اب یہہ امر میری فطرت مین داخل ہو گیا ہے
اگر مین بہت شدید بیمار بھی ہوتا ہون یہان تک کہ اپنے پلنگ
سے حرکت نہ کر سکون تب بھی مین حسب معمول کام مین مصروف
رہتا ہون اور سرکاری کاغذات کو پڑھتا ہون اور نیز حکم لکھتا
ہون رعایا کے استغاثون کو سنتا ہون اون کا فیصلہ کرتا ہون

جن لوگون نے مجھے ایسی حالت مین کام کرتے ہوئے دیکھا ہے
وہ جانتے ہین کہ مین کیسا جفاکش ہون - اوہنون نے مجھے
بارہا یہ کہتے سنا ہے کہ اگر میرے ہاتھہ پیر جواب دیدین گے
تب بھی مین کام کرنا نہ چھوڑون گا - اور جو لوگ میرے قریب
ہونگے اونہین زبانی حکم دونگا کہ کیا کرنا چاہیئے - مجھے کام کرنے
سے تکلیف نہین ہوتی بلکہ مجھے کام سے عشق ہے اور مین
کبھی تھکتا نہین کیونکہ محنت سے مانوس ہون - دنیا مین ہر شخص کوئی
نہ کوئی ہوس رکھتا ہے - مجھے کام کی ہوس ہے - جو کچھ مین محنت
کرتا ہون وہ محض اس لیئے ہے کہ اپنے ملک کا انتظام پورا کردون
ایک شاعر کہتا ہے ؎

نگہہ ناز کسے تا ندہد رخصت یار	گام ہمت نتواند کہ ہند عاشق زار

یہہ کام کا شوق خدا کی دین ہے - میری ساری آرزو اور دلی
تمنا یہہ ہے کہ اوس مخلوق کی حفاظت کرون جو خدا نے اس

اس ناچیز بندہ کے سپرد کی ہے۔ خدا قرآن مین فرماتا ہے۔

واذا اردنا ان نہلك قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا۔ ترجمہ جب خدا کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اوسکے لئے کوئی ضروری سامان بھی مہیا کر دیتا ہے۔

چونکہ خدا کو منظور تہا کہ افغانستان اندرونی جھگڑون سے اور بیرونی حملون سے محفوظ رہے اوسنے اُس ناچیز بندہ کو اوسپر مسلط کیا اور میرے خیالات کو قوم کی بہبودی کیطرف مایل کیا اور میرے دل مین یہ بات ڈالی کہ اس قوم کو ترقی دینے مین مشغول رہون اور اون کی بہبودی اور نبی برحق محمدؐ کے دین حق کے لئے اپنی جان تک فدا کرون۔

مین جسقدر زیادہ اور قومون اور دوسرے مذاہب کو جلد ترقی کرتے ہوئے دیکھتا ہون میری نیند حرام ہو جاتی ہے اور مجھے

چین نہین پڑتا۔ تمام دن مین یہ سونچتا رہتا ہون کہ کسطرح
ان تیز رفتار اقوام کا مقابلہ کرسکون گا رات کو عالم رویا مین خواب
بھی یہی دیکھتا ہون۔ ایک مثل مشہور ہے کہ بلی کو خواب مین
صرف چوہے ہی نظر آتے ہین اسی طرح مجھے بھی خواب مین بجز
اس کے اور کچھ نہین دکھائی دیتا کہ میرے ملک کی حالت کیسی
خطرناک ہے۔ کس طرح اس کی حفاظت کرون۔ مین دیکھتا ہون
کہ یہ بیچارہ گوسفند (افغانستان) ایک شکار ہے جسپر ایک طرف
سے ایک شیر اور دوسرے جانب سے ایک خوفناک ریچھ تاک
لگائے ہے اور موقع کا منتظر ہے کہ اوسے ہضم کرجائے۔ میرے
اہل دربار کو معلوم ہے کہ مسئلہ حدود افغانستان چھیڑنے کے
چند سال قبل مین نے ایک خواب دیکھا تھا جو طبع ہوکر تمام ملک
مین شایع کیا گیا۔ اوس خواب کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ مین اپنی وفات
سے پہلے افغانستان کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط دیوار

بنا جاؤ نگا۔ منجمین نے اس خواب کی تعبیر یہہ بیان کی کہ افغانستان کے حدود مین اس طرح قایم کر جاؤنگا کہ ہمیشہ کے لئے ہمسایون کی پیشقدمی رکجائیگی۔ جو سال بسال آہستہ آہستہ بڑہتے چلے آتے ہین۔

مثل اس خواب کے میرے اور بہت سے خواب جو مین اپنے اہل دربار سے بیان کرچکا ہون صحیح ہوئے۔ اونہون نے دیکھ لیا کہ افغانستان کی حدود قایم ہوگئے اور مین اب تک زندہ ہون گو اس بات سے اون لوگون کو بہت رنج ہے جو میری موت کے خواہان ہین اور ہر ہفتہ مین میرے مرنے کی جھونٹی خبر اوڑایا کرتے ہین۔ مین نہین سمجھتا کہ کوئی شخص اتنی دفع مرا ہوگا جتنی مرتبہ کہ مین اونکے خیال مین مرچکا ہون۔

یہ عجیب بات ہے کہ جسقدر زیادہ مین محنت کرتا ہون تھکنے کے بدلے اوتنا ہی کام کرنیکا اشتیاق بڑہتا ہے۔ سچ ہے جو چیز

انسان کہانیکا عادی ہوتا ہے اوسی سے بہوکھہ بڑہتی ہے -

جو لوگ میری روزمرہ زندگی کا کچھ تفصیلی حال سُننا چاہتے ہین اونھین مین یہ سنانا چاہتا ہون کہ میرے سونے یا کہانے کا کوئی وقت معین نہین ہے - بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کہانا میرے سامنے میز پر پہرون رکھا رہتا ہے اور مین اپنی فکر مین ایسا غرق ہوتا ہون کہ بالکل اوسے بھول جاتا ہون مین جب ترقی کے ذریعون کو اور امور سلطنت کے تدبیرون کو سونچتا ہون تو اپنے خیالات مین ایسا محو ہوتا ہون کہ مجھے یہ نہین معلوم ہوتا کہ میری حضوری مین کون لوگ موجود ہین -

اکثر راتون کو مین پڑہا کرتا ہون اور خطون کے جواب لکہتا ہون اور جب تک رات گذر کر صبح نہ ہولے سر نہین اوٹھاتا - میرا حال بعینہ اوس عاشق کا سا ہے جو مشرق مین مجنون کے نام سے مشہور ہے - وہ ایک عورت لیلی کے عشق مین ایسا غرق تہا

کہ ایک دن لیلیٰ کا کُتا دیکھ کر اوسکے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اوسے
نہ مسجد عاوم ہوئی اور نہ وہ لوگ جو وہان نماز پڑھ رہے تھے جب
امام مسجد نے اوس سے اس بے ادبی کیوجہ پوچھی تو اوسنے
یہ جواب دیا کہ مین اس کُتے کے عشق مین ایسا غرق تہا کہ مجہے
مسجد یا نمازی مطلق نظر نہ آئے۔ جتنی اوسے کُتے سے محبت
تھی اوتنی اونہین اپنے خدا سے نہ تھی اس لیئے کہ اون کی
خیالات اوس شخص کیطرف اور اوس کُتے کیطرف مشغول تہے
پھر ایسی نمازون کی کیا عظمت ہو سکتی ہے۔

میرے ڈاکٹر اور طبیب مجھ سے کہتے ہین کہ میری ساری
بیماریون کا سبب یہی بیقراری ہے کہ بہت محنت کرتا ہون اور
اوقات معینہ پر کہانا نہین کہاتا۔ مین اونہین یہ جواب دیتا ہون
کہ عشق اور منطق کبھی متفق نہین ہو سکتے۔ چونکہ مین اپنی قوم کی
فلاح وبہبودی کا عاشق ہون مجھے بجز اپنی قوم کے ضعف اور

تکالیف کے اپنی تکلیف نہین محسوس ہوتی اور مین اون کی تکلیف اوٹھا نہین سکتا پس جو لوگ عشق کے مزے سے نا آشنا ہین وہ عاشقون کی تکلیف کیا جانین۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہست مر عشاق را در کار خود لذت بزرگ	گرد پاے گوسفندان توتیای چشم گرگ

چنانچہ افغانستان کی بہبودی مین جون جون مین ترقی کے آثار دیکھتا ہون اوتنا ہی اور زیادہ سرگرم ہوتا ہون جسطرح کوئی عاشق اپنے معشوق کے پاؤن کے نشان پاکر آگے چلنے کو اور زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدایا میری مدد کر تاکہ مین اپنے فرض کو جس کے لئے تو نے مجھے منتخب کیا ہی پورا کرسکون۔ اکثر مین اپنے لوگون کی بیہودگیون سے مایوس ہو جاتا ہون جو ہمیشہ لڑتے جھگڑتے ہین اور ایک دوسرے کے خلاف سازش کرنے مین مصروف رہتے ہین اور مجھ سے

ایک دوسرے کی جہوٹی شکایتین کیا کرتے ہین۔ مجہے ان
چیزون کی تحقیقات کرنی پڑتی ہے جس مین میرا بہت قیمتی
وقت ضایع ہوتا ہے ۔ مین جتنا ترقی کے قدم بہ قدم چلنے کی
کوشش کرتا ہون اوتنا وہ سب مجہے اور پیچہے کہینچتے ہین۔ بعض
اوقات مین اون کی حرکتون سے عاجز آجاتا ہون ۔ اور یہ خیال کرتا
ہون کہ اون کی حالت بدلنی ناممکن ہے۔ اون کی سازشین
لا علاج ہین اور یہ محال ہے کہ وہ کبہی اوس درجہ پر پہونچ سکین جو
بلحاظ قوت و خصائل انسانی اونہین اپنے ہمسایون کا ہم پلہ بنائے
بعض وقت مین یہ سوچتا ہون کہ میرے لیئے بہتر ہوگا اگر مین
اس دایمی تشویش اور افکار کی زندگی سے کنارہ کش ہو جاؤن
اور کہین گوشہ عافیت مین اپنی زندگی بسر کرون اور ان لوگون
کو یونہین ان کے حال پر چہوڑ دون تاکہ وہ آپس مین لڑلڑ کر
تباہ و برباد ہو جائین۔ مگر یہ نہایت نامردی کی بات ہے اور

اون فرائض کے ادا کرنے سے گویا صریحی انکار ہوگا جس کے لئے خداوند عالم نے مجھے خلق کر کے معین کیا ہے میری رائے مین ایک سچے عاشق کو کبھی اون دشواریون سے جو اوسے پیش آئین موہنہ نہین پہیرنا چاہیئے بلکہ اپنے معشوق کے ناز اور جور کو مزہ لیکر اوٹھانا چاہیئے۔ عاشق کی تکلیفین عشق کی لذتین ہین۔ کوئی رئیس قوم تشویشون سے اور دشواریون سے ہمت نہین ہارتا بلکہ یہ چیزین اوس کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہین۔

شب و روز کے چوبیس گھنٹون مین میرے کام کے لئے کوئی وقت معین نہین ہے۔ مین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مثل ایک مزدور کے کام کرتا رہتا ہون۔ جب بھوکھ لگتی ہے کہانا کہا لیتا ہون۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ کئی کئی دن بغیر کہائے گذر جاتے ہین۔ کہانا ہی بالکل بھول جاتا ہون۔ اور دفعتاً کام سے سر اوٹھا کر حاضرین دربار سے پوچھتا ہون کہ

آج مین نے کہانا کھایا یا نہین - اس طرح جب تھک جاتا ہون سو رہتا ہون اور اوسی جگھہ سو جاتا ہون جو میرے کام کرنے کی کرسی ہے - مجھے نہ کسی خوابگاہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی تخلیہ یا ملاقات کیلیئے کسی خاص کمرے کی - یون میرے قصر مین ایسی کمرے متعدد ہین مگر مجھے اتنی فرصت نہین کہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے مین جاؤن - البتہ مین کبھی کبھی شام کو اپنے حرم سرا مین جانا پسند کرتا ہون کہ مجھے دیکھ کے سب خوش ہوتے ہین - مگر مین عدیم الفرصت ایسا ہون کہ گاہے ماہے وہان جانا ہو سکتا ہے -

مین اوپر بیان کر چکا ہون کہ میرے کہانے یا دوسرے ضروریات زندگی کے لئے کوئی وقت معین نہین ہے - عموماً مین علی الصباح پانچ یا چھہ بجے سوتا ہون اور دو بجے سہ پہر کو اوٹھہ بیٹھتا ہون جب تک مین سونے کے لئے پلنگ پر لیٹا رہتا ہون میری

نیند ہر گھنٹے مین اُچاٹ ہوتی ہے اور مین اپنے ملک کی حالت
اور تدابیر اصلاح و ترقی کو سوچتا رہتا ہون اوسکے بعد پھر سو جاتا ہون۔
سہ پہر کو دو اور تین کے درمیان بیدار ہوتا ہون۔ اوسوقت اوّل
ڈاکٹر اور طبیب باریاب ہوتے ہین۔ وہ مجھے دیکھتے ہین اگر
کسی دوا کی ضرورت ہوتی ہے تو دوا دیتے ہین۔ بعدازان خیاط
آتا ہے اور اپنے ساتھ یورپین وضع کے چند سادے کپڑے
لاتا ہے۔ مین اُن مین سے اوسدن کے لیے ایک جوڑا پسند
کر لیتا ہون۔ تب منہہ ہاتھہ دھو کر مین لباس پہنتا ہون اوسوقت
چار خانہ والا چار اور کچھہ مختصر کھانے کی چیزین لیکر حاضر ہوتا ہے
مگر اس عرصہ مین یعنی طبیبون کی باریابی کے وقت سے چار خوری
تک عرض بیگی معتمدین۔ ناظر (مہر بردار) اور دو ایک اور عہدہ دار
میری صورت تکتے رہتے ہین اور اپنے دل مین گویا یہ کہتے
ہین کہ کسی طرح جلد ختم کیجیے تا کہ ہم اپنا کام پیش کرین۔ مین اون لوگون

اس بات کا الزام نہین دیتا کیونکہ معتمدین کو اوسسروز کے کل کاغذات
اور کل خطوط پیش کرکے جواب لینا ہوتا ہے۔ اور ناظر کو کل سرکاری
احکامات پر جو گورنمنٹ سے کے روزانہ اخراجات کی بابت ہون مہر
کرنا پڑتا ہے اور محکمہ مخبری کی کل رپوٹین جو میرے سونے کے
وقت سے اسوقت تک آئی ہون پیش کرنا ہوتی ہین۔ عرض
بیگی کا یہ کام ہے کہ صدہا آدمیون کو پیش کرتا ہے جن کے
مقدمات یا مرافعہ میرے سامنے پیش ہین یا جو بعض خدمتون اور
کامون پر مقرر ہونے والے ہین۔ جون ہی مین چار سے فارغ
ہوتا ہون سب عہدہ دار اور میرے لڑکے۔ اور خانگی ملازم
اپنے مختلف کامون کے متعلق میرا حکم حاصل کرنے کے لئے
حاضر ہو جاتے ہین۔ مثل پیش خدمت ہاشی جن کی تعداد سیکڑون
تک ہے اور محکمہ مخبری کے لوگ ہاتھون مین خطا لئے ہوئے
آموجود ہوتے ہین۔ یہ خطوط کسی نہ کسی ستم رسیدہ کی عرضی ہوتی ہے

جو مجھ سے داد چاہتا ہے۔ اسطرح اتنے لوگون کا ہجوم مجھے گھیرے رہتا ہے جو اپنے کام کی طرف مجھے متوجہ کرنا چاہتے ہین اور مجھے اور زیادہ کام دیکر اپنی سرگرمی دکھاتے ہین۔ جتنا مین کام کرتا ہون اوس کا دسوان حصہ بھی کسیکو نہین کرنا ہوتا۔ مین پانچ یا چھہ بجے صبح تک برابر کام کرتا رہتا ہون اور پھر اوسی طرح سو رہتا ہون صرف چند منٹ کہانے مین صرف کرتا ہون۔ اوسوقت بھی میرے اہل دربار مجھ سے کچھ نہ کچھ پوچھتے رہتے ہین۔ اور حقیقت امر یہ ہے کہ مجھ کمبخت کو کسی وقت چین نصیب نہین۔

سنہ ۱۸۹۱ع سے جب مین نے اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کو اپنے بدلے دربار عام کرنے کا اختیار دیا ہے جو کام کہ مین خود کرتا ہون اور ہر روز دیکھتا ہون۔ وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) امور متعلق فارن آفس (۲) محکمہ مخبری

(۳) امور متعلق پولٹیکل (۴) خزانہ

(۵) مجرمین جو بغاوت مین یا اور جرایم مین ماخوذ ہون۔

(۶) گورنرون کی عدالت ہائے ماتحت اور حبیب اللہ کی صدر عدالت کے مرافعہ۔

(۷) کل قسم کا سامان جنگ تیار کرنے اور کارخانون کے لئے ضروری چیزین خریدنے کے متعلق احکام۔

(۸) نئی عدالتون کی تعمیر اور ملکی قانون مین ترمیم و اصلاح۔

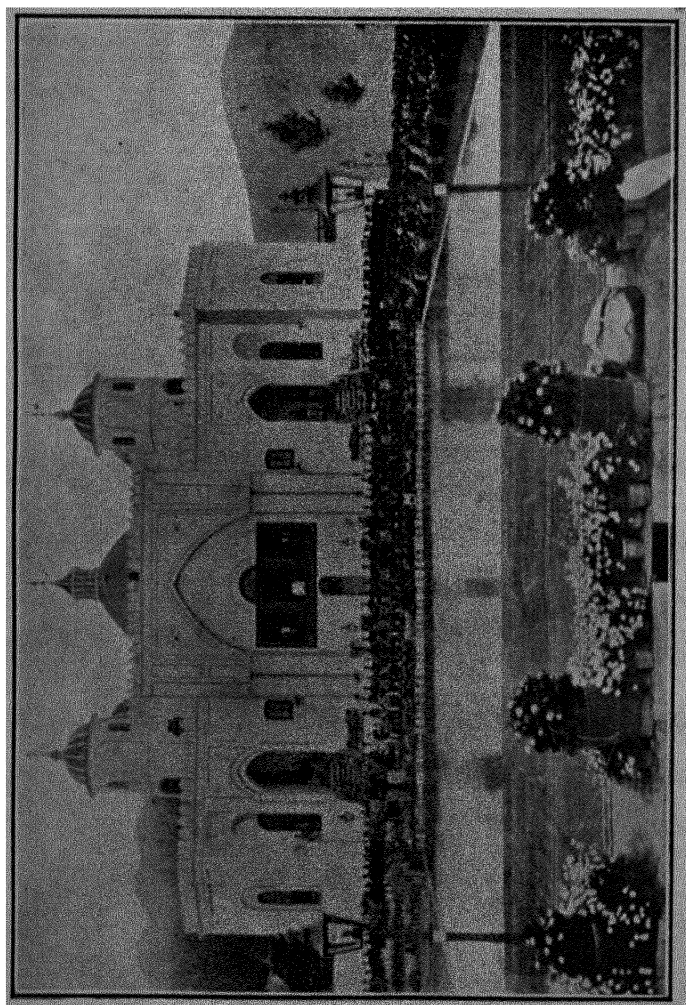
(۹) اپنے بیٹے اور عہدہ دارون کو ہدایتین کرنا۔

(۱۰) اپنے خانگی معاملات اور کل غیر ملک کے شاہزادون اور سردارون کے معاملات جو میرے یہان پناہ گزین ہین۔

(۱۱) حاکمون اور عہدہ دارون اور پیش خدمتون کے معاملات۔

اہل دربار۔ جو لوگ ہمیشہ میرے پاس بیداری کے وقت سے سونے تک حاضر رہتے ہین وہ حسب ذیل ہین۔

معتمدین۔ عرض بیگی۔ ناظر۔ سرگردہ محکمہ مخبری۔ داروغہ مطبخ شاہی



جو عرایض میرے ملاحظہ مین لاتا ہے ۔اس خدمت سے بڑھکر
کوئی معزز اور معتبر خدمت نہین ۔ جو شخص اب اس کام پر معین
ہے اوسکا نام صفدر خان ہے ۔ برٹش ایجنٹ کے خطوط بھی
اسی کے ذریعہ سے آتے ہین ۔ ایک حکیم ایک ڈاکٹر ایک
سرجن ایک دوا ساز ۔ باڈی گارڈ کے دو تین افسر جو علاوہ افسری
کے جب تک میرے دربار مین حاضر رہتے ہین ۔ جلاد کا کام
بھی کرتے ہین ۔ چند مکاندار چند پیش خدمت باشی (جو خاصہ
کہلاتے ہین) میوہ خانہ والا ۔ چار خانہ والا (جو امیر اور اہل دربار
کو چار تقسیم کرتا ہے) آب خاصہ والا ۔ سقا ۔ خانزاد ۔ سائیس ۔
خزانچی جیب خاص ۔ داروغہ سلاح خانہ وغیرہ ۔ قلیان بردار چند
فراش ۔ چند خیاط و خدمت گار ۔ ایک کتب خانہ کا مہتمم ۔ چند
دربان اور منجم ۔ عرض بگی ۔ چوبدار ۔ میر اخور ۔ علاوہ ان لوگون
کے حسب ذیل لوگ دربار کے قریب رہتے ہین اور جب

ضرورت ہو بلا لئے جاتے ہین شطرنج اور بگلیمن کھیلنے والے۔
چند مصاحب ایک داستان گو اور ایک کتاب خوان بعض
عہدہ دار جو دنکو اپنی رپوٹین پیش کرتے ہین۔ مین اُنہین
شام کو بھی جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو لیتے ہین بلا بھیجتا
ہون تاکہ میری صحبت مین شریک ہون۔ شب کو چند اور امرا
اور سردار جو کابل مین رہتے ہین۔ مجھہ سے ملنے آتے ہین۔ اگر
مین کام سے فارغ ہوتا ہون تو وہ لوگ جو میرا دل بھلانے یا
مجھہ سے ملنے کے لیئے بلائے گئے ہین ٹھہرے رہتے ہین
اور باقی سب چلے جاتے ہین۔

کئی ایک گویئے ہندوستانی ایرانی افغانی بھی نوکر ہین۔
شب کو حاضر ہوتے ہین اور اگر مین کام سے فارغ ہوا تو اندر
بلا لئے جاتے ہین اور گاتے بجاتے ہین۔ گو مین کبھی کام
سے بالکل فارغ نہین ہوتا تاہم میرے اہل دربار راگ کا حظ اُٹھاتے

ہین اور اشناء کارین اگر وقفہ ہوا تو مین بھی کچھ سُن لیتا ہون - ان لوگون کی نوکری محض شب کی ہے - تیسرے درجے کے کچھ اور خانگی ملازم ہین جو ہمیشہ میرے کمرے کے قریب حاضر رہتے ہین - یا اگر مین سفر مین ہوتا ہون تو میرے خیمہ کے قریب اور خیمون مین وہ بھی موجود رہتے ہین تاکہ جس وقت اون کی ضرورت ہو فی الفور حاضر ہو سکین - یہ لوگ حسب ذیل ہین -

گاڑیون کے کوچمین - حمال - باغبان - حجام اور اصلاح ساز خاکروب داروغہ گدام - نقشہ نویس - پیمایش کنندہ یا جریب کش - سیپرس[1] و مائنرس - طبیب معہ عملہ طبابت - انجنیر معہ عملہ - ہلکارے (پیدل و سوار دونون قسم کے) علاوہ صیغہ پوسٹ آفس اور میرے ذاتی مصاحبین بھی ہمراہ ہوتے ہین - مُلّا پیش امام پیش خدمتون کے مدرسے - بینڈ - ڈہل بردار - چیتر بردار -

نوٹ [1] - یہ وہی لفظ ہے جسکو انگریزی لوگ سفرمینا کہتے ہین - مترجم

نشانبردار وغیرہ۔

جب مین گھوڑے پر سوار ہوکر کسی طرف جاتا ہون تو یہہ سب لوگ میرے ہمراہ چلتے ہین اور باڈی گارڈ کا رسالہ اور پلٹن اور توپ خانہ بھی ساتھ ہوتا ہے۔ میرے درباریون کے اور پیش خدمت باشی وغیرہ کے گھوڑے طلائی و نقرئی سازون سے آراستہ ہوتے ہین۔ یہ سب جلوس جب روانہ ہوتا ہے تو بہت ہی خوشنما نظر آتا ہے اس جلوس کی ترتیب اسطرحپر ہوتی ہے (گو مجھے ایک مکان سے دوسرے مکان تک ہی کیون نہ جانا ہو۔) مین بیچ مین ہوتا ہون اور میرے گرداہل دربار اور خاص خاص ملازمین اور خدمتی وغیرہ ہوتے ہین۔ یہ لوگ ہر طرف سے حلقہ کئے رہتے ہین اور باری باری سے باتین کرتے جاتے ہین۔ بارکاسے معہ گھوڑون کے اور پھر اسی میرے گھوڑے کے ساتھ پیدل چلتے ہین یا پالکی مین ہوتے ہین۔ یہ اندرونی حلقہ

کی ترتیب ہے۔ بیرونی حلقہ مین دوسرے درجے کے ملازمین مثل خیاط۔ فراش۔ قلیان بردار۔ دواساز وغیرہ ہوتے ہین۔ تیسرے حلقہ مین میرے باڈی گارڈ کی پلٹن ہوتی ہے جو آگے اور پیچھے چلتی ہے۔ چوتھے حلقہ مین باڈی گارڈ کا رسالہ ہوتا ہے جو میرے سامنے اور عقب مین رہتا ہے۔ توپخانہ کی ترتیب سمت اور وقت اور موقع کے لحاظ سے کی جاتی ہے

گارڈ

میرے اور میرے لڑکون اور بی بیون کے باڈی گارڈ مین دو قسم کے لوگ ہین۔ اوّل شاہی خاندان کے جنکا رسالہ رسالہ شاہی قندہاری کہلاتا ہے جسمین قندہار کے درانی شہزادے ملازم ہین اسی طرح کی پلٹن بھی ہے۔ دوسرا باڈی گارڈ رسالہ شاہی کابلی ہے جس مین افغانستان کے امرازادے شامل ہین اور

اسی طرح کی ایک شاہی پلٹن بہی ہے - مین نے اس قندہاری
اور کابلی باڈی گارڈ کے علاوہ ایک اور تیسرا باڈی گارڈ بنایا ہے -
جسکے رسالہ اور پلٹن مین ترکمانی اُمرازادے ملازم ہین - باڈی گارڈ
کے رسالے اور پلٹن - اور توپ خانہ کے افسر افغانستان کے
خاص سردار ہین - جنپر مجہے کمال بھروسہ ہے یا میرے بہائیون
کے اور خاص رفقا کے فرزند ہین جو میرے والد کے بڑے
وفادار نوکر تہے یا میری اوایل عمر مین جنھون نے میرا ساتہ دیا -
میرے باڈی گارڈ کی کل سپاہیون کو اور سب افسرون کو بہ نسبت
دوسری فوج کے سپاہیون کے کسی قدر زیادہ ماہوار ملتی ہے
اس لئے کہ شاہی خاندان شاہی مکانات خزانہ اور میگزین اونکی
نگرانی مین ہے یہ سب فوج اور ایک چھوٹا سا توپ خانہ جسمین
میگزم - گارڈنز اور کوہی توپین ہین اور دو ایک اور سبک
توپخانہ ہمیشہ تیار رہتے ہین اور جس وقت مین کہین جانا چاہون

میرے ہمراہ چل سکتے ہین - مین خود مثل ایک سپاہی کے جنگ کے لیئے ہمیشہ اسطرح تیار رہتا ہون کہ اگر ضرورت پڑے تو فی الفور چل کھڑا ہون - میرے کوٹ اور پتلون کی جیبون مین ہمیشہ بھرے ہوے ریوالور (پستول) اور دو ایک روٹیان جو ایک دن کے لیئے کافی ہون رکھی رہتی ہین - یہہ روٹیان ہر روز بدلی جاتی ہین - کئی بندوقین اور تلوارین ہمیشہ میرے پلنگ یا کرسی کے قریب جہان مین بیٹھتا ہون رکھی رہتی ہین اور میرے آفس کے سامنے میرے لیئے اور تمام اہل دربار اور پیش خدمتون کے لیئے زین کسے ہوئے گھوڑے ہمیشہ تیار رہتے ہین - مین نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میرے گھوڑون کے زین مین جو سفر کے لیئے درکار ہون اشرفیان سی دیجائین اور زینون کے قبور مین طپنچہ رکھدیئے جائین ایسے جنگ جو ملک مین یہ ضروری سمجھتا ہون کہ بادشاہ کو خصوصًا ایسا بادشاہ

جو خود بھی سپاہی ہو ہمیشہ سپاہیون کی طرح میدان جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ گو اب میرے ملک مین بہ نسبت اور ملکون کے بہت امن ہے تاہم کوئی نہین کہہ سکتا کہ کسوقت کیا اتفاق پیش آ ے۔

جب مین سوتا ہون میرے کل مصاحبین بھی سو جاتے ہین مگر حسب ذیل اشخاص باری باری سے جاگتے رہتے ہین۔ گارڈ معہ افسر۔ چاؤ خانہ والا۔ آب خاصہ والا۔ دواساز۔ قلیان بردار۔ خدمتگار۔ درزی۔

میرے پیش خدمتون مین شاہزادہ امرزادہ اور عہدہ دارون کے لڑکے نوکر ہین۔ ان کے علاوہ میرے یہان غلام بھی ہین۔ جو کافری۔ شغنانی۔ چترالی۔ بدخشی ہزارا وغیرہ قبایل کے ہین۔ دراصل یہ غلام بہ نسبت اور ملازمین کے خاص میری نگرانی اور تعلیم مین رہتے ہین۔ اونکے یونیفارم نہایت قیمتی مثل

شاہزادونکے ہوتی ہین - سوار یکے لئے اونہین بہت عمدہ
گھوڑے دیئے جاتے ہین - اور کام کے لئے نوکر پیش خدمت
مقرر ہوتے ہین - کہانے کپڑے گھوڑے مکان اور نوکر ونکے علاوہ
اُنہین سرکار سے میوہ خوری کے لئے روپیہ ملتا ہے اور جب
وہ جوان ہوتے ہین تو حسب لیاقت اعلی سے اعلی خدمت
دیجاتی ہے - مثلاً ایک چترالی غلام فرامز خان جواب ہرات مین
تعینات ہے میرا نہایت معتبر کمانڈران چیف ہے، اور ایک چترالی
غلام محمد صفر خان ناظر میرے دربار کا نہایت معتبر عہدہ دار ہے
میری مُہر اوسی کے پاس رہتی ہے اور کل سرکاری کاغذات
اور میرے کہانے وغیرہ پر وہی مہر کرتا ہے - المختصر میری جان
اور میرے ملک کی حفاظت کا ذمہ دار ہے - پروانہ خان سابق ڈپٹی
کمانڈران چیف اور جان محمد خان سابق افسر خزانہ جو میرے
ملک مین اعلی درجہ کے عہدہ دار تھے دونون ابتدا مین میرے

غلام تھے۔

اگر سچ پوچھو تو لفظ غلام محض براے نام ہے اس لفظ کے
اصلی معنی میرے عہد مین افغانستان مین یہ ہین کہ ملک کے تمام
عہدہ دارون سے یہ غلام زیادہ معتبر اور معزز خیال کئے جاتے
ہین۔ جب وہ بڑے ہوتے ہین ہین اون کی شادیان اُمرا اور
معزز خاندانون کی لڑکیون کے ساتھ کردیا ہون اور اونہین مکان
فرنیچر اور کل مایحتاج معیشت جو شاہزادون کے پاس بھی نہ ہو دیتا
ہون۔ اون کی بی بیون کو علحدہ علحدہ خرچ ملتا ہے اور سرکار
سے پیش خدمت مقرر ہوتے ہین۔ مین نے اسطرح بیہودہ ظالمانہ
طریقۂ غلامی جو پہلے رائج تہا اپنی ملک سے اوٹھا دیا ہے۔ اب
صرف براے نام لفظ غلامی باقی رہگیا ہے ورنہ اگر دیکھا جاے
تو افغانستان مین ایک غلام بھی نہین۔ قانوناً غلام ہونے کی تجارت
ممنوع کردیگئی ہے اور مختلف خاندانون مین جو قدیم زمانہ سے

لونڈی غلام چلے آتے ہین - اونکے ساتھ بھی اب برابر والون
کا سلوک کیا جاتا ہے - غلامون کی اولاد خانہ زاد تو کہلاتی ہے
مگر اونکے ساتھ وہی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا جاتا ہے جو
خاندان کے اور بچون کے ساتھ ہے - اگر کوئی غلام مار ڈالے
جیسا کہ اگلے زمانہ مین دستور تہا تو اوسے سزاے موت دیجاتی
ہے - اگر کسی غلام کے ساتھ برا سلوک کیا جاوے اور ظلم ثابت
ہو جائے تو میرے حکم سے وہ غلام ازادی پاتا ہے اس لئے
کہ خدا نے تمام انسان ایک مان باپ سے خلق کئے ہین لہذا
سب کے حقوق مساوی ہین - کوئی وجہ نہین کہ ایک ظالم ہو اور
دوسرا اوس کے ظلم کا شکار بنے -

افغانستان مین یہ غلام مرد اور عورت دونون عموماً اون قیدیون
کے بچے ہین جو لڑائی مین گرفتار ہو کر آے یا جنکے والدین لڑائی
مین مارے گئے اور اونکا کوئی پرسان حال نہ رہا - اُمرا کے گھرون مین

اور دولت مند خاندانون مین ان بچون سے ساتھ وہی سلوک ہوتا ہے جو خود اوسنکے بچون سے ساتھ ہوتا ہے اور مثل شاہی پیش خدمتون کے جب وہ بڑے ہوتے ہین تو دھوم سے شادی کردیجاتی ہے اور اپنے آقاؤن کی سفارش سے بہ نسبت غریبون کے اونہین معقول خدمت ملجاتی ہے۔ اور تعلیم یافتہ امیرزادون کی صحبت سے اونکے عادات و اطوار مہذب ہوجاتے ہین اور اپنی لیاقت کے بموجب وہ اعلی درجہ کی ترقی کرسکتے ہین ۱۸۹۶ء مین جب مین نے ملک کافرستان فتح کیا میں نے حکم دیا کہ کوئی قیدی غلام بناکر نہ بیچا جاوے اور کوئی شخص کسی کافرعورت کے ساتھ اوس کی مرضی کے خلاف شادی نکرسکے۔ مین نے اوس کی عوض مین اون لوگون کو جنہون نے کافرون کو گرفتار کیا تھا اور اونھین ایک غنیمت سمجھتے تھے اور ان کی تصرف کا اختیار رکھتے تھے روپیہ دیکر قیدیونکو رہا کروایا اور ازاد کیا۔

اکل و شرب

میرا یہ عقیدہ ہے کہ ہم بقائے حیات کے لئے کہاتے ہین مگر بہت سے مشرقی حکمرانون کا اُسکے خلاف عمل ہے اور اون کا یہ خیال ہے کہ وہ محض کہانے پینے کے لئے خلق ہوئے ہین۔ مین نے شرابخواری کی سخت ممانعت کی ہے جو کوئی پئیگا اوسے سخت سزا دیجائے گی۔ مین خود شراب نہین پیتا اور نہ کسی مسلمان اہل دربار پیش خدمت اور مصاحبین کو شراب پینے کی اجازت ہے۔ البتہ بیماری کی حالت مین اگر ڈاکٹر تجویز کرے تو مضایقہ نہین ہے۔ میرے کل خانگی ملازمین کو جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے شاہی باورچی خانہ سے پکاپکایا کہانا ملتا ہے۔ میری بی بیان اور پوتے اور کل اونکے ملازمین شاہی باورچی خانہ سے کہانا منگاتے ہین۔ ہفتہ مین ایکدفعہ میرا بیٹا حبیب اللہ خان دربار عام کرتا ہے جس مین کل

عہدہ دار اہل قلم و اہل سیف حاضر ہوتے ہین اور اوسکے ساتھ
سلام خانہ مین کہانا کہاتے ہین۔ (سلام خانہ ایک وسیع عمارت ہے
جسکے ایک بڑے دالان مین پندرہ سو آدمی بیٹھ سکتے ہین۔) -
سنہ ۱۸۹۱ء تک مین خود اسی طرح دربار کیا کرتا تھا۔

کہانے کے اخراجات شاہی باورچی خانہ کو خزانہ عامرہ سے
دیئے جاتے ہین اور افغانستان کی کل اضلاع مین یہ طریقہ رائج
ہے۔ کل اضلاع کے گورنر جو میرے امین ہین۔ تمام سول و فوجی
عہدہ دارون کو اور اون سردارون کو جو سرکاری وثیقہ یاب ہین۔
دعوت دیتے ہین۔ یہ مہمانداری کا طریقہ ہمیشہ سے افغانستان
مین چلا آیا ہے اور گو اس مین خرچ زیادہ ہوتا ہے مگر اسے ہمیشہ
قایم رکہنا چاہیئے۔

جو کہانے میرے لیئے یا میرے عہدہ دارون اور خاندان
کے لوگون کے لیئے پکتے ہین۔ وہ حسب ذیل ہین۔ پلاؤ۔

کباب پلاؤ ان مختلف اُذبکی - و تر کمانی کہانے - ہندی کہانے
اور کل اقسام کے یورپین کہانے ان مین سے جس کو جو چیز
مرغوب ہو منگا لیتا ہے - مختلف قومون کے لوگ میرے ملازم
ہین - اس لئیے یہ انتظام کیا گیا ہے - کہانے کے اوقات
یہ ہین کہ اول علاالصباح حاضری ہوتی ہے - جس مین چاء میوہ
بسکٹ - کیک - گندم بریان - اور مسکہ ہوتا ہے پہر سہ پہر کو دد
اور تین کے درمیان (لنچ) ہوتا ہے اور پہر سر شام چاء - اور میوہ
آتا ہے شب کو دس اور بارہ کے درمیان (ڈنر) کہانا ہوتا ہے
گو مین خود دن مین صرف ایک دفعہ کہاتا ہون اور کسی وقت
ناشتہ بھی کر لیتا ہون مگر میرے اہل دربار اور ملازمین اور میرے
لڑکے اون کی بی بیان اور نوکر چاکر سب دو دفعہ کہانا کہاتے
ہین - اور بیچ مین ناشتہ کرتے ہین -

جن عہدہ دارون اور نوکرون کو میرے سامنے یا میری

بی بیون کے اور لڑکون اور لڑکیون کے سامنے میز پر بیٹھنے
کی اور ساتھہ کہانے کی اجازت ہے وہ بیٹھتے ہین اور کھاتے
ہین۔ باقی اور لوگ اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے دوسرے
کمرون مین بیٹھکر کھاتے ہین بعض کیلئے کہانا میوہ چاہ اونکے
گھرون پر بہیجی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے گھرون مین کھاتے
ہین۔ جو کچھ کھانا بچ رہتا ہے وہ فراشون مین اور خدمتگارون
مین تقسیم ہو جاتا ہے۔

کھانا کہانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑا سا میز جسپر کل مہمان
بیٹھہ سکین لگایا جاتا ہے اور اوسپر دسترخوان بچھاکر قابین چن
دیجاتی ہین۔ بعد ازان پیش خدمت ہاتھہ دہلانے کیلئے گرم
پانی لاتے ہین اور سب لوگ ہاتھ دہوکر میز کے گرد بیٹھتے ہین
اوسوقت میز کے نوکر وہان حاضر رہتے ہین۔ جب کھانا ختم
ہوتا ہے تو پیش خدمت ہاتھ دہلانے کے لئے پھر گرم پانی

لاتے ہین۔ جب سب مہمان ہاتھ دہو چکتے ہین۔ تو میوے لائے جاتے ہین۔ مہمانونکو ہاتھہ دہونے کے لیئے کمرہ سے باہر جانیکی زحمت نہین ہوتی۔

جن کمرون مین مین بیٹھتا ہون وہان اور میرے خوابگاہ کے کمرے مین اور میری بی بیونکے لڑکونکے اور لڑکیونکے کمرونمین طرح طرح کے خوشنما پھول درخت۔ تصویرین پیانون اور ہر طرح طرح کے باجے رکھے رہتے ہین۔ اسکے علاوہ عمدہ عمدہ چینی گلدان اور ہر طرحکی آرایش کا سامان۔ ایرانی اور ہراتی قالین۔ بلبل ہزار داستان اور مرغان خوش الحان کے پنجرے رکھے ہوتے ہین۔ سب خوبصورت اور قیمتی فرنیچر ہے۔ غرضکہ ہر ایک چیز جو میرے ہم جلیسون کی خوشی کا باعث ہوسکتی ہے میرے ایوانات مین موجود ہے۔ اگر کہانے کے وقت کوئی انگلی یا یورپین موجود ہوتا ہے تو اوسے مدعو کرتے ہین۔ اگر وہ مسلمان ہے تو ہمارے

بی بیون کے اور لڑکون اور لڑکیون کے سامنے میز پر بیٹھنے
کی اور ساتھ کہانے کی اجازت ہے وہ بیٹھتے ہین اور کھاتے
ہین۔ باقی اور لوگ اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے دوسرے
کمرون مین بیٹھکر کھاتے ہین بعض کیلئے کہانا میوہ چاہ اونکے
گھرون پر بہیجی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے گھرون مین کھاتے
ہین۔ جو کچھ کھانا بچ رہتا ہے وہ فراشون مین اور خدمتگارون
مین تقسیم ہو جاتا ہے۔

کھانا کہانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑا سا میز جسپر کل مہمان
بیٹھہ سکین لگایا جاتا ہے اور اوسپر دسترخوان بچھا کر قابین چُن
دیجاتی ہین۔ بعد ازان پیش خدمت ہاتھہ دُہلانے کیلئے گرم
پانی لاتے ہین اور سب لوگ ہاتھ دہوکر میز کے گرد بیٹھتے ہین
اوسوقت میز کے نوکر وہان حاضر رہتے ہین۔ جب کھانا ختم
ہوتا ہے تو پیش خدمت ہاتھ دُہلانے کے لئے پھر گرم پانی

لاتے ہین۔ جب سب مہمان ہاتھ دہو چکتے ہین۔ تو میوے لائے
جاتے ہین۔ مہمانونکو ہاتھ دہونے کے لیئے کمرہ سے باہر جانیکی
زحمت نہین ہوتی۔

جن کمرون مین مین بیٹھتا ہون وہان اور میرے خوابگاہ کے
کمرے مین اور میری بی بی کے لڑکونکے اور لڑکیونکے کمرون مین طرح طرح کے
خوشنما پھول درخت۔ تصویرین۔ پیانون اور ہر طرح طرح کے باجے
رکھے رہتے ہین۔ اسکے علاوہ عمدہ عمدہ چینی گلدان اور ہر طرح کی
آرایش کا سامان۔ ایرانی اور ہراتی قالین۔ بلبل ہزار داستان
اور مرغان خوش الحان کے پنجرے رکھے ہوتے ہین۔ سب
خوبصورت اور قیمتی فرنیچر ہے۔ غرضکہ ہر ایک چیز جو میرے ہم
جلیسون کی خوشی کا باعث ہوسکتی ہے میرے ایوانات مین
موجود ہے۔ اگر کھانے کے وقت کوئی انگلش یا یورپین موجود ہوتا
ہے تو اوسے مدعو کرتے ہین۔ اگر وہ مسلمان ہے تو ہمارے

ساتھہ کھانا کھاتا ہے ورنہ کسی دوسرے کمرہ مین یا علیحدہ میز پر
کھانا دیا جاتا ہے۔ مین نے اکثر یورپین کو یہ کہتے ہوئے سُنا
ہے کہ میرے یہان کا کہانا بہ نسبت یورپین کہانون کے
بہت مزے دار ہوتا ہے۔ اون کے دل کا حال خدا جانے اگر
یہ بات محض میرے خوش کرنے کے لئے نہین کہتے ہین تو مین
بہت محظوظ ہون۔ عجب نہین کہ وہ سچ کہتے ہین۔ اس لئے کہ
مینے بارہا دیکھا ہے کہ وہ یورپین کہانون کے مقابلہ مین میرے
یہان کا افغانی کھانا زیادہ کھاتے ہین۔ اگر او نخین پسند
نہ ہوتا تو محض میرے خوش کرنے کے لئے اتنا زیادہ نہ کھاتے
میری بی بیون اور لڑکیون اور لڑکون بہوؤن اور پوتون اور
اونکے ملازمین کو علاوہ کہانے کپڑے گھوڑے اور مکانات
کے اونکے درجہ اور ضرورت کے موافق سرکار سے ماہانہ نقد ماہوار
ملتی ہے۔ میرے دونون بڑے لڑکے حبیب اللہ اور نصر اللہ

ہر ایک بیس ہزار روپیہ ماہانہ پاتے ہین اور اون کی بی بیون اور نوکرون کی علیحدہ تنخواہین ہین - میری بی بیان (جن مین دو میر حکیم خان اور میر جہاندار شاہ کی لڑکیان ہین - اور آخر الذکر حبیب اللہ اور نصر اللہ کی والدہ ہے) محمد عمر جان کی - امین اللہ جان کی والدہ - غلام علی کی والدہ - حفیظ اللہ و اسد اللہ مرحوم کی والدہ اور میری لڑکی فاطمہ جان کی والدہ ان سب کے لئے علیحدہ علیحدہ تنخواہین تین ہزار سے لیکر آٹھ ہزار روپیہ تک مقرر ہین - اونکے لباس مکانات کہانے وغیرہ کا خرچ تنخواہ سے نہین وضع ہوتا ہے - اونکے لباس بکثرت اور مختلف وضع کے ہوتے ہین بعض یورپین اور بعض مشرقی وضع کے - میرے چھوٹے لڑکون اور پوتیون کو بھی علاوہ کہانے اور کپڑے وغیرہ کے ماہانہ مقرر ہے - بڑی بڑی عیدون مین جیسے شب برات اور نوروز ہے میری بی بیون کو اور بچون کو لباس اور نقد اور زیورات

ساتھہ کھانا کھاتا ہے ورنہ کسی دوسرے کمرہ مین یا علیحدہ میز پر کھانا دیا جاتا ہے۔ مین نے اکثر یورپین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے یہان کا کہانا بہ نسبت یورپین کہانون کے بہت مزے دار ہوتا ہے۔ اون کے دل کا حال خدا جانے اگر یہ بات محض میرے خوش کرنے کے لئے نہین کہتے ہین تو مین بہت محظوظ ہون۔ عجب نہین کہ وہ سچ کہتے ہین۔ اس لئے کہ مینے بار ہا دیکھا ہے کہ وہ یورپین کہانون کے مقابلہ مین میرے یہان کا افغانی کھانا زیادہ کھاتے ہین۔ اگر اونھین پسند نہ ہوتا تو محض میرے خوش کرنے کے لئے اتنا زیادہ نہ کھاتے

میری بی بیون اور لڑکیون اور لڑکون بھوؤن اور پوتون اور اونکے ملازمین کو علاوہ کہانے کپڑے گھوڑے اور مکانات کے اونکے درجہ اور ضرورت کے موافق سرکار سے ماہانہ نقد ماہوا ملتی ہے۔ میرے دونون بڑے لڑکے حبیب اللہ اور نصر اللہ

ہر ایک بتیس ہزار روپیہ ماہانہ پاتے ہین اور اون کی بی بیون اور نوکرون کی علیحدہ تنخواہین ہین - میری بی بیان (جن مین دو میر حکیم خان اور میر جہاندار شاہ کی لڑکیان ہین - اور آخر الذکر حبیب اللہ اور نصر اللہ کی والدہ ہے) محمد عمر جان کی - امین اللہ جان کی والدہ - غلام علی کی والدہ - حفیظ اللہ و اسد اللہ مرحوم کی والدہ اور میری لڑکی فاطمہ جان کی والدہ ان سب کے لئے علیحدہ علیحدہ تنخواہین تین ہزار سے لیکر آٹھ ہزار روپیہ تک مقرر ہین - اونکے لباس مکانات کہانے وغیرہ کا خرچ تنخواہ سے نہین وضع ہوتا ہے - اونکے لباس بکثرت اور مختلف وضع کے ہوتے ہین بعض یورپین اور بعض مشرقی وضع کے - میرے چھوٹے لڑکون اور پوتون کو بھی علاوہ کہانے اور کپڑے وغیرہ کے ماہانہ مقرر ہے - بڑی بڑی عیدون مین جیسے شب برات اور نوروز سے میری بی بیون کو اور بچون کو لباس اور نقد اور زیورات

تحفے مین دیے جاتے ہین۔ جیساکہ کرسمس مین تحفے دینے کا
رواج یورپین مین ہے۔

ان عیدونمین مین اہل دربار و عہدہ دار اور نوکرون کے کل
بچونکو بھی تحفے دیتا ہون۔ میرے لڑکے جو تمام دن محنت سے
کام کرتے ہین ہمیشہ رات اپنی حرم سرا مین اپنی بی بیون اور بچون
کے ساتھہ گذارتے ہین۔ ابتدًا مین اپنی حرم سرا مین ہفتہ مین
دو دفعہ جایا کرتا تھا۔ مگر جب کام بڑھا اور فرصت گھٹی میرا جانا
مہینے مین دو ایک دفعہ ہوا کیا لیکن اب مین ایسا مشغول ہون کہ
سال مین دو تین دفعہ اپنی بیبیون اور بچون سے ملنے جاتا ہون
شب و روز مین اونہین کمرون مین رہتا ہون جہان کام کرتا ہون۔
البتہ میری بی بیان سال مین دس بارہ دفعہ دو چار گھڑی کیلئے
مجھہ سے ملجاتی ہین۔

خدا نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اوسکے مخلوق کی

حفاظت کرون جو میرے سپرد ہوئی ہے نہ اس لیئے کہ اپنا وقت
عیش و عشرت مین گذارون - میری سب سے بڑی خوشی یہی
ہے کہ اوس کی راہ مین ہمیشہ مصروف بکار رہون -

میرے دونون لڑکے حبیب اللہ خان اور نصر اللہ ہر روز
دو دفعہ یا کم از کم ایک دفع مجھ سے ملنے آتے ہین اور اپنے
روزانہ کام کے متعلق مجھ سے مشورہ لیتے ہین - میرے چھوٹے
بیٹے اور پوتے چند منٹ کے لیئے ہفتہ مین دو دفع میرے
پاس آتے ہین - چونکہ مین ہمیشہ مشغول رہتا ہون وہ میرے
پاس بیٹھتے ہین یا تھوڑی دیر کھیلتے رہتے ہین - یا بعض وقت
آپسمین کشتی لڑتے ہین - یا کبھی میرے ساتھ کشتی لڑتے ہین -
بعد ازان وہ اپنے اپنے گھرون کو واپس بھیجدیئے جاتے ہین -

میرے لڑکون اور پوتون کی پرورش اسطرحپر ہوتی ہے
کہ روز ولادت سے اونکو دودھ پلانے کے لیئے انائین مقرر

لیجاتی ہین۔ جو انہین دن مین دو ایک دفع اون کی ماؤن نکے
پاس لیجاتی ہین۔ اور کبھی کبھی اونکو میرے پاس بھی لاتی ہین۔
ایک سال کے بعد اونکے لیئے ملّا۔ معلم۔ اتالیق۔ خدمتگار۔ اور
باڈی گارڈ مقرر ہوتے ہین۔ اور اونکے رہنے کے لیئے علحدہ
مکان اور باغ دیئے جاتے ہین۔ یہ مکان ہمیشہ میرے اور
اون کی ماؤن کے مکانسے دور ہوا کرتے ہین۔ تاکہ لڑکے ہمیشہ
اپنے معلم اور اتالیق کی نگرانی مین رہین۔ اتالیق ہمیشہ قدیم تجربہ
کار پنشن یافتہ سرکاری ملازمین مین سے انتخاب کیئے جاتے ہین
اور لڑکے بجائے اسکے کہ اپنی ماؤن کے چاہ پیار مین رہ کر
بیوقوف اور خراب ہون اچھی طرح تربیت پاتے ہین اور جب
بڑے ہوتے ہین تو نیک چلن تعلیم یافتہ شریفون کے سے
بچے ہوتے ہین۔ مین خود ہمیشہ اون کی نگرانی کرتا ہون اور اونکی
تعلیم و تربیت پر نہایت توجہ رکھتا ہون اور اونکے عادات و

اطوار اور تعلیم کو ایک ممتحن کی نظر سے دیکھتا ہون۔

جب وہ بالغ ہوتے ہین اون کی شادی کردی جاتی ہے تب وہ اپنے گہر کے آپ مالک بنتے ہین اور دن ہین کسی وقت جب کام سے فرصت ہوئی سمجھے اور اپنی ماؤن کو دیکھ جاتے ہین۔ اون کو یہ بہی تنبیہہ ہے کہ اپنے بزرگ عزیزون کے وہان جایا کرین اور اون کا خیال رکہین کہ کسی چیز کی اونہین ضرورت تو نہین ہے اونکو ہدایت ہے کہ ہمیشہ پڑہنے کی عادت ہوا خوری اور ورزش کی عادت اور شکار کی عادت جاری رکہین تاکہ کاہل نہ ہو جائین یا بیمار نہ پڑین۔

میری بی بیون کو ہوا خوری کے لئے گھوڑے یا گاڑی پر جانے کی اجازت ہے اون کے مکانات اور باغ بہت عمدہ ہین اور شہر کے باہر واقع ہین۔ جب وہ اور میری بہوئین گھوڑی یا گاڑی پر کہین جاتی ہین تو اونکے باڈی گارڈ کا اسکارٹ

ہمراہ ہوتا ہے ۔

میری بی بیونکو بجز امور خانہ داری کے اور کوئی کام نہین ہے
مگر میرے لڑکے مثل میرے اپنے ملک کے خدمت کرتے
ہین ۔ بالفعل جو کام میرے لڑکون کے سپرد ہین وہ حسب ذیل ہین
میرے بڑے لڑکے **حبیب اللہ خان** کو وہی کام کرنا ہوتا ہے
جو مجھے یا کسی اور امیر افغانستان کو کرنا ہوتا تھا سواے چند جدید
دفاتر کے جیسے فارن آفس جو مین نے خاص اپنے متعلق رکھا
ہے ۔ حبیب اللہ کا روزانہ کام یہ ہے کہ وہ دس بجے صبح سے
دربار کرتا ہے اور چار یا پانچ بجے تک دربار برخاست ہوتا ہے
روز شنبہ اور پنجشنبہ کو معتمدین دربار تمام عرضیان اور خطوط جو بذریعہ
پوسٹ یا سوار ہرات ۔ قندہار ۔ بلخ ۔ غزنی جلال آباد ۔ ہندوستان
یا میرے ملک کے اور مقامات سے آئے ہون اوس کے ملاحظہ
مین پیش کرتے ہین ۔ مختلف محکمون کے روزانہ اخراجات کے

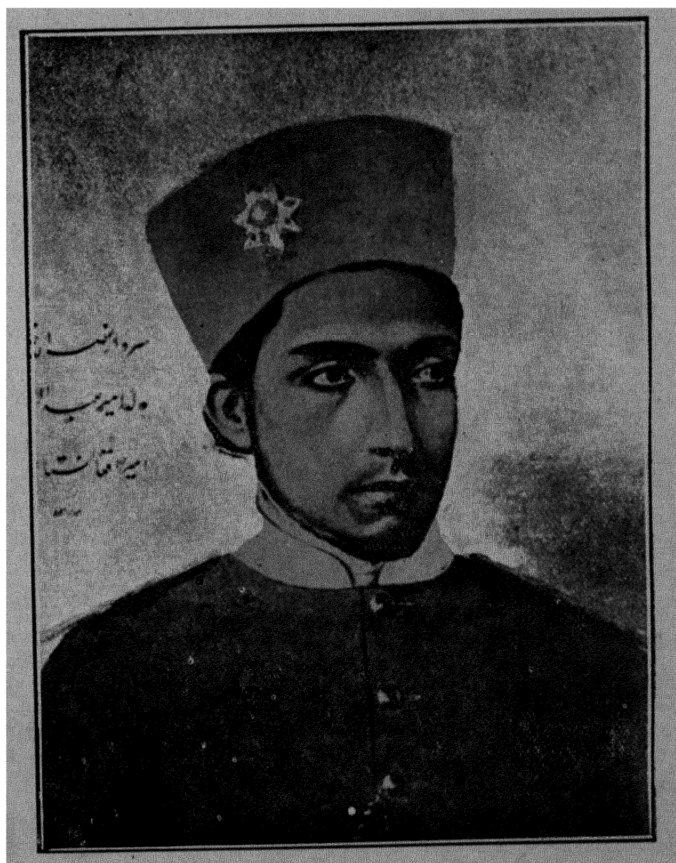
متعلق خزانہ پر احکامات جاری ہوتے ہین۔ فوجی گورنرون اور سول افسرون اور کارخانون اور میگزین اور تعمیرات عامہ و دفتر مالگذاری وغیرہ کی رپوٹین تیار ہوتی ہین اور عہدہ داران متعلقہ کے حوالہ کیجاتی ہین۔ وہ لوگ کاغذات اور جوابات خطوط وغیرہ پر اوس کی مہر اور دستخط لیتے ہین اور بذریعہ پوسٹ اون کو روانہ کرتے ہین۔ اسکے بعد اور جو کچھ کام پیش ہوتا ہے اوسے انجام دیتا ہے تا اینکہ اوس کے آرام کا وقت آجاتا ہے البتہ سواری اور ہوا خوری کے لئے وہ کچھ وقت بچاتا ہے قبل سونے کے چند منٹ کے لئے وہ میرے دربار مین بھی حاضر ہوتا ہے اور اگر ضرورت ہوے تو صبح کو بھی میرے پاس آتا ہے۔ شنبہ کو وہ فوجی دربار کرتا ہے اور کل فوجی افسر اوس کے ساتھ کھانا کھاتے ہین۔ وہ فوج کے لئے نئے جوان بھرتی کرتا ہے۔ کل فوجی امور کا انتظام کرتا ہے اور فوجی جرایم یا فوجی مناقشات وغیرہ کا فیصلہ

کرتا ہے چہارشنبہ کو اہل قلم کا دربار ہوتا ہے جہان سول عہدہ دار
جو کابل مین موجود ہون حاضر ہوتے ہین اور سول مقدمات کا فیصلہ
کرتا ہے۔ جو اوسکے سامنے پیش ہوتے ہین۔ ہفتہ کو ملزمین کی
تحقیقات کرتا ہے جو قابل سزا ہوتے ہین وہ قید کیے جاتے ہین
اور جو بےگناہ ثابت ہوتے ہین۔ اونھین بری کرتا ہے مقدمات
فوجداری جو کوتوالی اور دوسرے ذریعون سے پیش ہوتے
ہین اون کی تحقیقات کرتا ہے اور مرافعہ وغیرہ سنتا ہے۔ اتوار
کو وہ کل کارخانون۔ صنعت وحرفت کے مدرسون اور ہر قسم کے
میگزینون کا معائنہ کرتا ہے جو کابل مین موجود ہین اور کاریگرون کی
درخواستون کو سنتا ہے اور اونھین اوسکے حسب لیاقت
ترقی و وظیفہ و رخصت وغیرہ دیتا ہے۔ جمعہ اوس کے لئے
یوم الراحت ہے او سروز وہ میرے پاس رہتا ہے یا شکار کو جاتا
ہے وہ برابر نماز جمعہ مین بھی شریک ہوتا ہے اور اپنی والداؤن

اور عزیزون کی ملاقات کو جاتا ہے۔

میرے ملک کی کل عدالتون مین طریقہ تحقیقات مقدمات بہت آسان ہے۔ ہر شخص مجھ سے اور میرے گورنمنٹ کے بڑے عہدہ دارون سے ملسکتا ہے اور بلا وساطت وسفارش اپنا مقدمہ بیان کرسکتا ہے۔ مقدمہ کی شہادت اور ثبوت کے بموجب مین اور میرا لڑکا فوراً فیصلہ کردیتا ہے۔ اگر کوئی شخص پبلک مین اپنا مقدمہ بیان کرنا نہین چاہتا تو اوسے اختیار ہے ساری کیفیت لکھکر پیش کرے اس طریقہ سے لوگون کی طولانی عرضیان پڑھنے مین وقت بہت ضایع ہوتا تہا اس لئے کہ لوگ زبان ہلانے مین بڑے کاہل ہین۔ مگر جب لکھنے پر آتے ہین تو فضول ورق کے ورق سیاہ کرڈالتے ہین۔ اس لئے مین نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ عدالتی عہدہ دارون کے سوا ہر شخص جو تحریری استغاثہ پیش کرنا چاہے تین روپیہ کا اسٹامپ خریدے اور اوسپر عرضی لکھے

اس سے وہ فضول تکلیف جو طولانی عرایض کے پڑھنے مین ہوتی تھی رفع ہوگئی۔ معتمدین عدالت ان عرضیون اور خطوں کے خلاصہ پیش کرتے ہین جو مستغیث میرے لڑکے کے روبرو استغاثہ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہین۔ ایک چوبی کٹہرہ کے پیچھے کھڑے رہتے ہین اور باری باری ایک ایک شخص بڑہکر استغاثہ پیش کرتا ہے۔ اس کام کے لئے عرضبیگی معین ہین جو اونہین باری باری پیش کرتے ہین۔ اگر کوئی ضعیف عورت یا ضعیف مرد یا اور کوئی شخص جو بوجہ ضعف کے یا اور کسی وجہ سے اپنا معاملہ اچھی طرح سے نہ بیان کرسکے تو عرض بیگی مدعیوں کے سامنے باواز بلند کل حال اوس سے عرض کرتے ہین جسپر وہ تحقیقات کرکے آخری فیصلہ کرتا ہے۔ میری عدالتون مین امیر وغریب کے لئے کوئی امتیاز نہین رکھا گیا ہے۔ اگر ایک فقیر اور ایک شاہزادہ دونون ایک دوسرے کے شاکی ہون



تو دونون برابر خیال کئے جاتے ہین۔ اور دوران تحقیقات
مین میرے یا میرے بیٹے کے سامنے دونون برابر کھڑے
ہوتے ہین۔ اب افغانستان مین وہ قدیم زمانہ کا لغو طریقہ باقی نہین
ہے۔ جب بااختیار لوگ اپنے دوستون کی سفارش سے
غریب اور کمزور کے مقابلہ مین خاص رعایتین حاصل کرلیتے تھے
بعض پیچیدہ اور طولانی مقدمات جن کے لئے بہت کچھ شہادتون
کی اور ثبوت کی ضرورت پڑتی ہے۔ میرا بیٹا حبیب اللہ خان
اوّل ابتدائی تحقیقات کے لئے عدالت امور مذہبی یا عدالت
فوجداری یا عدالت مالگذاری و تجارت مین جہان سے اوس
مقدمہ کا تعلق ہو بھیجدیتا ہے۔ اسکے بعد وہ مقدمہ آخری فیصلہ
کے لئے مختصر ہو کر میرے سامنے پیش ہوتا ہے۔ حبیب اللہ
کا چھوٹا بھائی نصر اللہ صدر محاسب اور دفتر حساب فہمی کا افسر اعلیٰ
ہے حسابی مقدمات مین جب فریقین کے حسابات محاسبین

کے فیصلہ کے مطابق اچھی طرح پر طے ہو جاتے ہین تو ثالثی
کی طرف سے اوپر مہر ہوتی ہے بعد ازان نصر اللہ کی منظوری
حاصل کی جاتی ہے اور اوس دست آویز پر نصر اللہ کی مُہر اور
دستخط ہوتے ہین اور نزاع کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی مقدمہ
مین فریقین محاسبین کے فیصلہ کو جو حسابات کے متعلق ہوا ہو منظور
نکرین۔ تو ثالثی۔ نصر اللہ کے سامنے اوس مقدمہ کی مکرر جانچ
کرکے آخری فیصلہ کرتی ہے۔ جو مقدمات نصر اللہ کے اختیار
سے باہر ہوتے ہین وہ حبیب اللہ کے پاس یا میرے پاس
بھیجدیے جاتے ہین۔ میرے دوسرے بیٹے ابھی اتنے
بڑے نہین ہین کہ کسی خدمت پر مقرر کیے جائین۔

سنہ ۱۸۹۱ء سے حبیب اللہ کو کل امور مملکت جو اوپر بیان ہوے
سپرد کیے گئے۔ جبسے میرے لئے کوئی خاص دن کسی خاص
کام کا معین نہین رہا لیکن جس وقت سے مین بیدار رہوتا ہون اور

جب تک سونے کو لیٹتا ہون جو کچھ کام میرے سامنے پیش ہوتا ہے اوسے نہایت شوق سے اوسی وقت کر دیتا ہون۔

اہل دربار کے لیے ایک امام مقرر ہے جو دن مین پانچ دفعہ نماز پڑہاتا ہے اور تمام ملک مین محتسب مقرر ہین جو لوگون کو مسجد مین آنے اور نماز پنجگانہ پڑہنے کی ہدایت اور ماہ صیام مین روزہ رکھنے کی تاکید کرتے ہین۔ اسپر بھی اگر لوگ انحراف کرتے ہین تو اوںھین درّے لگائے جاتے ہین۔ اسلیئے کہ جو قوم اپنی مذہب کی پابند نہ ہو اوس کے اخلاق بگڑ جاتے ہین اور تباہ وبرباد ہو جاتی ہے کیونکہ بداطواری کی وجہ سے لوگ اس دنیا مین بھی خوش نہین رہتے اور عقبیٰ مین بھی ذلیل ہوتے ہین۔ میرے ملک مین دوسرے مذاہب کے جو لوگ ہین اوںھین میرے ہم مذہب لوگون سے بھی زیادہ آزادی حاصل ہے اور اونکے ساتھہ کوئی متعصبانہ سلوک نہین کیا جاتا۔ اونہین میری گورنمنٹ

مین اعلےٰ سے اعلیٰ عہدہ ملتے ہین جو چیز انگلستان مین بالکل خلاف قانون سمجھی گئی ہے یعنی وہان جو لوگ اسٹیبلشڈ چرچ انگلستان کے پیرو نہین ہین۔ وہ بعض خدمتون سے محروم کیے جاتے ہین۔ میرے یہان ایسا نہین ہے مین ایک سُنّی ہون مگر میرے ملک مین بعض اعلیٰ سے اعلیٰ خدمتون پر شیعی اور ہنود ممتاز ہین۔

ہر شخص اپنا استغاثہ میرے سامنے اسطرح پیش کرسکتا ہے کہ وہ دردولت پر حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ مجھہ سے ملنا چاہتا ہے مین اوسے فوراً اندر بلا لیتا ہون تاکہ جو کچھ کہنا ہے مجھسے کہے یا اپنی کل کیفیت لکھہ کر ناظر یا اوس کے مددگار یا میرے معتمدین مین سے کیسکو دیدے یا اگر چاہے تو ڈاک مین ڈالدے مگر اس صورت مین اوسے لفافہ پر یہ لکھنا چاہیئے کہ سوا امیر کے اور کوئی اوسے نہ کھولے۔ ایسے کل خطوط مین اپنے ہاتھہ

سے کہولتا ہون اور اگر ضرورت ہوئی تو جواب بھی اپنے ہاتھ
ہی سے لکھتا ہون - اور مستغیث کے پاس اُسی طرحپر روانہ کردیتا
ہون جسطرحپر اوسکا خط میرے پاس آیا ہو - اگر وہ ان ذرایع سے
بھی اپنی عرضی مجھہ تک نہ پہونچا سکے تو میرے خانگی اور سرکاری
مخبرون کے اور خفیہ پولیس کے ذریعہ سے مجھہ تک پہونچائے
اگر وہ لوگ کسی مقدمہ کو مجھہ تک پہونچانے مین دریغ کرتے
ہین تو اونہین سخت سزا دیجاتی ہے - فی الحقیقت افغانستان مین
یہ بات مشہور ہے کہ ہر شخص میرے دستخط بنا سکتا ہے اور ہر گھر
مین ایک خفیہ پولیس کو راہ ہے - حالانکہ اسمین بہت مبالغہ ہے -
میرے کل شاہی مکانات نہایت پُر فضا ہوادار مقامات پر بنائے
گئے ہین - اور اوسکے گرداگرد باغات ہین - ان مکانون کی تعمیر
اس وضع پر ہوئی ہے کہ موسم سرما و گرما دونون کے لئے بکارآمد
ہوسکین - یعنی موسم سرما کیلئے گرم کمرے موجود ہین اور موسم

گرما کے لئے کہلے ہوئے برآمدے اور بڑی بڑی کھڑکیان

ہین - کمرون کی تقسیم اسطرح ہوئی ہے کہ اگر کوئی مکان مین بیٹھ کر

ان کھڑکیون سے موسم بہار کا لطف اوٹھانا چاہے - تو شگوفہ

ہائے درخت اور موسم خزان مین زرو زرد پتون کی بہار یا کھلی

ہوئی برف کے چمکتے ہوئے ابشار صاف نظر آتی ہے اور شب

ماہ کا سمان بہی عجب دلفریب ہوتا ہے مین عموماً موسم گرما اور موسم

بہار اور خزان شہر کے باہر گذارتا ہون اور آٹھہ آٹھہ دن تک

خیمون مین رہتا ہون جو اُن پر فضا مقامات مین نصب کئے جاتے

ہین یہان سے گلہائے رنگا رنگ و غروب آفتاب کا لطف

اور موسم خزان کی زرد زرد بہار دکھائی دیتی ہے - مین ہمیشہ

سے خوبصورت فضا - پہول - سبزہ - راگ - تصاویر اور ہر

قسم کی صنعت کردگار کا شیفتہ ہون -

میرا روزانہ یونیفارم نہایت سادہ اور یوروپین وضع کا ہوتا ہے

خاص خاص موقعون پر مین فوجی یا ڈپلو ٹیک یونیفارم پہنتا
ہون۔ سب کو یا اور فرصت کے وقت مین عربی یا ترکمانی یا منگولی
وضع کا لباس پہنتا ہون جو چینی یا جاپانی اطلس کا ہوتا ہے۔ ایک
چھوٹی سی کلاہ بھی پہنتا ہون جسپر مختصر سی حریر یا ململ کی پگڑی بندہی
ہوتی ہے یہ ڈہیلا لباس پہنے اور اوتارنے مین بہت آسان
ہوتا ہے اور خاصکر بیماری کی حالت مین بہت آرام دیتا ہے۔
جہان کہین مین ہون سفر ہو یا حضر ہمیشہ میرے خدمتیون کا
مدرسہ ساتھہ رہتا ہے۔ اس مدرسہ مین اونکو مذہبی تعلیم دی جاتی
ہے اور تاریخ جغرافیہ علم حساب السنہ جدیدہ سکھائے جاتے
ہین اوسکے علاوہ بندوق کے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہین
جس وقت اون کا ایک گروہ میرے پاس حاضر رہتا ہے دوسرا
گروہ تعلیم مین مصروف ہوتا ہے القصہ جب وہ تحصیل علم سے
فارغ ہو کر بڑے ہوتے ہین انہین خدمتین ملتی ہین۔

اوارہ فوج مین ایک پلٹن ہے جس کا نام خانہ آبادی ہے اس پلٹن مین فوجی افسرون اور امیرونکے چھوٹے بچے بھرتی ہین۔ اونہین قواعد سکھائی جاتی ہے اور فنون جنگ کی تعلیم دی جاتی ہے بعدازان مختلف رجمنٹون اور پلٹنون مین مقرر کئے جاتے ہین۔

مین اور میرے چند عہدہ دار سگرٹ پیتے ہین۔ اور بعض حقہ کے عادی ہین۔

میرا روزمرہ بہت ہی سادہ ہے۔ جب مین کام مین مصروف رہتا ہون تو اثنا رکار مین ذرا ٹھہر کر اپنے عہدہ دارون اور اہل دربار سے باتین بھی کر لیتا ہون۔ شام کو شطرنج اور بیک گیمن کھیلنے والے میرے سامنے کھیلا کرتے ہین مین اون کا کھیل دیکھتا ہون اور کبھی خود بھی کھیلتا ہون مگر ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے۔ قوال۔ گوئیے۔ حاضرین مجلس کا دل بہلانے کے لئے

گاتے بجاتے رہتے ہین اور کبھی مین بھی دو ایک منٹ کیلئے
اون کا گانا سن لیتا ہون - مجھے راگ کا بہت شوق ہے اور میرے
قصرون مین ہمیشہ عمدہ سی عمدہ پیانو - ستار - وائیولن (سارنگی) بیگ
پائپ وغیرہ رکھے رہتے ہین - مجھے خود راگ مین دخل ہے اور
وائیولن و رباب بجا سکتا ہون - میرے عہدہ دار میرے پاس حاضر
رہنے کی آرزو کرتے ہین - اس لئے کہ یہ سارے سامان عیش جو
مین نے فراہم کئے ہین اوس کا لطف اوٹھاتے ہین - جو لوگ
ایمانداری اور وفاداری سے میرا کام کرتے ہین اون کے ساتھ
مین دوستانہ طرز رکھتا ہون - اون سے مزاخ بھی کرتا ہون اور بعض
وقت وہ بھی ہنسی دلگی کرتے ہین غرض کہ ہمیشہ چہل پہل رہتی ہے
مگر جو لوگ مکار و بیوفا ہین اونکے ساتھ مین بہت سختی سے پیش آتا
ہون - بقول سعدی شیرازی ؎

نکوئی با بدان کردن چنانست		کہ بد کردن بجائے نیکمردان

مین پلنگ پر لیٹتے ہی سو نہین جاتا - اوسوقت میرا کتاب خوان جو خاص اس کام کے لئے مقرر ہی پلنگ کے پاس بیٹھکر کوئی کتاب پڑہتا ہے مثلاً مختلف ملکون اور لوگون کی تواریخ یا بڑے بڑے بادشاہون اور ریفارمرون کی سوانح عمری یا علم جغرافیہ وسیاست مدن کی کوئی کتاب مین سنتا ہون یہانتک کہ نیند آجاتی ہے اوسوقت ایک داستان گو آتا ہے اور وہ صبح تک داستان بیان کرتا رہتا ہی اس سے مجھے بہت آرام ملتا ہے کچھ داستان گو کی بکواس میرے تہکے ہوئے دماغ کو اور اعصاب کو تسکین دیتی ہے -

مین نے خود بھی کئی کتابین لکھی ہین جو مطبع کابل مین چھپی ہین - اسطرح باواز بلند کتاب خوانی سے مجھے کئی فائدہ ہین اول تو یہ کہ مین نے اپنی عمر مین ہزارہا کتابین پڑہوا کر سن لین جس سے میری معلومات مین بہت وسعت ہوئی - علاوہ اسکے جو کچھ قصہ کی صورت مین بیان کیا جائے وہ اچھی طرح یاد رہتا ہے -

اسمین شک نہین کہ قصے اغراقات و توہمات سے بہرے ہوتے ہین۔ تاہم ان سے قدیم لوگون کے خیالات اور عادات کا بہت کچھ حال معلوم ہوتا ہے اور مین اس زمانہ کی ترقی کو اوس سے مقابلہ کرتا ہون۔ دوسرا فائدہ اس داستان کا یہ ہے کہ مین شور و غل مین سونے کا عادی ہوگیا ہون اور مجہے میدان جنگ مین بھی نیند آسکتی ہے۔

مین حسب ذیل زبانین لکہہ پڑہ سکتا ہون اور بول سکتا ہون۔ پشتو جو افغانستان کی قدیم زبان ہے۔ فارسی جو میرے دربار اور عدالت کی زبان ہے۔ ترکی جو میری ترکمانی رعایا کی زبان ہے علاوہ ان کے مین روسی۔ عربی اور ہندوستانی بھی جانتا ہون گو عربی اور ہندوستانی زبان مین مجہے پورا دخل نہین مگر تاہم مین اونہین سمجہہ سکتا ہون۔ مین ہمیشہ ہر چیز کے متعلق کچھ نہ کچھ دریافت کرتا رہتا ہون اور کوئی نئی بات معلوم کرنے کا موقع

ہاتھ سے نہین دیتا - جب کبھی کوئی غیر ملکی یا میرے ملک کا آدمی میرے پاس آتا ہے مین اوس سے ہر قسم کا سوال کرتا ہون خاصکر اُن امور کے متعلق جس مین اوسے پوری واقفیت ہو - اسطرح مین ہر شخص سے کچھ نہ کچھ سیکہتا ہون -

اعیاد و تعطیلات

افغانستان مین پانچ عیدین معین ہین -

(۱) عید الفطر (۲) عید الضحیٰ (۳) شب برات (۴) نوروز جو ہر سال ۲۱ مارچ کو ہوتا ہے ان عیدون مین مین اپنے عہدہ دارن اور نوکرون کو خلعت وانعام دیتا ہون اور اپنے عزیز و اقارب کو ہدایا بھیجتا ہون - عیدین مین تجار میرے پاس تحفے گذرانتے ہین -

نوروز کے دن مین کل سامان جنگ ہتیار اور مختلف اسباب

تجارتی کو جو سال بھر مین کابل کے کارخانون اور ورکشاپون مین تیار ہوتا ہے (علاوہ اوس سامان کے جو گوداموں مین بھرا ہے) معائنہ کرتا ہون اور کاریگرون کو ہر چیز کی عمدگی یا نقص کے موافق انعام دیتا ہون یا اون پر جرمانہ کرتا ہون اور سال آیندہ کے لئے ہدایت کرتا ہون اور نقص بتا کر یہ حکم دیتا ہون کہ آیندہ زیادہ خیال رکھا جائے۔ جو توپین بندوقین کارتوس وغیرہ میرے معائنہ سے گذرتے ہین داغکر اون کا امتحان کیا جاتا ہے۔ بعد ازان وہ سرکاری سلاح خانون مین اور میگزینون مین بھیجدے جاتے ہین۔ جو ناقص ہوتے ہین وہ بغرض اصلاح پھر ورکشاپ کو واپس کئے جاتے ہین۔

پانچوان جشن خطاب ضیاء الملت والدین کی یادگار مین ہے جو میری قوم نے مجھے عطا کیا۔ یہ خطاب ۲۵ رمئی ۱۸۹۶ء مین عید الضحےٰ کے دن مجھے دیا گیا تھا مگر چونکہ افغانستان کے کل

شہرون اور ضلعون کی منظوری ماہ اگست مین مجھہ تک پہونچی جو شمسی مہینون کے حساب سے چوبیسوین آذر کی تہی اس لئے یہ جشن ہمیشہ ۲۴ آذر کو ہوتا ہے ۔

میری گورمنٹ کے آرڈرز (یعنی تمغے) وغیرہ جو مختلف عہدہ دارون کو دئے گئے ہین حسب ذیل ہین ۔

تمغائے شرافت ۔ تمغائے عزت ۔ تمغائے شجاعت ۔ تمغائے دیانت ۔ تمغائے صداقت ۔ تمغائے اخلاص ۔ تمغائے خیر خواہی اسلام ۔ یہ آخری تمغہ بس ایک شخص کو عطا ہوا ہے وہ میر منشی سلطان محمّد خان ہے جن کو ۱۸۹۳ء مین اوسدن یہ تمغا ملا ہے جس روز میری گورمنٹ اور سرمارٹمر ڈیورانڈ کے عہدنامہ پر دستخط ہوئے ۔ یہ سب تمغے طلائی ہین مگر ان مین سے بعض جواہرات سے مرصع ہین اسکے علاوہ بہت سے نقری تمغے بھی ہین جو اہل فوجکو اونکے کارہائے نمایان کے صلہ مین دئے جاتے

ہین - تمغے پراوس مقام کا نام جہان فتح حاصل ہوئی ہو کندہ ہوتا ہے۔

اگرچہ مجھے یقین نہین کہ ہمارے مقدس نبی نے کبھی یہ حکم دیا کہ بے بیان گھرون مین بند کرکے رکھی جائین۔ اس مسئلہ پر ہمیشہ بحث ہوئی ہے۔ مگر زمانہ قدیم سے امرا اور دولت مند لوگون مین یہ رواج چلا آتا ہے کہ اپنی بی بیون کو حرم مین رکھتے ہین یعنی مکانون مین اون کے رہنے کے لئے علیحدہ جگہ معین ہوتی ہے۔ وہ بے بیان جو مکانون سے باہر نہین نکلتی ہین اونکے لئے کچھ سلسلہ روابط و اخبار ہونا ضرور تھا۔ اسکے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ میرے ہر حرم سراہین کئی پیش خدمت لڑکے اور چند عورتین مقرر ہین۔ ان سب کے اوپر ایک نوجوان عورت سردار ہوتی ہے جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔ یہ نوکر پیام وسلام و خطوط لیجاتے ہین۔ مین نے قدیم طریقہ خواجہ سراؤن کا جو اول حرم سراؤن مین نوکر ہوتے تھے اوٹھا دیا ہے۔ ان نوکرون کے علاوہ

میری بی بیون کے خانگی محکمے ہین اور اون کے ذاتی ملازمین
مثل عرض بیگی۔ دربان۔ خزانچی۔ میر آخور اور داروغہ توشک
خانہ وغیرہ ہین میری بیبیان اگر کہین جانا چاہین تو گاڑیون مین
جاسکتی ہین یا نقاب پہنکر گھوڑونپر سوار ہو کر جا سکتی ہین۔



باب پنجم

تعلقات انگلستان و افغانستان

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۝

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اس باب کے عنوان سے تو لوگ یہ سمجھین گے کہ یہ برطانیہ اعظم اور افغانستان کے تعلقات جو ابتدا سے چلے آتے ہین اور دونون ملکون کی سرحدین جو وقتاً فوقتاً بدلتی رہی ہین اونکے متعلق جو دونون

ـه اپنی قسمون اور اپنے وعدون پر مستقل رہو۔

سلطنتون مین مراسلت وغیرہ ہوئی ہے اوس کا ذکر کرون گا۔ اور
ان دونون کے آیندہ تعلقات کے متعلق کچھ اپنی راے ظاہر کرونگا
مگر ایسا نہین ہے۔ ان دونون امور کی نسبت مین نے علحدہ دو باب
لکھے ہین۔ جن مین حدود افغانستان اور آیندہ تعلقات کے بابت بحث
کیگئی ہے۔ اس باب مین فقط خاص خاص امور کا ذکر کرتا ہون جو میرے
ملک اور برطانیہ اعظم کے درمیان میرے عہد مین واقع ہوئی ہین اور بہت
اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔ اسلئے کہ جو کچھ میرے دل مین ہے وہ
سب بالفرض اگر مین بیان بھی کر سکون۔ تو اوس کا ذکر کرنا خلاف مصلحت ہوگا۔
ایک خاص امر جو میری ابتداے تخت نشینی سے آجتک انگریزون
اور افغانون کے درمیان معرض بحث مین ہے اور جس کے
متعلق مختلف رائین ظاہر کیگئین ہین۔ مین اوس کی نسبت کچھ
بحث نہ کرونگا۔ مجھے اونکے اختلاف سے کچھ تعلق نہین۔ اسلئے
مین یہ چیز اونہین لوگون پر چھوڑتا ہون۔ کہ وہ آپس مین خود اس

بات کا فیصلہ کر لین۔ وہ امر زیر بحث یہ ہے۔ بہت سے انگریز اور انگریزی اخبار یہ کہتے ہین "کہ ہمنے امیر عبدالرحمن خان کو کابل کا تخت عطا کیا لہذا وہ ہمارے نوکر ہین"۔ افغان لوگ یہ جواب دیتے ہین۔ کیا انگریزون نے امیر عبدالرحمن خان کو دعوت دی کہ آپ روس سے آئیے اور کابل کا تخت قبول کیجیے۔ ہرگز نہین کیا برٹش گورنمنٹ نے اونہین روس کی نگرانی سے آزادی دلائی یا روس سے درخواست کی کہ اونہین یہان آنے دیجیے تاکہ تخت کا دعوی کرین۔ ہرگز نہین۔ کیا برٹش گورنمنٹ نے امیر عبدالرحمن خان کو روس مین کہلا بھیجا تہا کہ اگر آپ کی خواہش ہو تو تخت کا دعوی کیجیے۔ ہم اس بات کے منتظر ہین کہ کوئی دعویدار پیدا ہو۔ نہین۔ کیا انگریزون نے اونہین تخت نشینی سے پہلے کوئی مالی مدد دی یا روس سے کابل تک اونکے اخراجات سفر ادا کیے یا اور کسی قسم کی مدد کی۔ نہین۔

افغانون کا یہ بیان ہے کہ جسوقت امیر عبد الرحمن خان سرحد
افغانستان پر پہونچے میر سلطان مراد بیگ اور دوسرے میران
کتغان و ترکستان نے اونہین روکا۔ اور کابل مین آنیکو مانع ہوئے
اسلیئے کہ جو انگریز کابل مین تہے اونکا یہ خیال تہا کہ امیر عبد الرحمن خان
روس کی اجازت سے اوس کے فرستادہ آئے ہین۔ اس سبب سے
وہ چاہتے تہے۔ کہ وہ کابل مین نہ آنے پائین اور خود بھی ملک پر
مسلط نہ ہو سکتے تہے اسلیئے کہ وہانکے لوگ بہادر سپاہی ہین اور یہ ملک
بہی مابین انگلستان و روس نیوٹرل خیال کیا جاتا تہا۔ اسلیئے اونہون نے
کابل کا تخت موسی جان اور دوسرے دعویدارونکو دینا چاہا لیکن جب
دیکھا کہ عبد الرحمن خان بہ تائید آلہی اپنی ہی قوت بازو سے اون تمام دقتونپر
غالب آ گئے جو اونکی راہ مین حائل ہوئین اور کل امیرون نے اونکی اطاعت قبول
کی اور سارا ترکستان فتح کر لیا۔ اور قندز مین داخل ہو گئے جہان ہزارہا غازی اور
تمام فوج اون سے جا ملی۔ اور موسی جان نے تخت سے انکار کیا

کوئی اور دعویدار بھی تخت کے لئے پیدا نہ ہوا۔ سارے ملک
مین غازیون کے اجتماع سے ولولہ پیدا ہوگیا۔ اور انگریزون کی
مخالفت کا خیال روز بروز پہیلنے لگا۔ ایوب ہرات سے قندہار
کو روانہ ہوا کہ انگریزی فوج پر حملہ کرے۔ اوسوقت انگریزون کو بجز
اسکے اور کچھہ بن نہ آئی کہ امیر عبدالرحمن خان کے ساتھہ اتحاد پیدا
کرین تا کہ ملک سے صحیح وسلامت اپنے گہر پہونچین۔ در اصل ہم
افغانیون نے اپنے وکیل اور نائب بہیجکر عبدالرحمن خان کو روس
سے بلایا کہ آپ یہان تشریف لائے۔ اور ہمارے بادشاہ
بنئے۔ اونہون نے ہماری درخواست منظور کی اور روس سے روانہ
ہوئے۔ اگر کوئی شخص ذرا تکلیف گوارا کرکے اوس مراسلت کو پڑہے
جو سر لپل گریفن اور عبدالرحمن خان مین ہوئی ہے وہ خود اس باتکا
فیصلہ کریگا۔ اوسمین امیر نے صاف لفظون مین یہ لکھا ہے کہ مین
بجز رعایائے افغانستان اور کسی کے ہاتہہ سے تخت قبول

نکرونگا۔ چنانچہ ہم نے اونہین بمقام چاریکر بادشاہ بنایا اوس کے
بعد وہ کابل مین داخل ہوے۔ اور تب سرلپل گریفن بہی اون سے
ملنے آئے۔ البتہ ہمارے اس اعلان کی سرلپل گریفن اور دوسرے
برٹش افسرون نے جو اوسوقت کابل مین موجود تھے تصدیق کی اور
وہ سب بطریق دوستانہ امیر سے رخصت ہوئے۔ امیر نے اپنے
تئین بہت ہی صادق القول ثابت کیا اسلیے کہ جو انگریزی فوج
اسوقت کابل مین تھی وہ ۱۸۴۰ء سے بہی زیادہ نازک حالت مین
تھی کیونکہ اونہین یہ خبر پہنچ چکی تہی کہ قندہار مین انگریزی فوج پسپا
ہوئی۔ مگر امیر نے ایسا انتظام کر دیا کہ وہ سب بحفاظت تمام ملک
سے روانہ ہو گئے۔ انگریزی گورنمنٹ جو امیر کو ماہانہ روپیہ کی مدد
دیتی ہے۔ اگر اوس کی کوئی غرض نہ ہوتی تو کبہی کچھ نہ دیتی۔ امیر
یہ سب روپیہ بلکہ اس سے زیادہ انگلستان سے ہتیار اور اسباب
جنگ منگانے مین صرف کرتے ہین۔ تاکہ سرحد ہندوستان

کی حفاظت کیلئے کام آئین - امیر بعض مقامات کے دعوے سے
بھی دست بردار ہوگئے ہین - اور بغیر اطلاع گورنمنٹ ہند کسی
غیر سلطنت سے مراسلت بہی نہین کرتے - اونہون نے دشمنان
ہند کی شرکت سے بہی علیحدگی اختیار کی ہے - اور جو کچھہ
گورنمنٹ ہند کے ساتھہ وعدہ کیا ہے اوسپر قایم ہین - اگر انگلستان
اون کی دوستی کو قابل قدر نہ سمجھتا تو اونہین ماہانہ رقم امدادی نہ دیتا -
اس لئے کہ ہندوستان مین اور بہت سے والیان ملک
شاہزادے نواب اور راجہ موجود ہین جن مین بعض مثلاً سرکار نظام
کا ملک امیر کے ملک سے بھی بڑا ہے - مگر کسی کے ساتھہ اس
قسم کی مدد نہین کیجاتی علاوہ برین یہ امدادی رقم امیر کے دادا کے
وقت سے چلی آئی ہے جو کل والیان افغانستان کو دیگئی اس سے
غرض یہ ہے کہ افغانستان کی حفاظت اور قوت کی بدولت
ہندوستان بھی غیر حملون سے محفوظ رہے - مین عام لوگون کی

ان باتون مین کچھ دخل نہین دیتا۔ یہ بحث مین اونہین لوگون پر
چھوڑتا ہون۔ وہ خود آپس مین فیصلہ کر لین۔ انگلستان اور
اور افغانستان کا فائدہ اسی مین ہے کہ دونون مین اتحاد قائم
رہے اسلیئے کہ اس اتحاد سے ہر ایک کا ذاتی نفع ملحوظ ہے
مین اپنے اور ملکہ معظمہ کے بیٹون اور جانشینون کو یہ مشورہ دیتا ہون
اور وصیت کرتا ہون کہ ہمیشہ اس دوستی کو روز بروز اور مضبوط
کرتے جائین۔ اس لئے کہ ہندوستان اور افغانستان کی
حفاظت توام ہے۔ دونون کے اتفاق سے دونون کی قوت
ہے اور نفاق سے دونون کا زوال۔ مین جب تک لوگونکے
دلون سے یہ بات دور نہ کر لون کہ سر لپل گرفین اور برٹش افسرون
نے جو کابل مین تھے میرے بادشاہ ہونے کے اعلان کو محض
تصدیق کیا اس بحث کو نظر انداز نہین کر سکتا۔ فی الحقیقت اونہون نے
دولت برطانیہ اور قوم افغان کے ساتھ بڑا سلوک کیا جو ایسے مدبّر

طور سے دونون کی بحث کو ختم کیا۔

میری یہ راے ہے کہ مسٹر لپل گریفن نے اپنی گورنمنٹ کی خیر خواہی مین اس معاملہ کو بڑی دانائی سے سلجھایا اور امن اتحاد کی بنا ڈالی۔ میرا خیال ہے کہ اونکے ساتھ ان خدمات کا پورا معاوضہ نہین کیا گیا۔ وہ مستحق ہین کہ لارڈ آف کابل کا خطاب پائین جیسے رابرٹس کو لارڈ آف قندہار کا خطاب ملا ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہین۔ لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال۔ اس بحث سے کچھ غرض نہین کہ بارسنت کد ہر زیادہ ہے۔ خاص بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ دونون قومونکے اغراض ایک ہین۔ مین نے اسی بات کا خیال کرکے اپنے عہد کے اول ہی روز سے یہ اتحاد بڑہانا شروع کیا۔ مین مارکوئس آف رپن کا بہت

ل یہ مت دریافت کرو کہ کس نے کیا بلکہ یہ کہ کیا کہا اور کیا کہا۔

۲ لفظی ترجمہ انگریزی عبارت کا ہے جو اصل کتاب مین درج ہے حضرت کے قول کی عبارت اگر اس ترجمہ سے مطابقت نہ کرے تو مترجم ذمہ دار نہین۔ مترجم

مشکور ہون جنھون نے اپنے زمانہ مین مجھے بہت مدد دی اور اس
دوستی کا ہر طرح پر یقین دلایا۔ اونکے وقت مین میرا پہلا سفیر جنرل
امیر محمد خان مقرر ہوا۔ جو بچپن سے میرا نہایت معتبر ملازم رہ چکا تھا۔
یہ شخص ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار مدبر تہا۔ میرے دربار مین
بھی گورنمنٹ ہند کی طرف سے ایک مسلمان سفیر مقرر ہوا جس سے
گویا گورنمنٹ ہند کے اخلاص کا اور زیادہ ثبوت ہوا۔ ۱۶ر جون سنہ ۱۸۸۳ع
مین مارکویس آف رپن نے مجھے لکھا کہ حفظ حدود اور درستی فوج
کے لئے میری گورنمنٹ کو سالانہ رقم امدادی بارہ لاکھ روپیہ ملا کرینگے
اس موقع پر ایسے نیک نیت اور کشادہ دل وایسرائی کی نسبت
دو ایک لفظ لکھنا بیجا نہوگا۔ جسے کسی مذہب یا قوم کا کچھ تعصب نہ تھا۔
اور جسکا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کے سامنے سب کو اپنے افعال کا جواب
دینا ہوگا۔ اوس نے اس اصول کی ہمیشہ پابندی کی کہ خدا کی نظرون
مین سب برابر ہین۔ پس کوئی وجہ نہین کہ اوس خدا کے جانشینون

کے یہان جو اس دنیا کے بادشاہ ہین سب کے ساتھ مساوی سلوک نہ کیا جائے۔ اوس نے ملکہ معظمہ کی رعایائے ہند کو بھی وہی حقوق دینا چاہیئے جو گورے چمڑے والون کو حاصل تھے اس بات سے بعض گورے چمڑے والے ناخوش ہوئے۔ مگر اس سوئے تدبیر کی وسعت نے لوگون کو مسخر کرلیا۔ اور اون کے دلون مین نہایت محبت اور وفاداری پیدا ہوئی اوس کے سارے زمانۂ ویسرائلٹی مین امیر سے اور مارکوئس آف رپن کے درمیان نہایت دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات رہے۔

ایک مشہور مثل ہے۔ کہ جس چیز کے پھیلانے مین سالہا سال درکار ہوتے ہین۔ اوسکے سمیٹنے مین بھی برسون کی ضرورت پڑتی ہے۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ جو مخالفت عداوت نفرت بے اعتباری اور بدگمانی انگریزون اور افغانون مین پچاس برس سے چلی آتی تھی اور جسکی وجہ سے دونون قومون مین جنگ و جدل اور کشت و خون

ہو اگیا۔ دفعتاً رفع ہو جاتی۔ دونون قومون کے لوگون نے ایک
دوسرے کے خلاف متعدد کتابین اور قصے لکھے تھے جنمین
ایک دوسرے کو دغاباز بے اعتبار اور بدعہد کہا تھا۔ پس ان سب
باتون کا خیال کرکے اگرچہ امر دشوار نہین تو ایسا آسان بھی نہ تھا
کہ ان دونون قومون کے دلون سے گذشتہ واقعات محو ہوگئے
جائین۔ اونکے خیالات کی اصلاح ہو۔ اور وہ ایک دوسرے
پر اعتبار کرنے کی طرف مائل کئے جائین خصوصاً ایسے وقت
مین جب اخلاص مندی بھی بدگمانی کی نظر سے دیکھی جاتی ہو
اس اتحاد کے خلاف مین بہت سے امور تھے۔ یہ بہت دشوار
تھا کہ دوستانہ تعلقات ایسے قوی ہون جیسا کہ ہونا چاہیئے
گورنمنٹ ہند کو نہ اتنا اختیار تھا کہ مجھے کافی مدد دے سکے یا
وعدہ کرسکے اور نہ اوسے میری دوستی اور صداقت اور وفاداری
پر اتنا بھروسہ تھا کہ خود اسکی پروا کرے مین بھی جیسا چاہیئے

دیسا دوستی کا اظہار عام طور پر نہ کرسکتا تہا۔کیونکہ لوگ جاہل اور متعصب تہے۔ اگرمین انگریزون کی طرف اپنا میلان ظاہر کرتا۔تو لوگ مجہے کافر کہتے۔ اور یہ مشہور کرتے کہ مین کافرون سی ملگیا ہون اور میرے خلاف جہاد کا اعلان کرتے۔ مین جانتا تھا کہ جب تک اپنے ملک سے ان تمام متعصبون اور باغیون کو نکال نہ لون تب تک نہ پورے طور پر اپنی دوستی کا اظہار کرسکتا ہون۔ اور نہ اوس پر اچھی طرح عمل کرسکتا ہون۔ مین امیر یعقوب کی طرح بیوقوف نہ تھا۔ جس نے اظہار دوستی کی غرض سے بغیر لوگون کی منظوری حاصل کئے۔ بغیر اسکے کہ اپنے تئین اچھی طرح مضبوط بنائے۔ سرلوئی کینیری اور اون کے مشن کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اس ذمہ کا بار اوٹھانا اوسکے اختیار سے باہر تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کینیری مارے گئے وہ خود تخت سے اوتار دیا گیا۔ اور قید ہوکر ہندوستان گیا۔ اور ہزارہا آدمی قتل ہوئے گورنمنٹ ہند نے میرے ساتھ

ایک عہدنامہ کیا تہا جسکی رو سے مین افغانستان کے
اندرونی دشواریون مین کچھہ دخل نہ دے سکتا تہا - پس ایسی
حالت مین اگر مین گورنمنٹ ہند کے ساتھہ اظہار دوستی کرتا - اور
رعایاے افغانستان مجہہ سے ناخوش ہوکر مجہہ پر جہاد کا اعلان
دیتی تو مجھے گورنمنٹ ہند سے کوئی توقع نہ تھی کہ اندرونی اور
خانگی دشواریون مین میری مدد کرے گی - اس کے علاوہ مین
اس دوستی کے لئے گورنمنٹ ہند سے ایسی خوشامد کی باتین
نہین کرنا چاہتا تھا - جس سے میرا نام بہی خوشامدیون اور بزدلونکی
فہرست مین داخل ہوتا - مین نے اپنے عہد مین وہ عزت و حمیت
دکھادی جو میری قوم کی موروثی صفت ہے اور مین نے بڑے
بڑے نازک وقتون مین کبہی اسے ہاتھہ سے نہین دیا -

مین جانتا ہون کہ ایک کی دوسرے کی ناواقفیت نقیض کا
باعث ہوتی ہے اور جون جون یہ نقیض کہنہ ہوتی جاتی ہے -

اوس سے فسادات پیدا ہوتے ہین۔ اور کہنہ فسادات جنگ و جدل اور تباہی کا باعث ہین۔ مین اسی لئے چاہتا ہون اور میری یہ خواہش ہے کہ انگریز اور افغان مین ارتباط بڑھے جس سے باہمی تعلقات وسیع ہون۔ اسلیئے کہ دونون قومون مین جسقدر اعتبار بڑھیگا اوتنا ہی دونون کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔ مین نے اس بات کے لئے ہرچند کوشش کی مگر گورنمنٹ ہند کی اون بدگمانیون کا کوئی علاج نہین۔ وہ اپنی جگہ پر یہ سوال پیش کرتی ہے۔ کیا افغانستان کی دوستی بکار آمد ہے۔ یا نہین۔ اگر ہے تو افغانستان پر اعتبار کیا جاسکتا ہے یا نہین۔ اگر وہ قابل اعتبار ہین تو اون کی دوستی سے جو فائدہ ہوگا وہ اوس ذمہ داری کا معاوضہ ہوسکتا ہے یا نہین جو ہمین اون کی حفاظت کے لئے کرنا ہوگی۔ اگر بالفرض ان تمام باتون کا خاطرخواہ جواب دیدیا جاسے تب بھی ایک بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا

پارلیمنٹ بہی یہ اختیار دیگی کہ یہ عہد و پیمان کئے جائین۔ اگر پارلیمنٹ نے اس قسم کے عہد و پیمان کا اختیار بھی دیا اور روس کا سامنا ہوا تو یہ امر ممکن ہے یا نہین۔ اگر ممکن بہی فرض کیا جائے تو نفع و نقصان مساوی ہوگا یا نہین۔ اور جب دوسرا گروہ با اختیار ہوگا وہ اس انتظام کو جو پہلے گروہ نے کیا ہے جائز رکھیگا۔ یا نہین۔ المختصر اونکی ساری حکمت اوس بیدل نوکر کی سی ہے جو اپنے آقا کی بیماری مین تیماردار تھا۔ آقا نے نوکر سے کہا مین بیمار ہون۔ جاؤ ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔ نوکر نے جواب دیا ڈاکٹر شاید اسوقت مکان پر نہ ملے مالک نے کہا مین جانتا ہون وہ گھر ہی پر ہے۔ نوکر نے جواب دیا اگر وہ گھر پر ہے تو شاید آئے یا نہ آئے۔ مالک نے کہا وہ ضرور آئیگا۔ نوکر نے جواب دیا شاید اوس کے پاس دوا نہو۔ مالک نے کہا اوسکے پاس دوا ہے۔ نوکر نے عرض کیا کہ جناب آپ جانتے ہین کہ موت یقینی چیز ہے اور ممکن ہے کہ اتنی زحمت

کے بعد بھی دوا کچھ فائدہ نہ کرے۔ پس جب قسمت مین مرنا ہی ہے تو کیا مضائقہ اگرچند دن آگے مرے یا بعد۔

مین گورنمنٹ ہند کو الزام نہین دیتا۔ کیونکہ اونہون نے قوم افغان کی دوستی سے ابتک کوئی فائدہ نہین اوٹھایا اصلی کہ کسی نہ کسی پارٹی کی غلطی سے بجائے نفع اونھین افغانون کی دوستی مین ہمیشہ خسارہ رہا۔ جنگ وجدل ہوا کی اور بہت سی جانین تلف ہوتی رہین خصوصًا امیر شیر علی خان و یعقوب خان کی بدسلوکی کے بعد اونھین کسی امیر پر زیادہ بھروسہ نہین ہوسکتا۔ علاوہ اِن بدگمانیون کے ایک دوسرے کے اتحاد مین اور بہت سے امور مانع ہین۔ یہ سب جانتے ہین کہ مشرقی خیالات اور معاملہ فہمی کا طریقہ مغربی طریقہ سے بالکل الگ ہے اور دونون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ علاوہ ازین اتنے لوگ مفسدہ پردازی پر تُلے ہوئے تھے کہ اگر بار گولس آف رین

سا دور اندیش شخص اور سر الفرڈ لائل (فارن سکرٹری) و سر ڈانلڈ اسٹوارٹ (کمانڈر انچیف) و سر لپل گریفن اور دوسرے دانشمند عہدہ داران گورنمنٹ ہند سمجھ سے کام نہ لیتے اور ہین بھی روسیون کے وعدون سے جو امیر شیر علی اور یعقوب خان کی تباہی کا باعث ہوئے پورا واقف نہ ہوتا تو مفسدین کا فقرہ چل جاتا اور ہم دونون مین لڑائی ٹھن جاتی ۔ امیر شیر علیخان جو تمام دوست واحباب سمیت افغانستان سے جلا وطن ہوکے ہندوستان مین پناہ گزین تھے ہمیشہ گورنمنٹ ہند کے عہدہ دارون سے میرے خلاف مین غمازی کیا کرتے تھے اس کے علاوہ چند افغانی سردار جنہین ملک مین لوٹ مار اور جنگ وجدل کی عادت تھی اونھین میرے ہاتھون اپنی بداعمالیون کی سزا پانا کب گوارا تھا لہذا اونھون نے یہ وتیرہ اختیار کرلیا تھا کہ جھوٹے قصے گھڑ کر گورنمنٹ ہند کو بدظن کرین۔ مثلاً وہ یہہ

کہتے تھے کہ امیر اون تمام لوگون کو مارے ڈالتے ہین۔ جو
دولت برطانیہ کے دوست ہین یا جنھون نے خیر خواہی کی ہے
ان جھوٹی باتون سے خواہ مخواہ عہدہ داران گورنمنٹ ہند
کے دلون پر کچھ اثر ہوتا تھا۔ گو مارکوئس آف رپن اور اونکے
مشیر اور رہین ہمیشہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی شکر رنجی نہ ہونے
پائے تاہم مین نے یہ ضروری خیال کیا کہ میرے اور وائسرائے
ہند کے درمیان ایک ملاقات ہونا چاہیئے تاکہ دونون کے
دلون سے سارے شکوک رفع ہوجائین ایسی ملاقات مین ہم
زبانی اون ضروری امور کو طے کرسکتے ہین جو تحریراً نہین طے
ہوسکتے مگر افسوس ہے کہ اوسوقت تک اس ملاقات کی نوبت نہ
آئی۔ جبتک کہ مارکوئس آف رپن ہندوستان سے روانہ ہوگئے
اور اون کی جگہ لارڈ ڈفرن تشریف لائے۔ اوسوقت بعض اور امور
ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے یہ ضرور ہوا کہ مین جلد وائسرائے

ہند سے ملنا نہ صرف اظہار دوستی و خلوصیت مقصود تہا۔ بلکہ کچھ
اہم معاملے درپیش تہے۔ جنکے متعلق بحث کرنا ضرور تہا۔ یہ اہم
معاملات حسب ذیل تہے۔

روسیون نے اپنے اخبارون کے ذریعہ سے یہ افواہ
اوڑائی تہی کہ انگریزون نے کابل کو امیر عبد الرحمن خان کی
دوستی کیوجہ سے نہین چہوڑا بلکہ ملک سے بہاگ گئے
لہذا مین چاہتا تہا کہ خود ہندوستان جاکر وایسرائے سے
دوستانہ ملاقات کرون تاکہ دنیا کی نظرمین ہماری دوستی پوشیدہ
نہ رہے۔ جب وہ دیکہین گے کہ امیر افغانستان ایک خودمختار
حکمران ملکہ معظمہ کے جانشین اور ملکہ معظمہ کے فرزند دلبند
کی ملاقات کیلئے اپنا ملک چھوڑکر اور صرف چند باڈی گارڈ
ہمراہ لیکر ہندوستان گیا۔ تب اونہین یقین ہوگا کہ بلاشبہ
ان دونون قومون مین بڑی دوستی ہے اور ایک دوسرے

پر پورا بھروسہ رکھتے ہین- اس تدبیر سے تمام افواہون کی تکذیب ہو جاے گی- اور یہ ثابت ہو جاے گا کہ میری گورنمنٹ مین اور انگلستان مین حقیقی دوستی ہے اور اس سے گورنمنٹ برطانیہ کی توقیر و تمکین بڑھے گی- ہندوستان اور افغانستان کی قوت و حفاظت اسی مین ہے کہ اونکے باہمی تعلقات عام طور پر ظاہر ہو جائین-

سنہ ۱۸۸۵ء کے قبل روس کو ہندوستان پر حملہ کرنے مین چار چیزین حائل تہین- اولاً بخارا اور خیوا کا صحراے لق و دق- ثانیاً پامیر- تیسرے ایران- چوتھے ہرات- چونکہ مین روس کی سازشون سے خوب واقف تہا برسون وہان رہ چکا تھا- مین نے گورنمنٹ ہند کو اس سے متنبہ کیا اور اوسے آگاہ کیا کہ روس کی چالون سے ہوشیار رہو- اور افغانستان و ہرات کے مشرقی و مغربی سرحدون کے استحکام کی طرف متوجہ ہو- مگر افسوس ہے کہ

کسی نے سیر سے مشورہ پر کچھ عمل نہ کیا۔ بعض عہدہ دار تو ایسے تھے کہ جنہیں روس کی پیش قدمی ہی کا شک تہا اور روس کے وعدون اور معاہدون پر پورا اعتبار کیئے ہوتے تھے تا اینکہ روسیون نے صحرائے خیوا کو عبور کر کے مرو اور سارخ پر قبضہ کر لیا جو افغانستان کے پہاٹک خیال کئے جاتے ہین اور ترکستان سے سینٹ پیٹرس برگ تک برابر ریل اور جہاز کے راستے کہل گئے۔ بغرض قیام فوج انہون نے مرو اور سارخ کو خوب مستحکم کیا۔ بعد ازان دریائے جیحون کیطرف سر گرمی سے متوجہ ہوئے۔

اس زمانہ مین برطانیہ اعظم اور فرانس کے تعلقات بہت نازک حالت مین تھے۔ اس لئے کہ برطانیہ اعظم نے برما اور مصر پر قبضہ کر لیا تہا۔ روس افغانستان کیطرف بڑہنے کے لئے محض ایک حیلہ ڈہونڈہتا تھا اوسے یہ اچھا موقعہ ہاتھ آیا ایسی

حالت مین یہ ضرور ہوا کہ مین جلد والیسرائے ہند سے ملکر یہ
پیچیدہ معاملات زبانی طے کرون - اور سرحد افغانستان کی قلعبندی
کا انتظام کراؤن تاکہ اگر روس حملہ کرے تو مین اوسکے مقابلہ کیلئے
تیار رہون خط وکتابت مین بجز تضیع اوقات کے اور کچھ نتیجہ نہ نکل
سکے گا - چنانچہ باوجود میری متواتر تنبیہون کے روس نے ۱۸۸۵ء
مین پنجدیہہ پر قبضہ کرہی لیا جو میرے ملک مین داخل تھا - اور اگر
مین نے روسیون کے ساتھہ پہلے ہی سے افغانستان کا
مسئلہ طے نہ کرلیا ہوتا تو غالباً وہ اور چند مقامات پر قبضہ کرلیتے -

اس مقام پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ روسیون کی رفتار گو آہستہ
و مستقل ہے مگر مضبوط اور غیر متبدل - جب وہ کوئی کام کرنے کا
ارادہ کرلیتے ہین تو پھر نہ رکتے ہین نہ اپنی رائے بدلتے ہین -
اونکے یہان ایسا نہین ہے جیسا کہ اور ملکون مین ہ

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت		رفت و منزل بدیگری پرداخت

اونکی چال ہاتھی کی چال سے مشابہہ ہے جو دوسرا قدم بڑہانے
کے لئے پہلے زمین کو دیکھ بھال لیتا ہے اور جب ایکدفعہ اپنا
قدم وہان رکھدیا تو پھر پیچھے نہین ہٹتا اور جب تک پورا بوجھہ
پہلے قدم پر ڈال نہ لے اور جو کچھ پاؤن کے نیچے آوے اوسے
مسمار نہ کرلے دوسرا قدم بڑہانے مین جلدی نہین کرتا۔ روس
ساٹھہ برس سے ہندوستان کی طرف آرہا ہے مگر آہستہ آہستہ
اور استحکام کے ساتھہ۔ اوس نے کسی مقام پر قبضہ نہ کیا۔ جب تک
کہ پہلے کامیابی کا یقین نہ کرلیا۔ جب وہ کسی مقام پر قبضہ کرتا
ہے تو ابتدائً صلح اور امن رکھنے کی بابت بہت کچھ شور و غل مچاتا
ہے نئے عہدنامے اور اقرارنامے لکھتا ہے اور صدہا قسم کے عہد
و پیمان کرتا ہے اور قسمین کہاتا ہے کہ اب آگے نہ بڑھیگا۔ یہہ
عہد و پیمان صرف اوس وقت تک قائم رہتے ہین۔ جب تک
وہ اس نئے مفتوحہ مقام کو اچھی طرح قلعبندی سے مستحکم نہ

کرلے اور وہان فوج نہ رکھ لے اور سارے ملک پر اپنا اختیار نہ پہیلا لے۔ اسکے بعد وہ سارے عہد وپیمان بالائے طاق کر کے آگے بڑہتا ہے اور دوسرا مقام لیتا ہے۔ جو پہلے مقام سے قریب ہو۔ اتنا زیادہ آگے نہین بڑہتا کہ پھر پلٹنے کی ضرورت ہو جب اس مقام پر بھی پورا مسلط ہو جاتا ہے تب اور آگے بڑہتا ہے اور سارے عہد نامے و اقرار نامے طاق پر دہرے رہتے ہین۔

مین یہ نہین کہتا کہ وہ بغیر کسی عذر کے عہد وپیمان توڑتا ہے یہ تو مثل مشہور ہے کہ عہد وپیمان توڑنے ہی کے لئے ہوتے ہین جب کوئی قومی سلطنت عہد وپیمان توڑنا چاہتی ہے تو اوسے عذر پیدا کرنے مین کچھ دیر نہین لگتی اور یہ کہا جاتا ہے کہ فلان کمزور قوم کی بدسلوکیون کی وجہ سے یہ بالکل جائز تہا۔ ان معاملات پر مجہے ایک نقل یاد آئی جو یہان لکھتا ہون۔

ایک گرسنہ ریچھ نے ایک گوسفند نوکر رکھا کہ تمام جانورون کا

سراغ لگاسے۔ اور جہان وہ رہتے ہون وہان اوسے لیجاسے

ان دونون مین عہد و پیمان یہ ہوا کہ ریچھ گوسفند کو جو اوس کا رہبر اور

مشیر ہے نہ کہایگا۔ جب ریچھ سارے جنگل کے جانور چیٹ کرچکا۔

اوسوقت بجز گوسفند کوئی باقی نرہا۔ تب ریچھ نے جھنجلا کر گوسفند

سے کہا کہ مین تجھے کہاؤن گا۔ اس لئے کہ تونے میری توہین

کی اور وہ عہد و پیمان ٹوٹ گیا۔ بیچارے گوسفند نے اوسکی طرف

دیکھکر یہ عرض کیا۔ حضور میری کیا مجال جو مین آپکی توہین کرون۔

ریچھ نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے میرے باپ کی توہین

کی تہی۔ گوسفند نے عرض کیا کہ اسکا کوئی ثبوت نہین اسلئے کہ ہم

دونون کے والد مرچکے۔ ریچھ نے جواب دیا کہ فلان نے مجھسے

ایسا بیان کیا۔ گوسفند نے عرض کیا وہ آپ سے جھوٹ بولا۔ یہہ

سنکر ریچھ بہت ہی غضبناک ہوا اور کہا اب بیشک تونے میری

توہین کی کہ میرے سامنے میرے دوست کو جھوٹا کہا۔ یہ کہہ کر

وہ بیچارے گوسفند پر آگرا اور اوسے چپٹ کر گیا۔

دوسرا امر جو اس ملاقات کا باعث ہوا یہ ہے کہ مین نے انگلش گورمنٹ سے یہ عہد کیا تھا کہ مین بغیر اون کی اطلاع و مشورہ کے روس سے یا کسی اور سلطنت سے خط و کتابت نکرون گا۔ اور اسکے عوض مین انگلش گورمنٹ نے مجھہ سے یہ وعدہ کیا تہا۔ کہ اگر کوئی غیر سلطنت میرے ملک پر حملہ آور ہوگی تو وہ میرے ملک کی حفاظت کریگی۔ پس برٹش گورمنٹ کے ساتھہ میرا یہ عہد و پیمان تہا اور گورمنٹ روس سے مین نے کل تعلقات قطع کر لئے تھے مگر وہ مجھے اپنا مرہون منت سمجھتے تھے اس لئے کہ اتنے دنون اون کے یہان رہا اور اون کا نمک کہایا۔ اور اونہون نے مجھے افغانستان آنیکی اجازت دی جسکی وجہ سے مجھے تخت کابل ملا اس مین شک نہین کہ روسیون نے اپنی طرف سے مجھے کابل بہیجا۔ اور بالذات مین اونکا بہت ممنون ہون اور کبھی اون کا

احسان بھول نہین سکتا اس لئے کہ احسان فراموشی بدترین گناہ
ہے۔ مگر اس کے ساتھہ ہی مین یہ بھی کہونگا کہ مین اوس ذاتی
احسان کے عوض مین اپنا ملک اور اپنی رعایا روسیون کے
ہاتھ بیچ نہین سکتا یہ ملک اور قوم خدا نے میرے سپرد کی ہے۔
اور مین اس لئے مقرر ہوا ہون کہ اوسکی مخلوق کی نگرانی اور حفاظت
کرون۔ اگر کوئی سنتری یا گارڈ وہ مال جو اوس کی حفاظت اور امانت
مین دیا گیا ہو اپنے دوستون کے حوالے کردے تو اوسکے
لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ کوئی سنتری جب تک اوسکے
تن مین جان۔ بندوق کے لئے کارتوس۔ اور کاٹنے کے لئے
تلوار ہے کبھی ایسا نہ کرے گا۔ پس یہ قطعی امر تھا کہ روس میرے
انگریزون سے ملجانے پر ناراض ہو۔ جو چیز معاہدون اور وعدون
کو قایم رکھتی ہے وہ ایمانداری اور عزت کا خیال ہے جو خدا
نے ہمارے دلون مین پیدا کیا ہے ورنہ عہدنامہ بارہا ٹوٹے

ہین اور ٹوٹ سکتے ہین اس کی مثالین دنیا مین کم نہین۔ اگر عہدنامے
سے یہ مراد ہے کہ اپنے قول وایمان پر قایم رہو تب تو عہدوپیمان
خواہ زبانی ہو یا تحریری دونون مساوی ہین۔ چنانچہ جو عہدوپیمان ۲۰۔
جولائی ۱۸۸۰ء کو سرلپل گریفن نے میرے ساتھ کیا وہ زبانی تھا۔ اور
جسکا مقصد یہ تھا کہ گورنمنٹ ہند افغانستان کی حفاظت کی ذمہ دار
ہے۔ اگر کوئی غیر سلطنت بلاوجہ اوسپر حملہ کریگی تو گورنمنٹ ہند
اوسے بچاے گی۔ مین اس زبانی عہدوپیمان کو بالکل کافی سمجھا۔
بعض عہدہ دارون کی رائے تھی کہ یہ عہدوپیمان ایک باقاعدہ
عہدنامے کی صورت مین نہین کیا گیا۔ اس لئے مین نے ۱۸۸۳ء
مین مارکوئس آف ریپن سے اس دستاویز کی باضابطہ تصدیق
کرالی مگر اسپر بھی مین یہ چاہتا تھا کہ خود وایسراے ہند کی زبان
سے صاف الفاظ مین اس کی تصدیق کرالون اور بغرض اطلاع
عام ایک دربار عام مین اسکا اعلان اور تصدیق ہو جاے اسلئے

مین وائسرائے سے ملنا چاہتا تھا تاکہ اس امر کے متعلق جو کچھ شکوک ہون وہ رفع ہو جائین —

روس اور افغانستان مین کبھی جنگ نہین ہوئی اور ان دونون قومون نے کبھی ایک دوسرے کو قتل نہین کیا - کبھی ان دونون مین کوئی دشمنی نہ تھی اور مین سمجھتا ہون کہ اب بھی نہین ہے پھر روس کو افغانستان پر حملہ کرنے یا افغانی معاملات مین دخل دینے کی کوئی وجہ نہین بجز اسکے کہ افغانستان برطانیہ اعظم کا دوست ہو گیا ہے اور روس کے ساتھ اوسنے اپنے تعلقات قطع کر لئے ہین - اور روس اور ہندوستان کے درمیان حائل ہے اور روسیونکو ہندوستان پر حملہ کرنے مین سدراہ ہے پس جس حالتمین کہ اوسکو افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے محض یہ وجہ ہے کہ افغانستان اور انگلستان مین اتحاد قایم ہے تو انصاف یہ چاہتا ہے (خواہ کوئی عہدنامہ ہو یا نہو) کہ انگلستان افغانستان کی حفاظت اور اعانت کا ذمہ دار ہو اور یہ دونون قومین ایک

ساتھ کھڑے ہو کر مقابلہ کرین یا ایک ساتھ پسپا ہون اور دشواریون
کے وقت انگلستان افغانستان کا ساتھ دے اور اپنے وعدہ
پر قایم رہے اور اگر نگر کو دخل نہ دے۔

چنانچہ لارڈ ڈفرن نے (جن سے بڑھ کر کوئی دانشمند مدبر
حکمران کبھی ہندوستان مین نہین آیا) یہ ضرورت دیکھی کہ مجھسے
ملاقات کرنا ایک ضروری امر ہے۔ چنانچہ جو وقت انھون نے
گورنمنٹ ہند کا چارج لے لیا۔ مین نے فوراً ملاقات کی تجویز کی۔
اونھون نے اس ملاقات کے لئے شہر راولپنڈی تجویز کر کے
مجھے مدعو کیا کہ وہان آؤن مین اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتا تھا
فوراً ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ۳۱ مارچ کو وہان پہونچا۔ بڑی شان
وشوکت سے میرا استقبال کیا گیا۔ وایسرائے ہند مع لیڈی
ڈفرن و ڈیوک و ڈچیز آف کناٹ اور بہت سے معزز عہدہ داران
گورنمنٹ ہند و والیان ملک بڑے خلوص کے ساتھ مجھ سے

پیش آئے۔ ملاقات کا منشاء پورا ہوا اور مین ۱۲ ر اپریل کو راولپنڈی سے کابل واپس آیا۔ مجھسے اور ویسرائے ہند سے جو گفتگو ہوئی وہ بغرض اطلاع اہل افغانستان ایک چھوٹے سے رسالہ کی صورت مین طبع ہوکر شایع کی گئی۔ اوسکا تفصیلی اعادہ بیکار ہے مگر مین چند باتون کا ذکر کرون گا۔

اس ملاقات سے ہمارے دوستانہ تعلقات ایسے مستحکم ہوگئے اور سارے شکوک اس طرح دور ہوگئے۔ کہ لارڈ ڈفرن کے زمانہ مین میرے اور اونکے درمیان پھر کوئی شکر رنجی نہ واقع ہوئی۔ جو کچھہ جھوٹی باتین میرے متعلق گورنمنٹ ہند سے بیان کی گئین تھین۔ اون کی تکذیب ہوگئی۔ اور دونون قومون کی دوستی دنیا پر اعلان کردی گئی۔ جو امور تحریر نہ ہوسکتے تھے وہ زبانی طے ہوگئے۔ یہ امور افغانستان کی شمالی و مغربی سرحدون کی قلعبندی کے متعلق تھے۔ وایسرائے نے مجھے ایک بڑا توپ خانہ اور

بندوقین اور نقد روپیہ دیا اور یہ وعدہ کیا کہ جب ضرورت ہوگی اور زیادہ مدد کیجائے گی۔

اس سے روس کی رفتار رک گئی۔ مین نے ویسرائے کو یاد دلایا کہ باوجود میرے متواتر اطلاعون اور پیشین گوئیون کے جو مین نے روسیون کی رفتار کے متعلق کی تھین۔ کسی نے کچھہ اعتنا نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی اون چارسدون مین سے جو اونکی راہ مین حائل تھین ایک کو طے کر گئے یعنی وہ بخارا اور خیوا کے صحرا کو عبور کر آئے اور مرو اور سارخ پر قبضہ کر لیا اور صرف اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ میرے اس اثنا قیام مین اونھون نے پنجدیہہ بھی لے لیا۔ جو میرے ملک مین شامل تھا۔ اسکے بعد وہ پامیر پر قبضہ کرین گے اور تیسری چال اون کی یہ ہوگی کہ ایران پر مسلط ہو جائین گے بعد ازان وہ ہرات یا کسی اور افغانی شہر پر جو اونکے مناسب ہوگا حملہ کرین گے ۔

پس ہمکو چاہیئے کہ اون سے پہلے پامیر پر ہم قبضہ کرلین۔ مگرافسوس ہے یہ کچھ نہوا اور آج روس پامیر پر قابض ہین میری پیشین گوئی سب سچ ہوئی۔ لارڈ دفرن نے یہ جواب دیا کہ اب ہرات اور شمالی و مغربی سرحدون کی حفاظت کیلئے آپکو ہر طرحکی مدد دیجائیگی۔ روپیہ پیسہ ہتیار سامان جنگ انجنیر یا انگریزی افسر جوکچھ درکار ہونگے آپکو دیئے جائینگے اور اگر روس نے ہرات پر حملہ کیا تو برطانیہ اعظم ہر طرح پیر اوس کے تدارک کیلئے تیار رہیگا۔ ہم نے اسکے لئے سب تیاری کرلی ہے۔ بعد ازان وائسرائے نے صاف الفاظ مین یہ بھی کہا کہ افغانستان کی سلامتی کی پوری حفاظت کیجائے گی اور اگر کوئی غیر سلطنت بلاوجہ حملہ کرے گی تو اوس کا مقابلہ کیا جاے گا۔

مین نے بہت شکریہ کے ساتھ اونکے تمام عطیون کو قبول کیا مگر انجنیرون اور انگریز افسرون کی مدد لینے سے انکار کیا

اِسلیے کہ اس قسم کی مدد میرے لوگ پسند نہ کرینگے۔ مین نے
اون کی تقریر کے جواب مین یہ کہا کہ جب تک انگریز اپنے
قول پر قایم رہین گے مجھے راستباز پائین گے۔

۸ر اپریل کو ایک دربار عام منعقد ہوا جسمین میرے ایکطرف
ملکہ معظمہ کے جانشین مارکوئس آف ڈفرن وایسراے استادہ تھے
اور دوسرے طرف ملکہ معظمہ کے فرزند ڈیوک آف کناٹ۔ مین نے
اوس وقت سب کے سامنے گورنمنٹ ہند کے اس وعدہ کا اعلان
کیا کہ وہ افغانستان کی وقعت عزت اور حفاظت کی ذمہ دار ہے
مین نے اس لیئے اسکا اعلان کیا کہ حاضرین دربار اور ساری دنیا
کو یہ عہد و پیمان معلوم ہو جائین جو برطانیہ اعظم نے میرے ساتھہ
کیے ہین یعنی اگر کوئی سلطنت میرے ملک پر حملہ کریگی تو اوس کے
روکنے کیلیئے برطانیہ اعظم ذمہ دار ہے اور مین نے یہ بیان کیا
کہ اس کے عوض مین بہی اپنے وعدہ پر قایم رہونگا اور برطانیہ

اعظم کے ساتھہ میری دوستی سچی اور بے ریا ہوگی۔ لارڈ ڈفرن نے اسکا اقبال کیا۔ ۱۶ر اپریل کو میرے ملاحظہ کے لئے فوج کی پریڈ قرار پائی۔ چونکہ مین خود تمام عمر سپاہی رہا ہون مین کہہ سکتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ کے پاس بہت ہی عمدہ فوج ہے مین نے اوسکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جس قوم کے پاس ایسی فوج ہو اوسے کسی سے ڈرنا نہ چاہیئے۔ اوسی روز شبکو ایک ڈنر دیا گیا جسمین وایسرائے نے میرا جام صحت پیا مین نے اوس کے جواب مین یہ کہا کہ خدا قیصرہ ہند کی عمر مین برکت دے اور اوس کی حکومت اوسکا خاندان اوسکے تمام خیر خواہون کو قایم و سلامت رکھے جن پر افغانستان کی حفاظت کا دار مدار ہی مین نے اس بات پر مکرر زور دیا کہ روس یقیناً پامیر پر قابض ہو جائے گا۔ اور یہ بات مین نے سنہ ۱۸۸۶ء مین بھی کہی تھی جب روس اور افغانستان کے درمیان شمالی مغربی سرحدونکا

کا معاملہ در پیش تھا۔ مین نے اوسیوقت یہ راے دی تھی کہ قبل اس کے کہ روس پامیر پر قبضہ کرے یہ سرحد خواجہ سالار سے آگے بڑھا کر پامیر اور چترال تک قایم کیجاے۔ مگر ایسا نہ کیا گیا اور روسیون نے پامیر لے لیا۔ اب اسوقت میری تیسری پیشین گوئی بھی پوری ہو رہی ہے وہ یہ کہ روسیون نے ایران مین بھی اپنا زور بڑھا لیا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شاہ ایران سے ایک ریل بنانے کی اجازت حاصل کرلین گے جسے صحراے سیستان سے قندھار اور کیٹہ تک لائین گے۔ بعد ازان خلیج فارس مین بھی اپنا قدم جما دینگے۔

۱۸۸۹ء مین جب مین ترکستان مین تھا مین نے لارڈ لینڈاون وایسراے ہند کو آگاہ کیا کہ اب اچھا موقع ہے اگر افغانستان کے شمالی مغربی سرحدون کی قلعہ بندی کردیجاے اور روسیونکے حملے کی حفاظت کے لئے برابر توپین چڑھا دی جائین۔ اگر روسی

کوئی اعتراض کرین گے تو میرے پاس نہایت معقول عذر موجود ہے۔ اس سے لیے کہ میرا ملک اوسوقت ایک غیر مطمئن حالت مین تھا۔ اور مین خود وہان موجود تھا۔ مگرحسب معمول میرے کہنے کا کچھہ اثر نہوا اور اب وہ وقت ہاتھ سے نکلگیا کیونکہ اب اگر ایسا کیا جائیگا تو روسی یہ کہین گے آپ کیون اپنی فوج سرحد پر جمع کر رہے ہین۔ اور تو ہین چڑہا رہے ہین۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین روسیون کی تمام چالون اور تدبیرون سے جو مشرق مین اونکی ملک گیری کے متعلق ہین اور اونکے دل کے راز ہین پورا واقف ہون مگر میرے کہنے کی کچھہ پرواہ نہین کیجاتی اور کوئی مطلق اعتنا نہین کرتا کہ مین کیا کہتا ہون۔ معلوم نہین کہ برٹش افسر بالکل ناواقف ہین۔ یا اسقدر محتاط ہین کہ کچھہ کر نہین سکتے۔

مین لیڈی ڈفرن سے ملکر بہت محظوظ ہوا۔ مین نے کبھی ایسی لایق عورت نہین دیکھی۔ ڈیوک اور ڈچز آف کناٹ پر اونکی

ہندوستانی رعایا جان دیتی ہے - ڈیوک آف کناٹ ایک نہایت نیک دل خوش خلق راست باز اور مستعد سپاہی ہین کوئی تعجب نہین کہ ساری فوج ایسے افسر کی پرستش کرے -

اس ملاقات مین ایک چیز قابل افسوس میری نظر سے گذری جس سے مجھے بہت رنج ہوا - وہ چیز یہ تھی کہ مین نے پنجاب کے راجاؤن اور نوابون کو کچھ عجب حالت مین دیکھا - وہ بیچارے مثل عورتون کے لباس پہنے تھے اور جسطرح عورتین عموماً زیور پہنتی ہین اوسی طرح یہ لوگ بھی بالون مین ہیرون کی پنین لگائے کانون مین بالیان پہنے ہاتھون اور گردنون مین تمام زیور پہنے ہوئے تھے - اونکے پائجامون کے پائچون مین بھی جواہرات ٹکے تھے - اور کمربند مین گھنگرو لگے تھے جو سامنے پانون تک لٹکتے تھے - وہ جہالت کاہلی اور تعیش مین غرق معلوم ہوتے تھے اونہین کچھ خبر نہ تھی کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اونکو راہ چلنا دشوار تھا

کیونکہ یہ سمجھ کر کہ پیدل پھرنے مین شان جاتی ہے اونھین کبھی پیدل چلنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ سارا وقت شترانجوازی یا چانڈ و بازی مین گذرا تھا۔ مجھے ان بیچارون کے حال پر بہت ترس آیا جنھین مین اوّل یہی سمجھا کہ زنانے ہونگے۔ اور مین نے اوس غریب رعایا کے حال پر افسوس کیا جو ایسون کے ہاتھہ سے انصاف اور ملک کے انتظام کی متوقع ہے۔

مین نے اس ملاقات سے ایک اور سبق حاصل کیا وہ یہ کہ مجھے اور میرے بیٹون کو اور میرے عہدہ دارون کو انگریزون سے ملنے جلنے کا جتنا زیادہ موقع ملیگا اوتنا ہی اچھا ہوگا۔ اسلئے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایسے افسر جیسے لارڈ ڈفرن اور بہت سے دوسرے عہدہ دار جنسے مین وقتاً فوقتاً مل چکا تھا اون سے بہت دوستی ہوگئی۔ پس ایسی حالت مین جسقدر زیادہ آپس مین روابط بڑہین گے اوتنا ہی ایک دوسرے کی نسبت حسن ظن ہوگا۔ اور

معاملات آسانی سے طے ہونگے۔ مین نے یہ بھی خیال کیا کہ ایسے روابط سے وہ قدیم تعصبانہ خیالات دور ہو جائین گے اور ہماری دوستی اور زیادہ موقر ہو گی اس لئے کہ لوگون کو ہمارے خلاف مین باتین بنانے کا موقع نہ ملے گا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض امور زبانی ہی طے کرنا بہتر ہے۔

مین نے ارادہ کیا کہ خود انگلستان جاؤن اور وقتاً فوقتاً اپنے وکیل بھیجا کرون اور گورنمنٹ افغانستان کے لئے انگریزون اور انگریزون کو نوکر رکھون تاکہ لنڈن اور کابل مین راہ ورسم اور زیادہ ہو۔ اس طریقہ سے دونون قومین آپس مین زیادہ میل جول پیدا کرینگی۔ مگر افسوس ہے کہ جسقدر مین انگلستان اور کابل کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے کی کوشش کرتا ہون۔ اوسی قدر بعض انگریز عہدہ دار علیحدہ اور دور دور رہنے کی کوشش کرتے ہین۔

لارڈ ڈفرن کی والیسرائیٹی کے آخر زمانہ مین بعض معاملات ایسے پیش آئے جنکو مجھے بالذات طے کرنیکی ضرورت ہوئی چنانچہ اس غرض کے لئے ایک مشن کابل کو بلایا گیا۔ مگر اوسکے آنیکا اتفاق ہنوا تا اینکہ ماہ نومبر ۱۸۸۸ء مین لارڈ ڈفرن ہندوستان سے روانہ ہوگئے۔ جن کے جانے کا سلطنت ہند کے کل دوستون اور تمام رعایا کو بہت افسوس ہوا۔ ایسا دانشمند مدبر وایسرائے انہون نے کب دیکھا تھا۔ اون کی رخصت کے وقت جو ملال ہوا وہ عالمگیر تھا۔ ہندوستان مین لیڈی ڈفرن کا قیام بھی اونکے شوہر سے کچھ کم قابل قدر نہ تھا۔ انہون نے ہندوستان کی عورتون کیلئے زنانہ شفاخانہ کی بنا ڈالی۔ اور باتون سے قطع نظر کر کے دیکھو تو انہون نے محض یہ کام ایسا کیا ہے کہ تاریخ ہند مین اونکا نام ہمیشہ باقی رہیگا۔ کہ ایک عورت ایسی گذری جس نے اپنے ہمجنس کے ساتھ اتنی ہمدردی ظاہر کی کہ اوس سے پہلے کسی اور عورت سے

نہ ظاہر ہوئی۔

لارڈ لینسڈاون ہندوستان کے وایسرائے مقرر ہوئے
اس تاریخ سے افغانستان اور برطانیہ اعظم کے درمیان پھر دشواریان
اور غلط فہمیان شروع ہوئین۔ مین اس کتاب مین اون کی تفصیل
نہ بیان کرون گا۔ اس لئے کہ اوّل تو یہ کتاب اتنی بڑی نہین کہ اون
حالات کے لئے کافی ہو دوسرے اونکا علانیہ اظہار کرنا مناسب
بھی نہین۔ صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اس زمانہ مین وہ بڑے بڑے
صلح جو لوگ جو وایسرائے کے مشیر تھے جیسے سر ڈانلڈ اسٹوارٹ
کمانڈر ان چیف یا اور عہدہ دار جن کے نام لینا مین نہین چاہتا کہ
مبادا لوگ مجھے خوشامدی کہین سب کے سب ہندوستان
سے جا چکے تھے۔ میرے سفیر جنرل امیر احمد خان بھی اس دنیا سے
کوچ کر چکے تھے جو ہندوستان مین تین وایسرائیون کے زمانہ مین
سفیر رہے اور اپنی عقل و تجربہ سے رشتہ اتحاد کو مضبوط کرتے رہے

لارڈ رابرٹسن کمانڈران چیف مقرر ہوئے اور وہ پیشتر و اصول (فارورڈ پالسی) کے بڑے مویّد تھے۔ گورنمنٹ ہند نے اون سرداروں کے ساتھ جو سرحد افغانستان پر رہتے تھے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور خوجک ہل مین ایک ہموار ا بناکر اپنی ریل سرحد افغانستان کے پاس نیوچمن تک لے آئے وہان سے اپنی فوج سرحد افغانستان کی طرف بڑہانا شروع کی اور اسطرح قلعبندی وغیرہ کا سامان شروع کیا کہ جاہل اور انپڑہ افغانون نے یہ کہنا شروع کیا کہ انگریزی ریل اب قندہار مین داخل ہوتی ہے اور انگریزی فوج کابل پر چڑہائی کرنے والی ہے۔ اوسوقت یہ ضروری خیال کیا گیا کہ وہ سب جہاد کیلئے تیار ہو جائین اسی عرصہ مین لارڈ لینڈسڈاون کے پاس سے خطوط آئے جنکا مضمون ایسا تھا کہ جسکا مین کبھی عادی نہ تھا۔ اور ہندوستان کے دوسرے والیسرائن سے بالکل علحدہ کیونکہ اونہون نے حاکمانہ لہجہ سے

سے مجھے لکھا کہ اپنے ملک کے، اندرونی معاملات و مصالح مین مجھے کیا کرنا چاہیئے اور اپنی رعایا کے ساتھ کسطرح پیش آنا چاہیئے مین ان باتون کو بہلا کب سن سکتا تہا اور مین اگر اسکی مکافات نکرتا تو گورنمنٹ ہند یہ سمجہتی کہ اوسے میرے اندرونی معاملات مین دخل دہی کا حق ہے اور یہ چیز ہمارے عہدنامے کے منشا ایطا کی روسے بالکل خلاف تھی۔

اوسوقت مین قلعہ دہداوی کی تعمیر مین مصروف تہا جہان سے اون سڑکون کی نگہداشت نظر ہے جو روس سے ترکستان کو جاتی ہین۔ اور دوسرے شمالی قلعبندی کر رہا تھا۔ میرا یہ بھی قصد تھا کہ ہرات جاکر وہان قلعبندی کا سامان کرون اور ہرات و قندہار کے درمیان جو درانی اور غلزہی قبیلے بستے ہین اون مین سے والنٹیرز فراہم کرون اسوقت کابل اور قندہار سے میرے پاس اس مضمون کے خطوط آئے کہ انگریز اپنی ریل سرزمین افغانستان مین لارہے ہین

اور اپنی فوجین میرے ملک کی سرحد پر جمع کر رہی ہین۔ اون مین یہ بھی ذکر تہا کہ سرداران سرحد افغانستان جو خود مختار ہین اور ابتک خاموش رہے اہنون نے اب مخالفت شروع کی ہے۔

بعض لوگون نے یہان تک کہنا شروع کیا کہ انگریز کابل اور قندہار لینا چاہتے ہین۔ ان افواہون سے مین متوحش ہوا اوس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ والیسرائے کے پاس سے عجیب وغریب خط آئے۔

پس میرا چلا آنا وہان بہت ضرور تہا۔ باوجودیکہ مین شمالی مغربی سرحد کی قلعبندی مین مشغول تہا مگر مجبوراً مجھے فوراً کابل واپس جانا پڑا۔ اور سنہ ۱۸۹۰ء کے موسم گرما مین وہان جا پہونچا۔ مین نے سردار محمد خان گورنر قندہار کو موقوف کر کے کابل بلا لیا جس نے میری سرزمین پر یہ ریل تعمیر ہونے دی اور کچھ مخالفت نہ کی اور نہ اوس کی بابت مجھے کوئی اطلاع دی وہ سرکاری خزانہ کا قرضدار بھی تھا۔ مگر جس زمانہ مین وہ اپنے حسابات مرتب کر رہا تہا۔ اوسے کابل مین موت آگئی۔

لارڈ لینسڈاؤن کی گورنمنٹ نے محض اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اون توپون کو ہندوستان مین روک دیا۔ اور کابل نہ آنے دیا جو مین نے اپنے ذاتی روپیہ سے خرید کر منگائی تہین۔ اِسکے علاوہ میرے تاجرون نے اطلاع دی کہ افغانی تجار کا خانگی مال بہی مثل لوہا۔ فولاد۔ اور تانبا وغیرہ سرحدی افسرون نے اس بنا پر روک دیا ہے کہ یہ مال جنگی سامان بنانے کے لئے ہے جب تک اونکو افغانستان کی دوستی کا یقین نہ ہوے ایسی چیزین افغانستان مین نہ جانے دینگے۔ اس سے بڑہکر میری توہین اور کیا ہوسکتی تہی۔ مین اپنی رعایا کی نظرون مین ذلیل ہوا۔ میری توپین روک دی گئین۔ اور میرے تاجرون کا خانگی مال روک دیا گیا جو مہذب قومون کی تاریخ مین ایک نئی بات تہی۔ اس لئے کہ تجارت کو ہر جگہ آزادی ہے۔ اگر مین شیر علیخان یا بعض سابق کے افغانی حکمرانون کی طرح تندخو اور ناتجربہ کار ہوتا تو یقیناً جنگ چہڑ جاتی یا مین مدد کے لئے روس

سے رجوع کرتا جسکا نتیجہ شاید یہ ہوتا کہ مین تباہ ہوتا اور گورنمنٹ
ہند کو نئی دشواریون کا سامنا کرنا پڑتا - یا مین گورنمنٹ ہند کو اوس
خط کا جواب ایسا دندان شکن دیتا کہ اوسے بجز اعلان جنگ کے
کچھ چارہ نہ ہوتا - لیکن مین ایسا نہ تھا کہ اونہین ہاتھہ بڑہانے کا موقع
دون - مین سارے پہلو خوب سمجہتا تھا - مین نے یہ کچھہ نہ کیا بلکہ
مطلق بے پروائی ظاہر کی - گورنمنٹ ہند میری اس ادا سے کچھہ ایسی
مطمئن ہوئی کہ اوس نے عین میری تشویش کے زمانہ مین جب
میرے ملک مین ہزارا کا بلوہ فروغ پر تھا ایک نیا شگوفہ چھیڑا -
یہ بلوہ سارے افغانستان مین ایسا عالمگیر تھا کہ خود میرے خانگی
نوکر مجھے چھوڑ کر بلوائیون مین شریک ہو گئے تھے بعض
اہل کابل اور اہل وہمزان بہی جو کابل کے اطراف مین واقع ہے
بلوائیون سے جا ملے تھے سارے ملک مین قوم ہزارا نے مجھہ
پر فوج کشی کی تھی اور اندیشہ یہ تھا کہ بلوہ عام ہو جائے گا - ایسی نازک

وقت مین گورنمنٹ ہند سے جو مجھے مدد ملی وہ ایک قسم کا الیٹمٹم تھا جسکا مضمون یہ تھا کہ گورنمنٹ ہند برٹش مشن کو کابل مین بھیجنے کی بابت میرے غیرمستقل وعدون کا انتظار نہین کرسکتی۔ لہذا لارڈ رابرٹس کمانڈر ان چیف ہند مع افواج کثیر بھیجے جائینگے۔ وہی فوج اونکی باڈی گارڈ ہوگی۔ مجھے یہ حالت بہت نازک نظر آئی اس لیئے کہ دس ہزار سولجرون کو مہمان بلانا دشوار امر تھا اونکے استقبال کے لیئے ایک لاکھ آدمی تیار کرنے پڑتے مین نے دیکھا کہ گورنمنٹ ہند خواہ مخواہ مائل بہ فساد ہے اس لیئے چپکے ہی لارڈ سالسبری وزیراعظم دولت برطانیہ کے نام ایک خط مین نے لکھا اور ایک دوست کے ہاتھ اوسے انگلستان بھیجا۔ اس واقعہ کی بجز خاص معتمدین کے اور کسی عہدہ دار کو خبر نہ ہوئی اوس وقت سر جان گورسٹ انڈر سکرٹری اور لارڈ کراس ہندوستان کے سکرٹری آف اسٹیٹ تھے مین ان دونون صاحبون کا بہت ممنون

ہون جنہون نے میرا خط لارڈ سالسبری کے سامنے پیش کیا۔ اور گو میری تمام خواہشین پوری نہ ہوئین۔ مگر شکر ہے کہ جنگ موقوف رہی۔ جو غلط فہمی یا شکر رنجی میری گورنمنٹ مین اور لارڈ لینسڈاؤن مین پیدا ہو گئی تھی۔ اوس کا فیصلہ اوس وقت تک ہوا جبتک لارڈ رابرٹس ہندوستان سے روانہ ہو گئے اور اون کی جگھہ جنرل سر جارج وہائٹ کمانڈر ان چیف مقرر ہوئے اور ۱۸۹۳ء مین سر مارٹمر ڈیورانڈ کا مشن کابل آیا۔ اوسکے بعد مجھے اسبات سے خوشی ہوئی کہ لارڈ لینسڈاؤن اور مین دوستانہ مراسم کے ساتھہ ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

افغانستان کے گذشتہ حالات پر نظر کر کے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کوئی وایسرائے افغانستان کے ساتھہ جنگ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اسلیئے کہ اوسے ان معاملات مین پورا اختیار حاصل ہے اور چونکہ پارلیمنٹ برطانیہ اعظم کو وایسراؤن

سے ایک طرفہ کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ لہذا وہ ہر معاملہ مین وایسرائے
کے موافق ایک طرفہ ڈگری دیتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ امیر
افغانستان کی طرف سے انگلستان مین کوئی وکیل یا سفیر مقرر نہین
جو گورنمنٹ انگلستان کو ہر معاملہ کے دوسرے پہلو سے آگاہ کرے
اس لئے مجھے خواہش تہی کہ میرا ایک سفیر وایسرائے کے دہان
رہے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے دستور تھا اور اوسکے ساتھ ہی مجھے اختیار
دیا جائے کہ گورنمنٹ انگلستان کے ساتھ بھی مراسلت کر سکون۔
خاصکر اس امر کی ضرورت گورنمنٹ لارڈ لینسڈاؤن کے بدسلوکی
کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ قریب تہا کہ ہم آمادہ بجنگ ہو جائین۔ میری جگہ
اگر کوئی اور امیر ہوتا تو وہ روس سے مدد لیتا اور شیر علیخان
کی طرح برباد ہوتا۔ یا امیر یعقوب کی طرح گورنمنٹ ہند سے ایسے
وعدہ کرتا جو کسی طرح وفا نہ ہو سکتے اور یہ وعدہ گورنمنٹ ہند کی تباہی
کے باعث ہوتے۔ یہ سب گذشتہ مثالین میرے لئے ایک سبق

نہین اور میرے متقدمین کو جس طرز عمل سے نقصان پہونچا تھا مین نے
اوس سے متنبہ ہو کر فائدہ اوٹھایا یہ امر مجھے گوارا نہ تھا کہ گورنمنٹ
افغانستان کسی قدر والیسرایان ہند کے تابع ہو جو بہ حیثیت ملازم
مقرر ہو کر آیا کرتے ہین اور مین امیر افغانستان ہو کر بازیچۂ طفلان
بنون مین ہمیشہ اس فکر مین ہون کہ کسی طرح افغانستان کو اس
دایمی خطرہ سے نجات دون اس لئے کہ یہ ایک خودمختار سلطنت
ہے پھر کوئی وجہ نہین کہ جسکے ساتھہ ویسا سلوک نہ کیا جاوے
جیسا کہ خودمختار سلطنتون کے ساتھہ ہوتا ہے مین یہ جانتا تھا کہ
اگر لندن مین میری سفارت قایم ہو جائے تو افغان لوگ جو
اہل انگلستان کے خصائل اور دولت برطانیہ کی عظمت سے بہت
کم واقف ہین۔ اپنے ہم وطن سفرا کے ذریعہ سے جو لندن مین
رہین گے خوب واقف ہو جاینگے۔ اونکے دلون مین اہل
انگلستان کی طرف سے محبت پیدا ہو جائے گی۔ اور برطانیہ اعظم کے

صنایع و علوم کے سیکھنے کی طرف توجہ کرین گے اور مہذب بنینگے
جس سے باہمی رشتہ اتحاد اور مضبوط ہوگا۔ اور دونون قومین آپسمین
شیر و شکر ہو جائینگی۔ اس لئے اور بعض دوسرے وجوہ سے مین نے
ارادہ کیا کہ خود انگلستان جاؤن ملکۂ معظمہ کی ملاقات کا شرف
حاصل کرون۔ جن کی مثل کی کوئی شریف لیڈی آجتک دنیا مین کسی
تخت پر نہین بیٹھی۔ اور ارکین سلطنت سے ملکر بعض معاملات سے
اونکو آگاہ کرون۔ مجھے معلوم تہا کہ میرے انگلستان جانے اور
رسم و راہ بڑہانے سے بڑے فواید منتج ہونگے۔

جب سر مارٹمر ڈیورانڈ کابل سے انگلستان واپس گئے تو سنہ ۱۸۹۴ء
کے موسم بہار مین خود انگلستان سے مجھے دعوت آئی۔ گویا میری
آرزو پوری ہوئی اور مین نہایت محظوظ ہوا۔ اوس باقاعدہ دعوت
پر سر ہنری فاؤلر سکرٹری آف اسٹیٹ کی دستخط تھی اور مضمون
یہ تہا کہ ملکۂ معظمہ نے بکمال عنایت مجھے مدعو فرمایا ہے کہ مین یا

میرے فرزندون مین سے کوئی اون کی ملاقات کو انگلستان تشریف لائے۔ اسکے علاوہ اور دوستانہ خطوط پرنس آف ویلز ڈیوک آف کناٹ اور دیگر اراکین دولت کے پاس سے میرے نام آئے جن سب مین مجھسے ملنے کا اظہار مسرت کیا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اوسی زمانہ مین مین علیل ہوگیا اور بیماری کو اتنا طول کھچا اور ایسا سخت علیل ہوا کہ میری جان کے لالے پڑگئے میرے دربار کے کل ڈاکٹر مع مس ہملٹن۔ ایم۔ ڈی۔ جو میرے معالج تھے میری بیماری سے بہت متردد ہوے۔

قبل اسکے کہ مین اوس دعوت کا جواب دون میرے پاس رائٹ آنریبل مسٹر جارج کرزن کا (جواب لارڈ کرزن ہین) ایک خط آیا جسمین انہون نے یہ لکھا کہ "مین چترال و پامیر کیطرف بغرض سیاحت جارہا ہون اور یہ چاہتا ہون کہ آپ سے بھی ملاقات کرون اگر اجازت ہو تو مین آؤن" مین نے اونکو بلایا اور وہ چند روز کابل

مین میرے مہمان رہے کئی دوستانہ ملاقاتین ہوئین گو وہ فارسی
نہ جانتے تھے اور مین انگریزی سے بے بہرہ تھا مگر یہ منشی کے
ذریعہ سے ہم دونون مین بخوبی گفتگو ہوئی۔ اون کی باتون سے یہ معلوم ہوا
کہ بڑے زندہ دل خوش مذاق جفاکش۔ باخبر تجربہ کار اور حوصلہ مند
آدمی ہین۔ اون کی گفتگو سے ظرافت ٹپکتی تھی اور اون کی حکایتون
پر خوب قہقہے رہے۔ گو مسٹر کرزن کی ملاقات بالکل خانگی اور
دوستانہ تھی جسے کوئی سرکاری تعلق نہ تھا۔ مگر تاہم ملکی معاملات
کا بھی ذکر آیا۔ اور اوسپر خوب مباحثہ رہے۔ مثلاً مسلہ شمالی مغربی
سرحد افغانستان اور مسلہ ولیعہدی کی نسبت زیادہ گفتگو رہی۔ میرے
بیٹے حبیب اللہ خان اور نصر اللہ خان نے بھی اپنے گھرون
پر اونکی دعوت کی۔ اور بڑے لطف سے گذری مین اون کی ملاقات
سے ایسا محظوظ ہوا کہ مجھے اس بات کی اور زیادہ خواہش پیدا ہوئی
کہ مین اور میرے لڑکے اور میرے یہان کے عہدہ دار دوسرے

امراے انگلستان وارکین سلطنت سے ملاقات کرین اور روابط بڑہائین۔

افسوس ہے کہ میری بیماری نے مجھے اس خوشی سے باز رکہا اور میرا بڑا لڑکا بھی جو اس سفر کے لیئے پورا موضوع تہا۔ اور کچہہ انگریزی بھی بول لیتا تھا نہ جاسکتا تھا۔ اس لیئے کہ نہ معلوم اوسکی غیبت مین یہان کیا اتفاقات پیش آتے اور علاوہ اسکے سارے ملک کا بوجہہ اوسی کے سر تھا۔ میرے اور بیٹون مین صرف نصر اللہ خان اس قابل تہا۔ اسلیئے مین نے اوسکو منتخب کیا کہ میری طرف سے انگلستان جاے۔

علاوہ اُن خطوط کے جو بنام ملکہ معظمہ وشاہزادگان وارکین دولت برطانیہ اعظم اوسے دیئے گئے مین نے اوسے ایک کتاب بہی دی اور تاکید کی کہ تمام سفر مین جو کچہہ اس کتاب مین لکہا ہے اوسکے مطابق عمل کرے۔

ماہ اپریل ۱۸۹۵ء مین نصراللہ کابل سے روانہ ہوا اور مئی مین لندن پہونچا۔ اگست مین لندن سے روانہ ہوا اور کراچی و قندہار کے راستے سے اوسی سال جاڑون مین کابل واپس آیا۔

مگر افسوس ہے کہ مقصد پورا نہ ہوا اور دونون سلطنتون کو بیکار کا بار خرچ اوٹھانا پڑا۔

ہمارے یہان امرا اور غربا سب مین یہ دستور ہے کہ کبھی مہمان کی درخواست رد کرکے اوسے مایوس نہین پہیرتے گو وہ دشمن ہی کیون نہو۔ اور یہ محال ہے کہ کوئی مہمان کسی میزبان کے گھر آئے اور اوسکی آرزو پوری نہ کیجائے۔

مگر میرا بیٹا جو ایک بادشاہ کا فرزند تہا اور ایک شاہنشاہ کے یہان مہمان ہوا یون مایوس واپس کیا گیا اور میری درخواست یون خشک اخلاق سے ٹالی گئی۔

مین سمجھتا ہون کہ میری درخواست جو صرف یہ تھی کہ لندن

مین میرا وکیل رہے یا کم از کم مجھے بالراس گورنمنٹ انگلستان و گورنمنٹ
ہند سے مراسلت کی اجازت ہو صحیح طور پر ہاؤس آف کامنز کے
سامنے نہین پیش کیگئی۔ ورنہ بہت سے تجربہ کار ممبران پارلیمنٹ
اس کے فائدہ کو سمجھتے کہ ان دونون قومون کے باہمی اتحاد کو
بڑہانے اور افغانستان کو مضبوط و مہذب بنانے مین کیا نفع ہی۔
مین اس معاملہ کو آئندہ باب (فیوچر پالسی یعنی آیندہ حکمت عملی) مین
بالتفصیل بیان کرون گا۔ بالفعل ناظرین کی اطلاع کے لیے صرف
اسقدر کہنا کافی ہے کہ ہندوستان و افغانستان مین وہی قدیم
طریقۂ مراسلت ابتک جاری ہے یعنی اونکے مسلمان سفیر کی وساطت
سے جو کابل مین رہتا ہے اور میرے مسلمان سفیر کے ذریعہ
سے جو کلکتہ مین مقیم ہے مراسلت ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین
کہ ساری دنیا ترقی کرے۔ زمانہ کی ضرورتین ملک کی حالت بدلدین
مگر اوس قدیم طریقہ مین کوئی اصلاح نہو۔

مین ملکہ معظمہ اور تمام اراکین خاندان شاہی و امرا اور عامہ خلائق برطانیہ کا بہت شاکر گذار ہون جنہون نے میرے وکیل یعنی میرے بیٹے کی اسقدر خاطر و مدارات کی - چند عہدہ دارون کی سرد مہری بھی اُن احسانات کو نہین بہلا سکتی - ملکہ معظمہ نے میرے فرزند کے حال پر جو عنایت و شفقت فرمائی - مین اوس سے بہت خوش ہون اونہون نے میرے دونون بیٹون حبیب اللہ و نصراللہ کو جی - سی - ام - جی کا اعزاز عطا کیا میرے بیٹے نے اپنا ایک سفرنامہ بھی لکھا ہے جسمین حالات سفر اور انگلستان مین رہنے سے جو تجربہ حاصل ہوئے درج کئے ہین - یہ کتاب مطبع کابل مین چھپی تھی مگر مین نے بمصلحت اوسکو شایع نہ کیا -



باب ششم

مسئلہ حدود افغانستان وڈیورانڈ مشن

ناظرین کتاب کو اب معلوم ہو گیا ہو گا کہ مین کسطرح افغانستان کو ایسی
حالت پر لایا کہ ایک سلطنت کی صورت پیدا ہوئی۔ اس سے پہلے
یہ ملک چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستون مین منقسم تھا جنپر مختلف
سردار حکمران تھے ناظرین یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے
کس طرح اپنے ملک کو وسیع کیا جو میری تخت نشینی کیوقت فقط کابل
اور جلال آباد اور چند اور مقامات تک محدود تھا۔ مینے کس حکمت
عملی سے سنہ ۱۸۸۱ء مین صوبہ قندہار و ہرات پر قبضہ کیا بعد ازان

۱۸۸۳ء مین روشان اور شغنان لیا گو شغنان ۱۸۹۳ء تک زیر بحث رہا تا اینکہ ڈیورانڈ مشن نے اوسکا تصفیہ کردیا۔ اوسی سال مین نے جعفر خان کرگز کو اپنی طرف سے بجائے علی مردان خان (سردار واخان) گورنر واخان مقرر کیا۔

یہ ایک پہاڑی ریاست شغنان کے جنوب مین واقع تھی۔ واخان کے جنوب مین چترال واقع ہے۔ ناظرین نے یہ بھی دیکھ لیا کہ مین نے ۱۸۸۵ء مین میمنا اور ۱۸۹۳ء مین حصزجات اور ۱۸۹۵ء مین کافرستان لیکر اپنے ملک کو اور زیادہ وسعت دی آخرالذکر مقام مین نے ڈیورنڈ مشن کے بعد فتح کیا گو یہ امر اوسی وقت طے ہو گیا تھا کہ یہ مقام میری گورنمنٹ کا جزو ہے۔

جسوقت مین افغانستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستون کو توڑنے اور ملک کو ایک قوی سلطنت بنانے مین مشغول تھا اوس کے ساتھہ ہی ساتھہ اس امر کا بھی خیال تھا کہ ممالک متصلہ کے ساتھہ

اپنے ملک کی سرحدون کا فیصلہ ہو جانا ضرور ہے۔ مین خوب جانتا تھا کہ اپنے ملک کی سرحدون کا نشان ڈالنا ملک کی حفاظت اور امن کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ اس سے غیر سلطنتون کا جو میرے ہمسایہ ہین آگے بڑہنا رک جائیگا اور آئندہ کے لئے سارے جھگڑے اور سب غلط فہمیان دور ہو جائینگی۔

مین جانتا ہون اس صدی مین بڑی بڑی سلطنتون نے یہ اصول اختیار کیا ہے کہ رفتہ رفتہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کو ہضم کر جائین اور اس کے لئے مختلف طریقے اور انواع و اقسام کی چالین چلتے ہین۔ مثلاً ایک یہ چال ہے کہ کمزور سلطنت کے حصے کئے جاتے ہین۔ اور قوی سلطنتین آپس مین تقسیم کر لیتی ہین۔ اور اوس غریب کمزور سلطنت کے ساتھہ جو انصاف ہوتا ہے وہ لایق دید ہے مجھے اسپر ایک نقل یاد آئی۔ ایک

غریب آدمی کی گھڑی چوری گئی تھی۔ وہ چورون کے سرغنہ کے
پاس گیا۔ جو مجسٹریٹ کہلاتا تھا۔ مجسٹریٹ نے کہا مین تمہاری گھڑی تو
واپس نہین منگا سکتا مگر یہ بتاؤ کہ تم مجھے کیا دوگے اوس بیچارے نے
واویلا کی اور کہا کہ مین اس لیئے آیا ہون کہ جو کچھہ میرا مال چوری گیا
ہے اوس کا پتا لگاؤن نہ اس لیئے کہ کچھ اور اپنی گرہ سے دے
جاؤن۔ مجسٹریٹ نے جواب دیا کوئی وجہ نہین کہ تم نے ایک
ایسے آدمی کو جو مجھہ سے کمزور ہے اپنی گھڑی دیدی۔ اور مین اپنا
حصّہ نہ لون۔ گھڑی کا توڑا مجھے دیتے جاؤ وہ بیچارا ایک دوسرے
جج کے پاس گیا جس نے اسی طرح اوس کی انگوٹھی لے لی تب
اوس غریب نے یہ خیال کیا کہ اب اگر مین لارڈ چیف جسٹس تک
پہونچنے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے پاس زیور کی قسم سے کچھہ نہ
باقی رہیگا اور یہ دستار اور کپڑے چیف جسٹس صاحب اپنا حصّہ
سمجھکر لے لینگے۔ میرے پاس تن ڈہانکنے کو ایک دہجی بھی نرہیگی

غرض وہ استنے ہی انصاف پر قناعت کر کے اپنے گھر واپس گیا۔ اگر ناظرین کتاب چین کے معاملہ کو اس نقل سے مقابلہ کرینگے تو اونھین معلوم ہوگا کہ مین غلطی پہ نہین ہون۔ دوسری چال یہ ہے کہ بڑی بڑی سلطنتین آپس مین خفیہ سازشین اور کارروائیان کرتی ہین جسکا نام علم سیاست اور آئین حکمت رکھا ہے۔ اور آپس مین ایک دوسرے سے یہ قول وقرار ہو جاتا ہی کہ اگر تم فلان ملک لوگے تو ہم فلان لینگے۔ مگر آپس مین کچھ مداخلت نہ کرین گے۔

تیسرا طریقہ اونکی ملک گیری کا یہ ہے کہ جسوقت کسی اور ملک کے ساتھ وہ اپنے ملک کی سرحدون کا تصفیہ کرتے ہین۔ تو بعض شہر یا صوبہ جن پر اُن کا دانت ہوتا ہے اونھین یونہین چھوڑدیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ خود مختار ہین۔ بعد ازان وہ سلطنت متصلہ سے یہ خطاب کرتے ہین کہ اوس صوبہ کو خود مختار رہنے دو

نہ تم دخل دو نہ ہم دخل دین۔ ان حیلون سے وہ اوس صوبہ یا شہر کو خود مختار کہتے کہتے سلطنت متصلہ کے دعوے کو منسوخ کر دیتے ہین اور خود کلیتہً یا جزءً اوس پر مسلط ہوجاتے ہین۔ اسکے بعد وہ اس شہر کے ساتھ اسطرح چال چلتے ہین کہ وہانکے حاکم کو ایک بڑا ہاسٹریل۔ گہوڑا چند پورا نے یونی فارم اور کچھ توپین یا تپنچے دیکر یہ کہتے ہین کہ ہم تم ایک دوسرے کے دوست بنکر رہین گے۔ اور ہماری دوستی تمہاری محافظ ہو گی۔ اور ہمسایون کے حملون سے تمہین بچائیگی۔ اور تم ہمارے دوست اور خود مختار شریک بنکر رہو گے۔ وہ بیچارہ یہ سمجھتا ہے کہ جب خود مختاری کو کوئی ضرر نہین پہونچتا تو ایسی دوستی مین کیا قباحت ہے بلکہ یہ تو اپنا فائدہ ہے کہ غیرون کی دست درازی سے امن ہو گا اسلیئے کہ فلان سلطنت حفاظت کا ذمہ لیتی ہے۔ مگر بہت جلد وہ اس حکمران پر اس قسم کا الزام لگانیکا بہانہ ڈہونڈ لیتے ہین۔ کہ

کہ اوس نے خلاف عہد کیا یا اپنی دوستی پر قایم نرہا یا بعض اوقات وہ اپنی رعایا کو ترغیب دیتے ہین کہ اوس سکے مظالم کی اونکے ہان فریاد کرین۔ اسی طرح وہ ایک عذر پیش کرکے اوسکے ملک پر قبضہ کر لیتے ہین۔ اگر سلطنت متصلہ نے کوئی اعتراض کیا کہ یہہ کارروائی خلاف معاہدہ ہے۔ یہ ملک نیوٹرل رہنا چاہیئے تو اوسکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ہان اوسوقت نیوٹرل تھا مگر بعد کو وہان کے حاکم نے ہمارے ساتھہ دوسرا معاہدہ کیا جسکی روسے وہ خود اور اوسکا ملک ہمارے ذمہ داری اور اختیار مین آگیا۔ لہذا آپ کو اس ملک کے معاملات مین دخل دینے کا کوئی حق نہین ہے جو استنے برس سے ہمارے دایرہ حکومت مین خیال کیا جاتا ہے۔ پس ہماری چیز مین دخل دہی کے آپ مجاز نہین ہین۔ بس اسی طرح معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

روس نے اسی طرح سارا ملک بخارا اور وہ صوبہ جات جو سرحد

افغانستان پر دریائے جیحون کے شمال و غرب مین واقع تھے
اوّل اپنی حفاظت اور دائرہ اختیار مین لئے بعد ازان اونکو ہضم
کر گیا۔ گورنمنٹ ہند نے بھی کل صوبہ جات جو افغانستان کے
شرق و جنوب اور شرق و شمال مین واقع تھے۔ اور ابتدا ئً ملک
افغانستان مین شامل تھے اپنی حفاظت اور دائرہ اختیار مین لئے
اور اونکا نام ریاست ہائے خود مختار رکھا اور یہ کہا کہ افغانستان
یا ہندوستان کو ان سے کوئی تعلق نہین۔ مگر روز بروز اپنا اختیار
بڑہانا شروع کیا۔ موسم گرما مین جب وہان گرمی زیادہ ہوتی تھی تو
ان ریاستون کے حاکم بغرض تفریح افغانستان آتے تھے
اور امیر کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ عرض کرتے تھے کہ ہم آپکے
مخلص ہین اور یہان سے روپیہ اور خلعت لیجاتے تھے اسیطرح
موسم سرما مین وہ ہندوستان جاتے اور وہان کے عہدہ دارون
سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ غرضکہ دونون گورنمنٹ اپنی اپنی

جگہہ پر یہ سمجہتی ہتین۔ کہ وہ ہمارے حفاظت واختیار مین ہین مگر
دراصل وہ ان چند خلعتون کی حفاظت واختیار مین ستہے۔
نہ شاہ بخارا اور نہ امیر کابل روس یا انگلستان سے یہ کہہ سکتے
تہے۔ کہ ان خودمختار ریاستون پر قبضہ نکرو اور نہ روس یا انگلستان
بجاے خود ایک دوسرے کے معاملہ مین ہاتھ ڈال سکتے تہے
اسلیے کہ یہ جواب ملتا کہ یہ ملک ہمارے دایرہ حفاظت مین ہے۔
تمہین دخل دینے کا کوئی حق نہین۔
جب مین نے یہ دیکھا کہ ہر گورنمنٹ اس فکر مین ہے کہ جو کچھ
ہاتھ آئے۔ لو تب مین نے بھی یہی راہ اختیار کی۔ اور اون صوبہجات
کے خودمختار سرداروں سے راہ ورسم بڑہائی تاکہ اون صوبون مین
سے جو اول افغانستان مین شامل تھے مین بھی کچھ حصہ لون۔ اسکے
ساتھ ہی مین اپنے ہمسایون کے ساتہہ اپنے ملک کے حدود
قایم کرنے کی فکر کی تا وہ اور آگے نہ بڑہنے پاوین حدود قایم کرنے

کے معاملہ مین چین یا ایران کے ساتھ کوئی دقت نہ پیش آئی اسلئے

کہ نہ اون مین اتنی قوت ہے کہ افغانستان کا کوئی حصہ دبالین

اور نہ ایسی نیت ۔ چنانچہ بغیر کسی دشواری کے افغانستان اور ایران

کے درمیان حد قایم ہوگئی اور کوہ ملک سیاہ سے ذوالفقار تک

حد کا خط قایم کیا گیا ۔ اسی طرح افغانستان کا ایک گوشہ جو واخان

اور روشان کے قریب چین کی سرحد سے ملا ہوا تھا وہ بھی بغیر

کسی جھگڑے کے طے ہوگیا ۔

روس اور افغانستان کے درمیان حدود کا قایم ہونا

روس وانگلستان وافغانستان کے درمیان حدود قایم ہونا

بڑی ٹیڑھی کھیر تھی ۔ اس لئے کہ دونون قوی سلطنتین ہین جو

ایشیا مین کیا بلکہ دنیا مین بڑی زبردست گنی جاتی ہین۔ روے
زمین پران دونون سے بڑھکر کوئی جاذب قوم نہین ہے۔ جو
مشرقی ممالک انہون نے فتح کئے ہین گو دایمی قحط سے بیچراغ
ہو رہے ہین مگر اس پر بھی ہوس یہ ہے کہ ہر سال کچھہ نہ کچھہ لیا ہی
جاے اور رینگتے ہوئے آگے بڑھے ہی جائین نہ معلوم اسمین
کیا فائدہ سوچا ہے۔ میرا ملک مثل ایک گوسفند کے ہے جسپر
شیر اور ریچھ دونون آنکھین جماے ہین۔ اور بغیر تائید حافظ
حقیقی یہ شکار زیادہ عرصہ تک بچ نہین سکتا۔

مین نے اول یہ تدبیر کی کہ شمالی و مغربی سرحد کو جو روس سے
ملی ہوئی ہے بوساطت برطانیہ اعظم طے کرون۔ چنانچہ اس معاملہ
مین گورنمنٹ ہند کے ساتھہ مراسلت ہوئی اور یہ طے پایا کہ افسران
گورنمنٹ ہند اور افسران افغانستان کا ایک جوائنٹ کمیشن مقرر
ہو۔ اور اس مسلہ کو طے کرے۔ ۱۸۸۴ء مین کمیشن مقرر ہوا۔ اس

کمیشن کے سرگروہ جنرل سر پیٹر لمسڈن تھے اور روسی کمیشن کے افسر جنرل ویلینائی تھے۔

اوس خط کے جواب مین جو انگریزی جنرل کے پاس سے میرے نام آیا تھا۔ مین نے یہ لکھا کہ جب تک مین روس مین رہا ہون مینے اثناء قیام مین روسیون کے ساتھ کوئی عہد وپیمان نہین کیا ہے جو وہ اوسوقت میرے مقابلہ مین پیش کرسکین۔ مین کسی طرح اون سے ڈرتا نہین۔ اور جب تک مجھہ مین قوت ہے مین افغانستان کی ایک چپہ زمین بھی روسیون کو ندون گا آپکو چاہیئے کہ جرارت اور مردانگی کے ساتھ حدود قایم کیجیے مگر افسوس ہے کہ نتیجہ حسب دلخواہ نہ نکلا۔

روسی اسبات پر بہت کھسیائے ہوئے تھے کہ مین اونکی اور اپنے ملک کے درمیان حدود قایم کرتا ہون۔ جسکا یہ مطلب ہے کہ وہ آگے نہ بڑھنے پائین اور خاص کر اس بات سے اور زیادہ

ناراض تھے کہ یہ معاملۂ حدبندی انگریزون کے ذریعہ سے طے ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ سرحد افغانستان کیطرف متصل جلد جلد بڑہتے رہے۔

جسوقت اونہون نے پنجدیہہ لیا ہے۔ مجھے اون کا منشاء معلوم ہوگیا تھا مینے انگریزون کو اسبات پر آمادہ کرنے کی بہت کوشش کی کہ پنجدیہہ کی قلعبندی کے لئے اور زیادہ فوج بھیجنے کی مجھے اجازت دین اور مین نے یہ دلیل پیش کی کہ اگر جنگ کا اندیشہ نہین ہے تو مجھے اپنے ملک مین کہین فوج تعینات کرنےمین کیا قباحت ہے۔ مگر گورمنٹ ہند نے میری راے نہ سُنی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی جانین تلف ہوئین۔ اور ۱۸۸۵ء مین پنجدیہہ روسیون نے لے لیا۔

ماہ مئی ۱۸۸۵ء مین وائسراے نے مجھے لکھا۔ کہ روسی بجائے پنجدیہہ کے میرے لئے ذوالفقار خالی کردینے کو راضی ہین۔

جس سے اب حدود کا خط گلران اور مرد چاک کے شمال سے گذریگا
اور وایسرائے نے لکھا کہ یہ صورت روسیون کو منظور ہے۔
مین نے وایسرائے کے خط کا جواب دیا جس مین اس فیصلہ
کے متعلق اپنی منظوری ظاہر کی۔ اور اونکو لکھا کہ مذکور الصدر شرایط
کی ایک نقل مجھے بھیجدین۔

۹ مئی ۱۸۸۵ء کو جنرل لمسڈن کی جگہ کرنل سر وسٹ رجوے
مقرر ہوئے۔ اوّل مجھے یہ بیان کیا گیا کہ سر وسٹ رجوے اون
اسنادات سے جو میری رعایا نے زمین کے دعوون کے
متعلق پیش کئے ہین مطمئن نہین ہین۔ اور یہ کہتے ہین کہ اونکے
علاوہ اور سندین پیش کرو جس سے افغان لوگ ناراض ہین۔
مین یہ سنکر ناراض ہوا۔ مگر آخر مین مجھے معلوم ہوا کہ سر وسٹ رجوے
محض دور اندیشی اور دوستانہ خیال سے اس بارہ مین زیادہ
تفتیش کرتے تھے تاکہ افغانون کے دعوون کو اور زیادہ قوی

کرسکین۔ المختصر انہون نے مسئلہ سرحد بغیر کسی لڑائی جہگڑے کے
طے کردیا۔ بعدازان وہ ۱۸۸۶ء مین ہندوستان جاتے وقت
ہمراہیون سمیت مجہسے کابل مین ملنے آئے مین اونکے کام
سے نہایت ہی خوش ہوا اور اونکی بہت مہانداری کی۔ مین نے
سروسٹ رجوے۔ قاضی اسلم خان۔ کرنل ہولدچ۔ کرنل یاٹ اور
دوسرے ممبران مشن کو طلائی تمغے عطا کئے۔ میری راے مین
سروسٹ رجوے ایک ہونہار اور ہوشیار مدبر آدمی ہین۔ اور
جہان کہین مقرر ہونگے بہت نام پیدا کرینگے۔ مین دعا کرتا ہون کہ
وہ اپنے ہر معاملہ مین کامیاب ہون۔ ۲۲ جولائی ۱۸۸۷ء کو بمقام
سینٹ پیٹرس برگ اصل نوشتہ پر دستخط ہوئے اور پہلی اگسٹ
کو لارڈ ڈفرن نے اس کے متعلق مجہے ایک خط لکہا جسکے جواب
مین مین نے بہت ہی گرمجوشی سے اس بات کا شکریہ ادا کیا
کہ سلطنت برطانیہ نے شمالی مغربی حد قایم کرنے مین بڑی مدد کی

سنہ ۱۸۹۳ء مین افغان اور روسی رعایا مین پہن بید کے قریب زمین کی آبپاشی کے متعلق پہر جہگڑا ہوا۔ اس قضیہ کو طے کرنے کے لئے گورنمنٹ ہند کیطرف سے کرنل یاٹ مقرر ہوئے۔ اور اونہون نے بغیر کسی لڑائی وغیرہ کے اس مسئلہ کو طے کردیا۔

سر وسٹ رجوے کی مشن نے صرف ذو الفقار سے خواجہ سالار تک حد کا معاملہ طے کیا تھا۔ اور گو اوسوقت مینے گورنمنٹ ہند سے کہا کہ یہ حد پامیر تک بڑہائی جائے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اگرچہ سنہ ۱۸۷۳ء کے عہدنامہ کی رو سے روسیون نے یہ تسلیم کرلیا تہا۔ کہ بدخشان اور واخان افغانستان مین ملالئے جاوین۔ اور روشنان و شغنان بدخشان کے جز تہے۔ مگر چونکہ یہ دونون مقامات اوس سڑک پر واقع تہے۔ جو روس سے ہندوستان کو جاتی تہے اس سبب سے روسی یہ فکر کررہے تہے۔ کہ ان دونون مقامون پر قبضہ کرلین۔ مگر مین اون کا مطلب سمجہ گیا تہا۔ اور قبل

کر سکین۔ المختصر اونہون نے مسئلہ سرحد بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے طے کر دیا۔ بعدازان وہ ۱۸۸۶ء مین ہندوستان جاتے وقت ہمراہیون سمیت مجھسے کابل مین ملنے آئے مین اونکے کام سے نہایت ہی خوش ہوا اور اونکی بہت مہمانداری کی۔ مین نے سر وسٹ رجوے۔ قاضی اسلم خان۔ کرنل ہولدچ۔ کرنل یاٹ اور دوسرے ممبران مشن کو طلائی تمغے عطا کیے۔ میری رائے مین سر وسٹ رجوے ایک ہونہار اور ہوشیار مدبر آدمی ہین۔ اور جہان کہین مقرر ہونگے بہت نام پیدا کرینگے۔ مین دعا کرتا ہون کہ وہ اپنے ہر معاملہ مین کامیاب ہون۔ ۲۲ جولائی ۱۸۸۷ء کو بمقام سینٹ پیٹرس برگ اصل نوشتہ پر دستخط ہوئے اور پہلی اگسٹ کو لارڈ ڈفرن نے اس کے متعلق مجھے ایک خط لکھا جسکے جواب مین مین نے بہت ہی گرمجوشی سے اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ سلطنت برطانیہ نے شمالی مغربی حد قایم کرنے مین بڑی مدد دی

سنہ ۱۸۹۳ء مین افغان اور روسی رعایا مین پین بیدہ کے قریب زمین کی آبپاشی کے متعلق پھر جھگڑا ہوا۔ اس قضیہ کو طے کرنے کے لئے گورنمنٹ ہند کیطرف سے کرنل یاٹ مقرر ہوئے۔ اور اونہون نے بغیر کسی لڑائی وغیرہ کے اس مسئلہ کو طے کردیا۔

سرویسٹ رجوے کی مشن نے صرف ذوالفقار سے خواجہ سالار تک حد کا معاملہ طے کیا تھا۔ اور گو اوسوقت مینے گورنمنٹ ہند سے کہا کہ یہ حد پامیر تک بڑہائی جاوے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اگرچہ سنہ ۱۸۷۳ء کے عہدنامہ کی رو سے روسیون نے یہ تسلیم کرلیا تھا۔ کہ بدخشان اور واخان افغانستان مین ملا لئے جاوین۔ اور روشنان وشغنان بدخشان کے جزء تھے۔ مگر چونکہ یہ دونون مقامات اوس سڑک پر واقع تھے۔ جو روس سے ہندوستان کو جاتی ہے اس سبب سے روسی یہ فکر کر رہے تھے۔ کہ ان دونون مقامون پر قبضہ کرلین۔ مگر مین اون کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ اور قبل

اسکے کہ روسی وہان داخل ہون مینے اپنے گورنرون کو حکم دیا کہ ان شہرون پر قبضہ کرلین مجھے دُہرا حق حاصل تھا ایک تو یہ کہ ۱۸۷۳ء کے عہدنامہ کی رو سے یہ شہر میرے ملک مین شامل ہوگئے تھے۔ اور دوسرے شاہ بخارا نے درواز کا کچھ حصہ دبا لیا تھا جو دریاے جیحون کے بائین کنارہ کی طرف واقع ہے۔ پس مین مجاز ہوا کہ شغنان کے اون مقامات پر قبضہ کرلون جو اوس دریا کی دہنی جانب واقع ہین جو لیک وکٹوریا سے نکلتا ہے۔ ان مقامات پر قبضہ کرنے سے ۲۴ جولائی ۱۸۹۳ء کو بمقام سوماتاش کرنل یانوف اور میرے افسر شمس الدین خان مین تلوار چل گئی۔ جسکا ذکر اول کہین آچکا ہے۔

یہ معاملہ ماہ نومبر ۱۸۹۳ء مین میرے اور ڈیورانڈ مشن کے درمیان طے ہوگیا۔ جسکے بعد مین نے اپنی فوج ۱۸۹۴ء مین وہان سے بلالی اور بجاے اوسکے درواز پر قبضہ کیا۔ ماہ مارچ ۱۸۹۵ء مین روس اور انگلستان کے درمیان یہ معاہدہ طے ہوا کہ جو حصہ درواز

کا سبس جیحون (آن روئے دریائے جیحون) کھلاتا ہے۔ وہ شاہ بخارا کیطرف سے افغانستان کو دیدیا جائے اور افغان شغنان روشان کے وہ مقامات چھوڑ دین جو دریائے جیحون اور پنجاہ کے داہنے کنارہ پر واقع ہین۔ جو چشمہ لیک وکٹوریا سے نکلتا ہے۔ وہ گویا افغانستان کی حد قرار دیا گیا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ اوسوقت سے ابتک ہمے شمالی مغربی سرحد کے مسلسل جھگڑون سے نجات ہوگئی ہے۔ اور اب بالکل امن ہے۔ اُمید ہے خدا سے کہ اپنی مخلوق کی جان بچانے کے لیئے یہ امن ہمیشہ قایم رکھیگا۔

ہندوستان اور افغانستان کے درمیان حدود کا قائم ہونا اور ڈیورانڈ مشن کا کابل آنا

جب اور تمام ہمسایون سے ساتھہ حدبندی ہوگئی تو مین نے
یہ خیال کیا کہ ہندوستان اور میرے ملک کے درمیان مین
بہی حدبندی ہونا ضرور ہے تاکہ میرے ملک کے گرد حدود قائم
ہو جائین جو حفاظت کے لئے ایک مضبوط دیوار کا کام دین -
چنانچہ اول مارکوئس آف ڈفرن کو لکہا بعدازان مارکوئس آف
رپن کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے وہان کے چند تجربہ کار
عہدہ دارون کا ایک مشن مقرر کر کے کابل مین میرے پاس بہیجین
تاکہ بعض معاملات پر گفتگو کیجائے - اور مین یہی بہتر سمجہتا تہا کہ یہہ
سرحدی مسئلہ ایک مشن کے ذریعہ سے طے ہو - وائسرائے خود اس کے
فوائد سے آگاہ تہے اور مین نے اونکو لکہا کہ سر مارٹمر ڈیورانڈ
فارن سکرٹری مشن کے افسر مقرر کئے جائین مگر افسوس ہے کہ مین
بیمار ہو گیا - اور جب بیماری سے افاقہ ہوا تو ترکستان مین اسحق
کا بلوہ اُٹہا - اسوجہ سے مشن کا معاملہ ملتوی رہا - اور مین ترکستان

چلا گیا۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین جب مین ترکستان سے واپس آیا تو اوسوقت گورنمنٹ ہند کے ساتھہ میرے تعلقات کچھہ اور ہی تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور اس سلئے مین نے لارڈ سالسبری کے نام ایک خط بھیجا۔ جنہون نے جواب دیا کہ یہ شکر رنجی یا غلط فہمی جو میری گورنمنٹ اور گورنمنٹ ہند مین ہے۔ عہدہ داران گورنمنٹ ہند کے ذریعہ سے طے ہونی چاہیئے۔

اوسوقت لارڈ لینسڈاون نے پھر مجھے ایک خط لکھا جسمین یہ بیان کیا کہ لارڈ رابرٹ مشن کے افسر مقرر ہوئے ہین۔ مین اوسوقت جنگ ہزارا مین مصروف تھا۔ اور یہ چیز اہل افغانستان کی راے اور خواہش کے خلاف بھی تھی کہ لارڈ رابرٹ ایک فوج کثیر کے ساتھہ افغانستان مین داخل ہون مجھے اندیشہ تھا کہ اس مشن کیوجہ سے کہین بلوہ نہو جائے۔ اہل افغان کے اکثر عزیز اور دوست آخری جنگ افغان مین جو لارڈ رابرٹ کے ساتھ

ہوئی تھی۔ لڑائی مین مارے گئے تھے یا لارڈ رابرٹ نے
انتقام مین اونہین قتل کرایا تھا۔ ان وجوہ سے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ
ایک بڑی فوج کے ساتھ افغانستان مین آئین۔ علاوہ ازین
لارڈ رابرٹ ایک سپاہی آدمی تھے اور ایسے پیچیدہ ملکی معاملات
پر بحث کرنے کے لئے ایک مدبر کی ضرورت تھی نہ کہ سپاہی کی
اور سپاہی بھی وہ جو ملک گیری کو اصل اصول سمجھتا ہوے یہ طبعی
بات ہے کہ سپاہی لڑائی اور جنگ چاہیگا۔ جس طرح ایک مدبر
یا بادشاہ صلح اور امن پسند کرے گا۔ اور حتی الوسع جنگ نہونے
دیگا اسکے علاوہ لوگون نے مجھہ سے بیان کیا کہ ہندوستان مین
لارڈ رابرٹ کی مدت ملازمت ختم ہو چکی ہے۔ مگر وہ چاہتے ہین
کہ اس کی توسیع ہو۔ اور وہ بدستور ہندوستان کے کمانڈر ان
چیف رہین۔ لیکن یہ توسیع مدت منظور نہین ہو سکتی۔ جب تک کہ
ہندوستان کے شمالی مغربی سرحد پر کوئی طوفان نہ اوٹھایا جاے

اسلئے کہ وہ سرحدی معاملات مین بڑی سند مانے جاتے ہین پس
اونکا تو یہی فائدہ ہے کہ بجائے صلح کے جنگ و جدل ہو۔ مین نے
اس بات کو یقین نہین کیا ایک لغو سی خبر تھی۔ مگر مین نے ایسے
وقت مین مشن کا بلانا بالکل نامناسب خیال کیا اور اوسے ملتوی کر دیا
وائسرائے کو اس معاملہ مین کچھہ ایسا اصرار تھا کہ اونھون نے پھر
مجھے اس مضمون کا ایک خط لکھا (جو گویا الٹیمیٹم تھا) کہ گورنمنٹ ہند
ایسے مبہم وعدون کا انتظار نہین کر سکتی۔ اتنے دنون بعد وہ حسب
مناسب کارروائی کرے گی۔ اوس وقت مین بہت بیمار تھا اور مین نے
سردار عبد اللہ خان توخی اور میر منشی سلطان محمد خان سے
کہا کہ میرے انگریز ملازمین مین سے کسیکو انتخاب کرو۔ جو
وائسرائے سے ملنے کے لئے بھیجا جائے۔ تاکہ معاملہ اور
زیادہ سنگین و لاعلاج نہ ہونے پائے۔ المختصر مین نے اس طرح
معاملہ کو ٹالا اور فی الفور وائسرائے کو اس مضمون کا خط لکھا کہ

مسٹر پائن میرا خط لیکر آپ سے ملنے آتے ہین۔ تاکہ مشن کے متعلق ضروری انتظام کرین۔ اس پیغام سے یہ مقصود تھا کہ اراکین دولت ہند مطمئن ہوجائین۔ اور معاملہ کو زیادہ طول نہ کھینچے۔

یہ خط روانہ کرنے کے بعد مینے مسٹر پائن کو ایک خط والیسرائے کے نام اور دوسرا سر مارٹمر ڈیورانڈ فارن سکرٹری کے نام دیا۔ اور مسٹر پائن سے کہا کہ ہندوستان جاؤ مگر آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے اور اگر ممکن ہو تو مشن کو چند روز کیلئے ملتوی کردو تاکہ لارڈ رابرٹ جو عنقریب ہندوستان چھوڑنے والے ہین انگلستان روانہ ہوجائین۔ مینے والیسرائے سے درخواست کی کہ ایک نقشہ مجھے بھیجا جائے جسمین مجوزہ خطوط سرحد قایم کئے گئے ہون جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یاغستان کے کون کون مقامات وہ اپنے دائرہ اختیار مین لینا چاہتے ہین۔ مینے جو چال چلی تھی پوری اتری۔ لارڈ رابرٹ روانہ ہوگئے۔ انہون نے مجھے ایک

خط لکھا۔ جس مین مجہہ سے نہ ملنے کا تاسف ظاہر کیا۔ اونکے جاتی ہی مینے فوراً مشن کو کابل آنیکی دعوت دی۔

یہان پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ وایسرائے نے جو نقشہ مجہے بہیجا۔ اوس مین یہ تمام شہر۔ وزیری۔ نیو چمن مع ریلوے اسٹیشن۔ چاغہ۔ بلند خیل۔ کل مہمند۔ اسمار اور چترال جو سرحد پر واقع ہین۔ شمال ہندوستان دکہلائے گئے تہے۔ اسپر مین نے وایسرائے کو ایک طولانی خط لکھا۔ جس مین ان سرحدی قبایل کے متعلق بہت کچھ پیشین گوئیان تہین۔ اوس خط کا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے۔

"اب رہے یہ سرحدی قبایل جو یاغستان کے نام سے مشہور ہین اگر وہ میرے ملک مین شامل رہین گے۔ تو مین اونہین اپنے اور انگلستان کے کسی دشمن کے مقابلہ مین لڑا سکون گا۔ اور وہ اپنے ہم مذہب مسلمان بادشاہ کے جہنڈے کے نیچے بخوشی

جہاد کرینگے - یہ لوگ بڑے بہادر سپاہی اور پکے مسلمان ہین -
اگر کوئی سلطنت ہندوستان یا افغانستان پر حملہ کرے گی - تو
یہ لوگ خوب سینہ سپر ہونگے - مین رفتہ رفتہ اونھین رام کرکے
صلح جو رعایا اور برطانیہ اعظم کا عمدہ رفیق بنالون گا - لیکن اگر آپ
اونھین میرے ملک سے جدا کرلین گے تو وہ نہ آپ کے کچھ کام
آئین گے نہ میرے آپکو ہمیشہ اونکے ساتھ لڑنا جھگڑنا ہوگا اور وہ
ہمیشہ لوٹ مار کیا کرینگے -

جب تک آپکی گورمنٹ قوی ہے آپکا زبردست ہاتھ اونہین
زیر رکھیگا - لیکن جب کبھی کوئی غیر دشمن سرحد ہندوستان پر نمودار
ہوگا - اوسوقت یہ لوگ آپ کے بدترین دشمن ثابت ہونگے - آپکو
یاد رکھنا چاہیئے کہ ان لوگون کی حالت بالکل ایک کمزور دشمن
کی سی ہے جو کسی زبردست دشمن کے ہاتھ سے زیر ہو جبتک
وہ دشمن قوی ہے یہ مطیع ہے مگر اودہر اوس کی قوت گھٹی

ادہر کمزور دشمن نے اوسکے پنجہ سے نکلکر اوسپر حملہ کیا۔ علاوہ اسکے یہ لوگ میرے ہم قوم وہم ملت ہین اگر آپ انہین مجھ سے جدا کر لینگے تو میری رعایا کی نظر وںمین میری توقیر گھٹیگی اور یہہ چیز میری کمزوری کا باعث ہوگی۔ اور میری کمزوری آپکی گورنمنٹ کے لئے مضر ہے"

لیکن میری اس صلاح کی کچھہ قدر نہ کیگئی۔ اور گورنمنٹ ہند کو یہ سرحدی قبایل لینے کا کچھہ ایسا اشتیاق تھا۔ کہ اوسنے بجبر میرے افسرون کو بلند خیل اور وناذہب سے نکال دیا۔ اور اونسے یہ کہا کہ فلان وقت تک نہ چلے جاؤ گے تو مجبورًا جانا پڑے گا۔ چونکہ مین برطانیہ اعظم کا دشمن ہونا اور اوس سے لڑنا نہ چاہتا تھا مینے اپنے افسرونکو حکم دیا کہ عہدہ داران ہند سے اطلاع پاتے ہی وہ مقامات چھوڑ کر چلے آؤ۔

تیمور مرزا شاہ حاکم اسمار نے ۱۸۸۷ء مین بخلاف میری اطاعت

قبول کی۔ اور اپنا ملک میری حفاظت ونگرانی مین سونپا۔ اس لئے
کہ اوسے عمرا خان حاکم بجور کے حملہ کا اندیشہ تھا مگر وہ اپنے ایک
غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تب میرے کمانڈران چیف جنرل
غلام حیدر خان نے ۱۸۹۱ء مین اسمار پر قبضہ کرلیا۔ جس سے گورنمنٹ
ہند بہت ناراض ہوئی۔ اس لئے کہ ان تمام صوبجات یاغستان پر
اوسکا دانت تھا جو نیوٹرل کہلاتے تھے۔ یاغستان مین۔ چترال
بجور۔ سوات۔ بنیر۔ دیر۔ چلاس۔ اور وزیری وغیرہ سب شامل تھے
گورنمنٹ ہند میرے اسمار چھوڑنے پر بہت مصر ہوئی۔ لیکن چونکہ
یہ مقام کنار۔ لمغان۔ کافرستان اور جلال آباد کا گویا پھاٹک
تھا۔ جو میرے ملک کے صوبہ ہین۔ اور جہان سے پامیر و چترال
کی سڑکون کی مدنظر ہے۔ ایسے مقام کا اپنے قبضہ مین رکھنا جو میرے
ملک کا پھاٹک ہو ایسا ضرور تھا جیسے کہ میرے ملک کے اور تین
گوشون پر ہرات قندہار اور بلخ پر قبضہ رکھنا۔ اسی طرح گورنمنٹ

ہند نے یہ اصرار کیا کہ مین چاغنہ بھی چھوڑ دون کافرستان۔ باغستان بلوچستان اور چمن مین بھی گورنمنٹ ہند کے سرحدی عہدہ دار متواتر دخل دیتے تھے۔ جو چیز مجھے عجیب معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ ایک طرف تو گورنمنٹ ہند یہ کہتی تھی کہ ہمکو افغانستان کی طرف کچھ ملک لینے کی ضرورت نہین۔ ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ افغانستان کو ایک قوی خود مختار سلطنت دیکھین اور دوسری طرف گورنمنٹ ہند کا عمل یہ تھا کہ خوجک ہل مین نقب لگا کر اس طرح میرے ملک مین ریل داخل کی تھی۔ گویا میرے جگر مین چاکو بھونک دیا تھا۔ اور پھر طرف یہ افواہ اوڑ رہی تھی کہ قندہار تک ریل لانے کا قصد ہے۔ خواہ مین اجازت دون یا نہ دون اور پارلیمنٹ مین ان معاملات پر بحث ہوتی تھی جسکی مجھے برابر خبر پہونچتی تھی اس لیے کہ جو کچھ افغانستان کی نسبت اخبارون مین چھپتا ہے۔ میرے ایجنٹ اوس کے پرچہ مجھے بھیجتے رہتے ہین۔ اس کے علاوہ روس مجھے الگ

روشان اور شنغنان کی بابت سنا رہا تھا۔

چنانچہ انہین دقتون اور غلط فہمیون کو طے کرنے کے لیے

مین نے ایک مشن بلایا جسکے سرگروہ مسر مارٹمر ڈیورانڈ تھے۔ یہ صاحب

ایک بڑے ہوشیار مدبر تھے۔ اور اونھین معلوم ہو گیا کہ اعتبار سے

اعتبار بڑھتا ہے۔ سعدی

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر		از سوئے کینہ کینہ واز سوئی مہر مہر

اُنہون نے اپنی سلامتی اور حفاظت کا مجھپر بھروسہ کر کے کابل

کی جانب کوچ کیا۔ وہ ۱۹ ستمبر ۱۸۹۳ء کو پشاور سے کابل روانہ ہوئے

اور اونکے ہمراہ کرنل ایلس جو کواٹر ماسٹر جنرل کی آفس سے تعلق

رکھتے تھے کپتان میک مہان۔ کپتان مینرس اسمتھ۔ مسٹر کلارک

ملازم فارن آفس جو منصرم پولٹیکل اسسٹنٹ تھے۔ میجر فن (وائسرا

کے ڈاکٹر) مسٹر ڈونلڈ اور چند ہندوستانی محاسب اور منشی اور

عہدہ دار تھے۔ جب وہ کابل مین داخل ہوئے تو میرے جنرل

غلام حیدر خان نے اونکا استقبال کیا اور ہمنے اونکے رہنے کیلئے کابل کے قریب اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کا مکان جسکا نام اندکی ہے تجویز کیا۔ اول رسمی دربار ہوا بعد ازان معاملات پر بحث چھڑی۔ ڈیورانڈ بڑے ہوشیار مدبر تھے۔ اور فارسی خوب جانتے تھے۔ اس لئے اچھی طرح سے بحث ہوئی۔ مگر ہمنے پہلے سے یہ انتظام کیا تھا کہ ایک پردہ کے پیچھے میر منشی سلطان محمد خان کو بٹھا دیا تھا۔ کہ ہر ایک لفظ جو میرے یا سر مارٹمر ڈیورانڈ کے منھہ سے نکلے یا مشن کے کوئی اور صاحب کچھہ کہین سب برابر لکھتا جائے۔ تاکہ وہ ایک دستاویز رہے۔ سلطان محمد خان ایسی جگہ بٹھائے گئے تھے جہان سے نہ وہ نظر آئین اور نہ اونکی آواز سنائی دے اور اس کا علم بجز میرے اور کیسیکو نہ تھا۔ اونکو ہدایت کیگئی تھی کہ ہر ایک بات خواہ انگریزی ہو یا فارسی جو وہ مجھہ سے کہین۔ یا آپس مین بولین سب لفظ بلفظ لکھی جائے۔ چنانچہ

اونھون نے علامات واشارات مین ہر ایک لفظ جو میرے اور ڈیورانڈ کی زبان سے نکلے لکھہ لئے اور یہ ساری گفتگو میرے یہان دفتر مین بحفاظت موجود ہے ساری گفتگو کا خلاصہ اور نتیجہ یہ تھا کہ روس اور میری گورنمنٹ کا جھگڑا جو صوبہ روشان اور شغنان کے متعلق تہا اوس طرح پر طے ہوگیا جیساکہ اوپر بیان کرچکا ہون -

صوبہ واخان جو میرے حصّے مین آیا تھا - مین نے برطانیہ کے حوالہ کردیا اس لئے کہ کابل سے بہت دور تھا اور میرے ملک سے بالکل الگ جسکی وجہ سے وہان معقول قلعبندی کرنا بہت دشوار تھا -

چنانچہ اب حد یہ قرار دیگئی کہ چترال و بروغل پاس سے پشاور تک اور پھر پشاور سے کوہ ملک سیاہ تک ایک خط ڈالا گیا - اس طرح سے واخان - کافرستان اسمار - مہمند لالپورہ - اور ایک جزو وزیرستان میرے حصہ مین پڑا اور نیو چمن اسٹیشن سے چاغہ - باقی ملک

وزیری - بلندخیل - کرم - آفریدی - بجور - سوات - بنیر - ڈیر - چلاس اور چترال ان سب سے مین دست بردار ہوگیا -

ان سرحدات کے متعلق دو عہدنامے تیار ہوئے جن پر مین نے اور ممبران مشن نے اپنی اپنی دستخط کی - ان عہدنامون کا مضمون یہ تھا کہ چونکہ گورنمنٹ افغانستان نے بطریق دوستی بعض صوبون سے اپنا دعویٰ اوٹھالیا ہے - اب سے سالانہ امدادی رقم جو گورنمنٹ ہند سے ملتی ہے - بجاے بارہ لاکھ کے اٹھارہ لاکھ ہوگی - اسکے علاوہ گورنمنٹ ہند وعدہ کرتی ہے کہ ہتیار اور سامان جنگ سے دوستانہ مدد دیگی - اور یہ بھی اقرار کرتی ہے کہ آئندہ گورنمنٹ افغانستان کو اختیار ہوگا کہ جسقدر ہتیار اور سامان جنگ خریدکر منگانا چاہے - اوس مین کوئی مزاحمت نہ کیجائیگی -

دو دن روانگی سے پہلے میرے بیٹے حبیب اللہ خان نے کل ممبران مشن مع عبدالرحیم خان اور نیٹیو سکرٹری افضل خان برٹش

ایجنٹ مقیم کابل اور نواب ابراہیم خان کو باغ بابر مین دعوت دی۔
وہان میرے دونون بیٹون حبیب اللہ خان اور نصر اللہ و غلام حیدر
خان کمانڈران چیف و میر منشی اور دو تین عہدہ دارون نے
مہمانون کی پیشوائی کی۔

۱۳ ار نومبر کو سلام خانہ مین ایک عام دربار کیا گیا جہان کابل کے
کل سول و ملٹری افسر اور سرداران قبائل اور میرے دونون بڑے بیٹے
حاضر تھے۔قبل کارروائی شروع ہونے کے مین نے اہل دربار
کے سامنے ایک اسپیچ دی جس مین کل عہد و پیمان کا خلاصہ بیان
کیا جو میری اور گورنمنٹ ہند کے درمیان ہوئے تھے اور عہدنامہ
کے شرایط بیان کئے۔تاکہ میری قوم میری رعایا اور کل حاضرین
دربار کو اوس سے اطلاع ہوجائے مین نے خدا کا شکر کیا کہ
دونون گورنمنٹون مین دوستانہ تعلقات قایم ہوئے اور
بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مضبوط ہوگئے۔مین نے سر مارٹمر

ڈیورانڈ اور دوسرے ممبران مشن کا شکریہ ادا کیا۔ جنہون نے ایسی دانشمندی سے سارے جھگڑے طے کیئے اسکے بعد سر مار ٹمر ڈیورانڈ نے ایک مختصر سی اسپیچ دی جسکے آخر مین انہون نے یہ ذکر کیا کہ وایسرائے ہند کے پاس سے ایک تار آیا ہے جسمین وایسرائے نے نئے عہدنامون اور ہمارے دوستانہ تعلقات کی نسبت نہایت خوشی اور اطمینان ظاہر کیا ہے۔ اونہون نے یہ بھی بیان کیا کہ لارڈ کمبرلی نے ہاؤس آف لارڈس مین بھی اپنا اطمینان ظاہر فرمایا ہے۔

میرے ملک کے کل عہدہ دار اور وکلائے جو حاضر تھے ڈیپوٹیشن کے اڈریس کی ایک ایک نقل لی جسپر ان سب کی مہرین اور دستخط تھے اور جس مین اونہون نے ان معاہدون کی نسبت اپنا اطمینان اور رضامندی ظاہر کی تھی۔ اور برطانیۂ اعظم اور افغانستان کی باہمی دوستی پر کمال مسرت و خوشی کا اظہار کیا تھا۔

مین دوبارہ پہر کھڑا ہوا اور ممبران مشن و حاضرین دربار کو یہ کاغذ پڑہکر سنایا - آج میر منشی کو پوشیدہ رہنے کا حکم نہ تھا - بلکہ علانیہ یہ تینون اسپیچین اوس نے لکہین جنکی دو ہزار کاپیان چھپواکر دوسرے روز تمام ملک مین تقسیم کیگئی -

مین ایک مثال بیان کرتا ہون جس سے ظاہر ہوگا کہ میرے لوگون کو دولت برطانیہ کی دوستی کی کیسی قدر ہے اور اونکے دلونین اور تمام میرے عہدہ دارون کے دلون مین کس درجہ محبت ہے سرہارٹمر ڈیورانڈ کی روانگی کے دو دن پہلے مین نے چاہا کہ اونہین اور دوسرے انگلش جنٹلمین کو جو مشن کے افسر تھے تمغے وغیرہ بہیجون -

آپس مین یہ دوستانہ تکرار ہوئی کہ کون شخص تمغے ونکے پاس لیجائے - میرے کمانڈران چیف اور میر منشی اور کوتوال تینون چاہتے تھے کہ وہ تمغے ممبران مشن کے پاس لیجائین کیونکہ وہ

اسی ایک خاص عزت کا باعث سمجھتے تھے کہ ممبران مشن اونکے ہاتھ سے تمغا لین - القصہ مین نے میر منشی کے ہاتھ تمغے بھیجے اور اوسے ہدایت کی کہ اپنے ہاتھ سے پیش کرے - اور میری طرف سے اون کی نمایان خدمات کا بہت بہت شکریہ ادا کرے - یہ تمغے دیکر میر منشی واپس آیا اور ہر ایک کے پاس سے شکریہ کا خط لایا - ۱۴ نومبر کو مشن کابل سے روانہ ہوا - جو غلط فہمیان اور جھگڑے ان سرحدی معاملات کے متعلق ہوا کرتے تھے سب ختم ہو گئے - اور جب عہدنامہ کے مطابق دونون گورنمنٹون کی سرحدین قایم ہوگئین تو دونون گورنمنٹون مین ایک عام صلح اور امن قایم ہوا - جو انشا اللہ ہمیشہ قایم رہے گا -

اس موقع پر یہ بیان کرنا شاید بے محل نہ ہوگا کہ لارڈ لینڈ اون نے ۱۸۹۴ء مین ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت ایک اسپیچ دی تھی جس مین انھون نے یہ بیان کیا تھا کہ یہ سرحدی انتظام

اس سے لئے کیا گیا ہے۔ کہ سرحدی قبائل گورنمنٹ ہند کو آیندہ تکلیف
نہ دین مگر اونکے بیان سے کے بالکل برعکس ثابت ہوا اور میری پیشین
گوئی صحیح ہوئی۔ یعنی اُنہین سرحدی قبایل کے ساتھ جو گورنمنٹ ہند
کے دائرہ اختیار مین سے لئے گئے تھے۔ جنگ چترال۔ جنگ بجور۔
جنگ ملک تند۔ جنگ وزیری اور جنگ آفریدی واقع ہوئی۔ اور یہ
سب لڑائیان اوس انتظام کے بعد پیش آئین۔ جسکا ذکر لارڈ لینسڈاون
نے اپنی اسپیچ مین کیا تھا۔

اس کا سبب یہی ہے کہ ان قبایل کو اب اسلامی حکمران کے
تابع رہنے کی کوئی توقع نہ رہی اور انگریزی حکومت کی اطاعت
وہ پسند نہین کرتے۔



باب ہفتم

افغانستان کا انجام

اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ

کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ آئندہ کیا ہوگا پھر مین جو کچھہ افغانستان کے آیندہ حالات کو بیان کرون کیونکر اوسکا ذمہ دار ہوسکتا ہون نہ معلوم صحیح ہو یا غلط۔ اگر مین یہ دعویٰ کرون کہ مجھے یقین ہے آیندہ کیا ہوگا

ؔلہ پوشیدہ اسرار خدا پر روشن ہین بجز عالم الغیب کوئی نہین جانتا کہ آیندہ کیا ہوگا۔
یہ انگریزی عبارت کا ترجمہ ہے - مترجم

تو میرا یہ کہنا گویا کلمۂ کفر ہے۔ مگر تاہم اس زمانہ کے حالات وعلامات پر نظر کرکے کوئی ہوشیار مبصر بغیر نبوت یا ولایت کا دعوی کئے یہہ بتا سکتا ہے کہ ہوا کس رخ کی چل رہی ہے۔ ناظرین کتابکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مجھے بہ نسبت اگلے والیان ملک کے دنیا کا اور بنی نوع انسان کا بہت زیادہ تجربہ حاصل ہے۔ اُمید ہے کہ باطمینان میرا بیان سنین اور جو کچھہ مین اپنے جانشینون کے اور اہل ملک کے فائدہ کے لئے اشارۃً یا کنایۃً کہون اوسے گوش زد فرمائین

مین اس باب کو دو حصون مین تقسیم کرتا ہون۔ ایک حصہ اُون ترقیون کے بیان مین ہوگا جو میرے ملک مین ہونا چاہیئے اور اس مین ملک کے اندرونی معاملات کے متعلق میری راے اور نصیحت ہوگی اور نیز ملک کے مختلف محکمون اور کارخانون کی بابت میرا مشورہ ہوگا کہ آیندہ اُن مین اور کیا ترقی کرنا چاہیئے۔ مگر اس مسئلہ کے متعلق اکثر امور پچھلے بابون مین ذکر ہو چکے ہین۔

ناظرین کتاب سے یہ توقع ہے کہ اگر کہین اونکا اعادہ ہو جاے تو
معاف فرمائین۔ مین اونکو مکرر اس لئے بیان کرتا ہون کہ میرے
ملک کی اندرونی حکمت علی اور ذرائع ترقی بخوبی ذہن نشین ہوجائین
کیونکہ ایک شے کی کامیابی دوسری شے پر منحصر ہے۔ دوسرے
حصہ مین افغانستان کی فارن پالسی اور اور سلطنتون سے جو
ڈپلومیٹک تعلقات ہین اونکا ذکر کیا جائیگا۔

افغانستان کا انجام

ہوم پالسی اور اندرونی معاملات

کوئی معمولی عقل کا مبصر خواہ افغانستان کو اب بھی ویسا ہی سمجھے
جیسے کہ سر الفریڈ لائل اپنی ایک نظم مین لکھتے ہین۔

کشور افغان سب ہے چکی مین مٹھی بھر اناج

اور ندی آرہی ہے دیکھنا کس شور سے

کوئی دم مین پس کے رہجائیگا آٹے کیطرح

سنگ بالا ہو کہ زیرین جب پھرے گا زور سے

لکھنا سے اسطرف یہ لکھ رہے ہین وائسرا سے

حکمرانی مین نہ چھوڑ و عدل اور انصاف کو

روسیون کو اوسطرف کہتا ہے وہ للکار کر

دم ذرا لو۔ آپ سے باہر نہو۔ منہ دہو رکھو

پھر یہ کہتا ہے کہ حالت دولت اسلام کی

ہے دگرگون آرہی ہے اب صدای الرحیل

سب تباہی کے مجھے آثار آتے ہین نظر

کیا مجھی پر خاتمہ ہونا ہے اے رب جلیل

لیکن ملک کی اوسحالت پر نظر کر کے جو میری تخت نشینی کے وقت

تھی اور جب سے ابتک اس قلیل زمانہ مین جو حیرت انگیز ترقی ہوئی

اوس سے پوری اُمید ہے کہ انشاء اللہ افغانستان ایک بڑی قوی سلطنت ہو جائے گا۔ عرب کے اوس پاک نبی اور ہادی برحق کے اقوال ہمارے لئے ایک بڑی میراث ہین جس نے عرب کے صحرا کو دنیا مین ایک نہایت شاداب سلطنت بنا دیا۔ آنحضرت کا یہ قول میرے ملک کے حسب حال ہے " جب خدا کچھہ کرنا چاہتا ہے تو اوس کی مشیت معاملات کو اوسی ضرورت کے موافق بدل دیتی ہے " الحمد للہ کہ جو ذرائع افغانستان کی آئندہ ترقی کے لئے مفید ہین وہ روز بروز بڑہتے جاتے ہین۔

اس مین شک نہین کہ افغانستان ایک ایسا ملک ہے کہ یا تو ایک بڑی قوی عظیم الشان سلطنت ہو کر رہیگا یا صفحہ دنیا سے بالکل مٹ جائیگا اس آخری حالت کا وقوع اوسوقت ممکن ہے جب کوئی ناتجربہ کار اور کمزور امیر ملک مین حکمران ہوگا اس صورت مین ملک تقسیم ہو جائیگا اور سلطنت افغانستان کا نام

بھی باقی نہ رہے گا۔ مین اپنے بیان کو اور واضح کرنے کے لیئے یہ کہتا ہون کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ان دونون صورتونکے علاوہ افغانستان مین کوئی تیسری حالت پیدا ہو۔ اس امر کا تو خیال ہی نکرنا چاہیئے کہ اگر افغانستان چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم ہوگیا تو اوسکی کوئی ہستی باقی رہیگی۔ کیونکہ اگر گورنمنٹ مین اتنی قوت اور دانائی باقی نہ رہی کہ ملک کو بلا اعانت غیرے بیرونی حملون سے بچا سکے تو یقیناً روس یا انگلستان اوسپر قبضہ کرے گا۔ مگر روس یا انگلستان سارے ملک پر تنہا قابض نہین ہوسکتا۔ مثلاً انگلستان کبھی یہ روا نہ رکھے گا کہ روس ساری افغانستان کا مالک ہو کیونکہ اس صورت مین انگلستان کو ہندوستان پر قبضہ رکھنا دشوار ہوگا اسلیئے کہ ہر وقت صدہا دقتون اور خطرون کا سامنا رہیگا اسی طرح اگر انگلستان سارے افغانستان کو لینا چاہے تو روس اسس لوٹ مین غیر سا جھا لگائے چپ نہ رہیگا۔

اگر افغانستان خوش قسمت سے ہے اور کسی ہوشیار متکبر۔ دلیر دور اندیش بادشاہ کے زیر فرمان ہوا تو کوئی وجہ نہین کہ وہ ترقی کر کے ایک بڑی قوی سلطنت نہو۔ اس لئے کہ ملک کا رقبہ اور آبادی بعض بڑی بڑی سلطنتون کے برابر ہے۔ بخلاف اس کے کہ اگر افغانستان کسی ایسے امیر کے ہاتھ لگا جیسے کہ شاہ بخارا یا ہندوستان کے بعض کے والیان ریاست ہین تو اوس کی مٹی خراب ہوگی۔ روس یا انگلستان کے ساتھ یکے بعد دیگرے عہدنامے کئے جائین گے اور ملک رفتہ رفتہ ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اگر امیر نے خود ایسا نہ کیا تو روس وانگلستان یا ملک کے چھوٹے چھوٹے سرداراوسے مجبور کرینگے اس بارہ مین اب زیادہ تفصیل کرنے کی ضرورت نہین اس لئے کہ جو لوگ مشرقی معاملات سے واقف ہین اونہین یہ بات بخوبی معلوم ہے۔

پچھلے فقرہ مین جو یہ ذکر ہوا ہے کہ آیا ممکن ہے کہ افغانستان

آئندہ کبھی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہو جاے اور اوسکی
پولٹیکل حیثیت باقی نہ رہے یا اسقدر قوی ہو کہ اپنی پوری حفاظت
کر سکے مین ان دونون پہلوؤن پر تفصیلی بحث کرونگا۔ تاکہ میری
قوم کو نصیحت ہو۔

اس مقام پر مین اپنی راے ظاہر کرتا ہون کہ افغانستان
کسطرح ایک قوی اور خود مختار ملک ہو سکتا ہے۔ دوسرا امر جسکے
متعلق مین راے دونگا یہ ہے کہ افغانستان کو روس اور انگلستان
کے پنجہ سے بچانے کے لئے کیا تدبیر کرنا چاہیے اس مسئلہ
مین اور موقع پر بحث کیجاے گی جو فارن پالسی[1] سے متعلق ہے

افغانستان ایسا ملک ہے جو ایک شاداب زمین سے
مشابہت رکھتا ہے جس مین ہر قسم کے پھول پھل پیدا ہونے کے
قابلیت ہو۔ بشرطیکہ کسی اچھے باغبان کی نگرانی مین رہے۔ اس سے

---

[1] وہ حکمت عملی جو غیر ممالک کے ساتھ برتی جاے۔ مترجم۔

مطلب یہ ہے کہ کوئی ہوشیار حکمران ملک پر مسلط ہو جن ملکون

مین ترقی و پیداوار کے ذرایع نہون وہ مثل بنجر زمین کے ہین جسمین

باوجود باغبان کی محنت کے بجز چند پہول یا پہلون کے کچہہ پیدا نہو سکے

مگر افغانستان مین دولت قوت اور ترقی کے بہت ذرایع موجود ہین۔

مین اُن مین سے چند بیان کرتا ہون۔

معدنیات

ملک مختلف اقسام کی بیش بہا کانون سے بھرا ہوا ہے۔ یاقوت

پکھراج۔ لاجورد۔ سونا۔ چاندی۔ سیسہ تانبا۔ لوہا۔ کوئلہ جن مین

بعض کانین تو یورپین جیالوجسٹ کے بیان کے مطابق دنیا مین

سب سے بڑی کانین ہین۔ ان کانون سے یقیناً بہت کچھہ نکلسکتا

ہے جس سے نکالنے کا خرچ وغیرہ بھی سب ادا ہو سکتا ہے لیکن یہ

بیش قیمت جواہرات اور بے بہا کانین جب تک باقاعدہ طور سے

کام مین نہ لائی جاوین مثل پوشیدہ خزانہ کے ہین اس لیئے کہ جو شخص
جواہرات نہین پہچانتا اوسکے نزدیک شیشہ اور الماس کا ٹکڑا دونون
برابر ہین -

تجارت

افغانستان کی تجارت کے لیئے پیداوار اور ذرایع بیشمار ہین علاوہ
بڑی بڑی کوئلے اور لوہے کی کانون کے جو مثل انگلستان کی کانون
کے ہین جو سیاہ الماس برطانیہ کے نام سے موسوم ہین - اور جن کی
بدولت انگلستان آج ایک عظیم الشان سلطنت بنا ہے ملک مین بکثرت
آبشار ہین جو کلین چلانے کے لیئے بکار آمد ہو سکتے ہین اور اسطرح
صنعت و حرفت کو ترقی ہو سکتی ہے -

رعایا

اہل افغانستان مرد و زن دونون بڑے بہادر - زکی اور تعلیم کے

شایق ہین۔ آزادی وخود مختاری پر مرتے ہین۔ قوی الجثہ اور تندرست
ہوتے ہین۔ اور شرابخواری وقماربازی کے عیبون سے بالکل
پاک ہین۔ وہ بہت جلد حال کی اصلاحات وتعلیم کو اختیار کر لیتے
ہین۔ اور اونہین غیر ملکیون کے ساتھہ فضول اوہام یا تعصبات
بالکل نہین۔ وہ مثل ہندیون کے نہین ہین کہ دولت برطانیہ کو ملک
ہین حکومت کرتے ایک صدی سے زیادہ عرصہ گذرا ہے مگر ابتک
یورپین خیالات سے ناواقف ہین اور کوٹ پتلون یا بوٹ پہننے
کو گناہ سمجھتے ہین وہ ابتک اوسی لکیر کے فقیر ہین۔ قدیم وضع کی زیر پائی
پہنتے ہین جن سے راہ چلنا دشوار ہوتا ہے اور اونکے پاجامون
کے ازار بند ٹخنون تک لٹکتے رہتے ہین۔ بخلاف اسکے افغانون
مین اتنے تہوڑے زمانہ مین ایسا عظیم تغیر ہوا ہے کہ وہ مثل اپنے
ترکی بہائیون اور دوسری یورپین اقوام کے معقول وضع کا لباس
پہنتے ہین اور غیر ملک کے مرد اور عورتون کے ساتھہ جلد خلا ملا کر لیتے

ہین۔ اور اون سے ہر ایک بات سیکھنے کی کوشش کرتے ہین۔

قومی قرضہ

نہ ملک افغانستان زیر بار ہے اور نہ گورنمنٹ افغانستان۔ اور نہ اوسکو کسی جنگ کا تاوان بھرنا ہے۔ گورنمنٹ افغانستان اون زیر باریون سے بالکل پاک ہے جن مین اور سلطنتین مبتلا ہین کسی پر قومی قرضہ کا بار ہے اور کوئی اپنے ہمسایہ کو جنگ کا تاوان دے رہی ہے۔ جب کبھی ملک مین کچھہ ترقی یا لشکر کی درستی کا سامان ہونے لگا۔ فوراً قرض کے دعویدار اوٹھہ کھڑے ہوئے کہ پہلے ہمارا قرضہ ادا کرو پھر کسی اور کام مین روپیہ لگاؤ یا سامان جنگ خریدو۔ شکر ہے کہ افغانستان کیلئے کوئی ایسی روک ٹوک نہین۔ نہ غیر ملک کے سفیر ہین جو معاملات ملک مین سازش کرین اور نہ غیر اقوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی عہدنامہ

ہے جس سے غیر سلطنتین دخل ہی کی مجاز ہون۔ مزید بران کسی غیر
سلطنت کو کوئی اختیار نہین دیا گیا ہے کہ ریل وغیرہ بنانے کے
لئے اجارہ چاہے۔ نہ ہندوستان کی دیسی ریاستون کی طرح
کوئی انگلش رزیڈنٹ سزاول ہے جو والی ریاست سے پوچھنے
کا مجاز ہو کہ "دن مین کتنی روٹیان کہاتے ہو۔" اور "تمہارے منہ مین
کے دانت ہین" یا اونکے خانگی و ملکی معاملات کے انتظام مین دخل دے

ہمسائے

افغانستان کے دونون پہلوؤن مین انگلستان و روس دو بڑی
سلطنتین ہین۔ گو افغانستان کو ان دونون سلطنتون کی قربت سے
بہت تشویش رہتی ہے مگر چونکہ یہ دونون ایک دوسرے کی رقیب
ہین اس لئے اون کی قربت افغانستان کی حفاظت کے لئے
مفید بھی ہے۔ گورنمنٹ افغان کی بہت کچھ حفاظت اس بات سے

بھی ہے کہ یہ دونون سلطنتین آپس مین ایک دوسرے کا افغانستان
کی چپہ بھر زمین لینا بھی گوارا نہین کرتین - اسکے علاوہ میری راے
ہے کہ یہ دونون سلطنتین یہ بھی نہین چاہتین کہ افغانستان کے
لئے آپس مین جنگ مول لین - بلکہ وہ اسی مین اپنا فائدہ دیکھتے
ہین کہ افغانستان بجاے خود یون ہین قایم رہے مگر اس معاملہ
مین آیندہ تفصیل سے بحث کیجاے گی -

مذہب

گورنمنٹ افغانستان کے قوی ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے
کہ کل رعایا کا ایک مذہب یعنی مذہب اسلام ہے - دوسرے
مذاہب کے لوگ افغانستان مین بہت کم ہین - اتنے نہین ہین
جتنے کہ یونانی اور ارمنی ٹرکی مین ہین جن کو غیر سلطنتین اپنے بادشاہ
سے لڑنے کے لئے اُبھارا کرتی ہین - افغانستان کی رعایا

کو اس امر مین بڑا تعصب ہے کہ بجز اُنکے ہم مذہب کے اور کوئی غیر مذہب والا اون پر حکمران نہ ہو۔ وہ اور کل مذاہب کے بادشاہون کو کافر سمجھتے ہین۔ مذہب کے لئے مرد و عورت دونون لڑنے پر مستعد ہین اور یہ سب کا ایمان ہے کہ کافرون کے مقابلہ مین جو کوئی مارا جائیگا وہ سیدہا جنت کو روانہ ہوگا۔ ہر افغان مرد و زن کی یہ دعا ہے کہ خدایا مجھے شہید کی موت عطا کر۔ فی الحقیقت وہ آزادی اور خودمختاری کے عاشق ہین اپنے ہم مذہب بادشاہ کی اطاعت بھی بمشکل قبول کرتے ہین۔ پھر غیر مذہب والے بادشاہ کے کیا خاک مطیع ہونگے۔ اس کا ثبوت صاف ظاہر ہے کہ مثل خیبر اور دوسرے اضلاع کے باشندے جو ہندوستان کی سرحد پر واقع ہین۔ ان مین ابتک اتنا امن نہین قایم ہوا ہے کہ کوئی شخص بغیر ایک قوی باڈی گارڈ کے اونکے ملک مین سفر کر سکے۔ ملک ایسا کوہستانی ہے کہ پہاڑون کی چوٹیان ان

فطرتی بہادروں کی حفاظت کے لئے گویا مضبوط خداداد قلعے
ہین ۔چنانچہ نہ گورنمنٹ روس مناسب خیال کرتی ہے ۔کہ صدہا
میل کا یہ دشوار گذار کوہستانی راستہ وہان کے حکمران اور قوم کی
مرضی کے خلاف طے کیا جائے اور نہ انگلش گورنمنٹ قرین مصلحت
سمجھتی ہے کہ ایسے ملک کے لئے اسقدر زر کثیر اور بیشمار بیش
قیمت جانین ضایع کیجائین ۔ اگر بالفرض یہ ملک فتح بھی کر لیا تو اوسکا
رکھنا محال ہوگا۔ ایک مہذب گورنمنٹ کے انتظامات اور فوج
وغیرہ رکھنے مین جو کچھ صرف ہوگا۔ وہ بھی ملک کی آمدنی سے
ادا نہوگا۔

بحالت موجودہ افغانستان مالی لحاظ سے کسی غیر سلطنت
کے لئے بکار آمد نہین ہوسکتا۔ البتہ فوج کے لئے سپاہی ملسکتے
ہین اس لحاظ سے البتہ افغانستان کسی غیر سلطنت کا معین ہوسکتا
ہے جو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے افغانستان سے ہوکر

گذرے اور افغانی سپاہیون کی مدد چاہئے۔ لیکن افغانستان
پر قبضہ کرنا کسی غیر سلطنت کے لئے مفید نہ ہوگا۔ اس کے لئے
کم از کم پچاس ساٹھ برس کا عرصہ چاہیئے تاکہ افغانستان بذریعہ
تجارت و معدنیات ملک ترقی کرکے مہذب ملکون مین شمار کیا
جائے اور ریل اور تار اور دخانی جہاز سب فراہم کرلے۔

انگلستان یہ چاہتا ہے کہ افغانستان محفوظ و مضبوط رہے

گو بعض کوتاہ اندیش انگریزون نے اور دوسرے لوگون نے
جنہین (فارورڈ پالسی) یعنی پیش قدمی کا جنون ہے کئی دفعہ
افغانستان اور برطانیہ اعظم مین رنجش ڈلوادی اور افغانستان
کے بعض قبیلے یہ کہہ کر اپنے تعلق کرلئے کہ یہ حکومت افغانستان

سے علیحدہ اور خود مختار رہین مگر وہ لوگ یہ نہ سمجھے کہ یہ ساری بنجر
زمین جو سرحد افغانستان پر واقع ہے انگریزی قبضہ مین رکھنا
خلاف عقل ہے یا نہین۔ اس سے خواہ مخواہ ہندوستان کے
خزانہ پر بار پڑا۔ وہان قیام امن کے لئے فوج رکھنی پڑی۔ علاوہ
اسکے سول انتظام کرنا پڑا۔ بیٹھے بٹھائے اپنے سر ذمہ داری
کا بار لیا۔ وہ صرف بڑہایا جو اس سرزمین کی آمدنی سے کبھی ادا نہین
ہو سکتا اور اپنے تئین تشویشون مین پھنسایا۔ یہ کوتاہ اندیش
انگریزی عہدہ دار جو اپنی دانائی اور قوت پر بہت لاف و گزاف
مارتے ہین غالباً یہ سمجھتے ہین کہ اونہین عالم الغیب سے بھی
زیادہ علم ہے اور اگر کوئی واقف کار شخص اونہین نصیحت کرنا چاہتا
ہے تو اوسکا خاکہ اڑاتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ اون سے بڑھکر
کوئی ہوشیار نہین۔ یہی لوگ فارورڈ پالسی کے موید اور
بڑے جنگجو ہین۔ مگر خوش قسمتی سے انگریزی قوم۔ انگریزی

مدبر اور انگریزی رعایا بہ نسبت ان چند مذکور الصدر ہمہ دانون کے زیادہ تر واقف و ہوشیار ہین چنانچہ ان لوگون کی چالین انگریزی مدبرین اور رعایا کے ناپسند ہوتی ہین جو فی الحقیقت یہ چاہتے ہین کہ افغانستان ایک قوی خود مختار گورنمنٹ ہو اور ایک سچا دوست بنکر سلطنت ہند کا پشت پناہ رہے ہین خوش ہون کہ روز بروز صلح جو لوگون کی تعداد جو گورنمنٹ ہند اور میری گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ہین بڑہتی جاتی ہے اور اوس خیال کے لوگ جن کی بدولت انگلستان اور افغانستان مین اس قدر لڑائیان اور خونریزیان ہوئین اب گھٹتے جاتے ہین۔ اب برٹش نے یہ ظاہر کرنا شروع کیا ہے کہ افغانستان کی خیر خواہی محض باتون سے نہین بلکہ اونہین دل سے منظور ہے۔ اور عملاً بھی اس چیز کو ثابت کر چلے ہین۔ کہ جہان تک ہو سکے افغانستان کی حفاظت و قوت وحمایت کے لئے روپیہ۔ ہتیار۔ کلون وغیرہ سے ہر طرح کی مدد

دیجائے اس لئے کہ وہ دیکھتے ہین کہ سلطنت ہند کی بہبودی
افغانستان کے ساتھ وابستہ ہے۔

وزراے برطانیہ نے افغانستان کو مدد دینے کے لئے
محض رضامندی ہی نہین ظاہر کی ہے بلکہ کسی غیر حملہ آور کے
مقابلہ مین میرے ملک کی حفاظت کے ضامن ہوئے ہین۔اس
بات سے مجھے اور میرے جانشینون کو موقع ملا ہے کہ اپنی ساری
توجہ ملک کے اندرونی حالات کی اصلاح اور ترقی مین صرف
کرین اور بیرونی خطرون کی تشویش اور ذمہ داری اپنے اون دوستون
پر چھوڑدین جو انگلستان مین ہین۔

افغانستان کو قوی اور دولتمند بنانیکے متعلق مشورہ و نصیحت و عملی اشارات

جو ذرائع افغانستان کو ایک بڑی سلطنت بنانے کیلئے
موجود ہین۔ اونکا کچھہ ذکر تو ہو چکا ہے اب مین اختصار کے ساتھہ یہ
بیان کرونگا کہ یہ چیز کسطرح ممکن ہے اور اوسکے حاصل ہونے کے
کیا طریقے ہین مین جزوی معاملات سے قطع نظر کرکے چند ضروری
باتین بیان کرتا ہون جو افغانستان کو آئندہ ایک بڑی قوم بنا
سکتی ہین۔

یہ تو معمولی بات ہے کہ مکان آراستہ کرنے سے پہلے
مکان بنانے کی فکر کرنا چاہیئے اور جب مکان بن جائے تو ضرور
ہے کہ وہ دیوارون سے محصور ہو تاکہ اساس البیت محفوظ رہے
اور اگر مکان مین سوراخ۔ گڑھے۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ ہون تو ضرور
ہے کہ پہلے ان کے نکالنے کی فکر کرے۔ تب مکان مین رہے
اسی لئے سب سے پہلے اور ضروری چیز یہ تھی کہ مین افغانستان
کے گرد حدود قائم کرون تاکہ اوّل یہ معلوم ہو جائے کہ دراصل کون

کون صوبہ افغانستان مین شامل ہین اوس کے بعد ترقی اور اصلاح
کی فکر کیجائے۔ الحمد للہ کہ مین اس چیز مین کامیاب ہوا اور افغانستان
کے حدود قایم کردے جس سے قریب کی سلطنتون کی دست
اندازی مسدود ہوئی اور آئے دن کی لڑائیان جھگڑے جو ہمسائے
والون سے ہوا کرتے تھے دفع ہوئے اور اب میرے جانشینون
کو بھی اس معاملہ مین آیندہ کے لیئے اطمینان ہوا کہ بغیر عہدنامہ
ٹوٹے کوئی لڑائی جھگڑا نہو گا۔ میرے جانشینون کیواسطے امن
اور ترقی کی بنا پڑی اور اس بارہ مین اب اونہین اہل جوار سے
خط وکتابت کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جب ملک کے گرد حدین
قائم ہوچکین اور گویا مکان محصور ہوگیا تو یہ ضرور ہوا کہ اس مکان سے
کل موذی حشرات الارض۔ سانپ۔ بچھو جو مکان مین گھر بنائے
تھے اور امن و ترقی مین بہت مانع تھے نکالے جائین یعنی صدہا
چھوٹے چھوٹے سردار۔ رہزن۔ بدمعاش اور قزاق جو افغانستان

مین ہمیشہ شر و فساد اُٹھایا کرتے تھے۔ سب راہ راست پر لائے
جائین۔ اسلیئے لازم ہوا کہ وہ قدیم انتظام جسکی روسے والی ملک
بعض بڑے بڑے امرا کو جنگی ضروریات کے پیش آنے کے وقت
فوجی کمک کے بہم پہونچانے کے معاوضہ مین جاگیرات عطا
کر کے بذریعہ نیابت حکومت کرتا تھا توڑ دیا جائے اور سب
ایک قانون اور ایک حکومت کے مطیع کیئے جائین۔ شکر ہے
کہ مین اس معاملہ مین بہی پورا کامیاب ہوا اور افغانستان کو ایک
متحدہ سلطنت کی صورت مین لے آیا۔ صدہا سرداران قبایل جو پہلے
جانی دشمن تھے گاڑہے دوست ہو گئے اور مین نے اون کو
اپنی گورنمنٹ مین بڑے بڑے عہدہ اور اعلیٰ خدمتین دین۔ جن
لوگون نے میری اطاعت نہین قبول کی اور امن مین مخل ہوئے
وہ ملک سے نکال دئے گئے۔ اب امیر سے لیکر فقیر تک
تمام افغانستان مین کوئی شخص ایسا نہین ہے جو میری گورنمنٹ

سے عدول حکمی کرسکے یا میرے بعد میرے جانشینون سے
بغاوت کرے جو لوگ میری اس حکمت علی پر نکتہ چینی کرتے ہین
مین اون سے یہ کہتا ہون کہ تمام سلطنتون کی تاریخ کو دیکھین جو
اوس حالت سے جبکہ حکومت بڑے بڑے زبردست امرا کی
نیابت سے ہوتی تھی اور خودمختار قبیلون اور جرگون کی باہمی
خانہ جنگیون اور موروثی کشاکشون اور خونریزیون پر منتہی ہوا
کرتی تھی کس طرح تہذیب اور شایستگی کے درجہ کو پہونچی
ہین۔ تب وہ خود انصاف کرسکین گے کہ یہ حالت بغیر لڑائیان
لڑے اور خونریزی ہوے نہین نصیب ہوئی ہے جبوقت
مین اس کام مین مصروف تھا کہ تلوار کی نوک سے افغانستان
کی اندرونی حالت اور قلم کی نوک سے بیرونی حالت درست
کرکے اوسے ایک سلطنت کی صورت مین لے آؤن مین نے
کوئی دقیقہ اصلاح اور ترقی کا جو ملک کے لئے ضرور تھی فروگذاشت

نہین کیا ان اصلاحات کا ذکر اپنے اپنے موقع سے آچکا ہے
لہذا یہان مین صرف یہ کہون گا کہ جو کچھہ افغانستان کے لئے
ہونا چاہیئے اس کا دسوان حصتہ بھی نہین ہوا۔ اگر ترقیان اور
اصلاحین برابر جاری رہین تو البتہ کچھہ ہو گا۔ مین بالفعل قوم کی
آیندہ ترقی کے متعلق چند اشارے بیان کرتا ہون۔

سب سے پہلی اور نہایت ضروری نصیحت جو مین اپنے جانشینون
اور رعایا کے لئے کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ اگر افغانستان کو
ایک عظیم الشان سلطنت بنانا چاہتے ہین تو اتفاق کی قدر کرین
صرف اتفاق ہی ایسی چیز ہے جو افغانستان کو ایک بڑی قوت
بنا سکتا ہے۔ کل شاہی خاندان۔ امرا اور رعایا سب ایک دل
ایک رائے اور ہم غرض ہو کر اپنے گھر کی حفاظت کرین۔

میرے بچپن سے ابتک کوئی دن ایسا نہین گذرا کہ جس روز
کسی نہ کسی ملک اور قوم کی تاریخ مین نے خود نہ پڑھی ہو یا مجھے پڑھکر

نہ سنائی گئی ہو۔ ان تواریخ کے مطالعہ سے مین نے ایک نتیجہ نکالا ہے وہ یہ کہ بہت سی سلطنتون کا زوال خصوصًا مشرق مین اسلامی سلطنتون کی تباہی محض نااتفاقی اور خانہ جنگیون کی بدولت ہوئی۔ اسلام جو اس قدر ترقی کر کے عرش پر پہونچا وہ محض عرب کے اوس بڑے کشور آرا کے قول کی پیروی کی بدولت۔ جسکا یہ مطلب ہے کہ کل مسلمان بھائی ہین۔ جب اس قول کی پیروی ترک کر دی اور نفاق نے جگہ پائی تب اسلام ابتر ہوا اور یکے بعد دیگرے ساری سلطنتین کھو بیٹھا۔ مین اپنی قوم اور اپنے جانشینون سے التجا کرتا ہون کہ اپنے ملک کے معاملہ مین ہمیشہ یکدل رہین اور میرے قدم بقدم چلین۔ وہ اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھین کہ مین نے کسطرح اپنے تخت کے گرد تمام وہ شاہزادے اور امرا و سردار جو ہندوستان و روس و ایران مین غریب الوطن تھے جمع کر لئے اور اونکی دشمنی مبدل بدوستی ہو گئی۔ مین اس

امر کو بہ تفصیل دوسری جگہ بیان کر چکا ہون۔ اس مقام پر زیادہ لکھنے
کی ضرورت نہین۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ شہر کابل مین اور خود میرے
بیٹون مین میرے بعد کوئی خانگی جھگڑا ایسا نہ ہوگا جو خطرناک
سمجھا جائے۔ مین نے اپنی زندگی مین یہ انتظام کر دیا ہے۔ کہ
کل شاہزادے اور اہل افغان میرے بڑے بیٹے کو اپنا سردار
سمجھین اور اوس کی اطاعت قبول کرین۔ میرے آبا واجداد نے
جو غلطیان کین۔ مین اون سے بہت متنبہ ہو گیا ہون۔ مین نے
ایسا نہین کیا کہ ملک اور فوج اپنے لڑکون مین تقسیم کر دی ہو تا کہ
نا اتفاقی کی صورت مین اونہین آپس مین لڑنے کا موقع ملے
اگر بدقسمتی سے میرے بیٹے اور شاہزادے میری اس نصیحت
پر عمل نہ کرین اور آپس مین لڑین تو یہی بہتر ہوگا کہ اپنی بداعمالی کی
سزا پائین اور میری نصیحت نہ سننے کا یہ پھل ملے کہ ملک
اونکے ہاتھ سے جائے۔ افغانستان نصیب دشمنان ہو اور قوم

افغان کا وجود ہی مٹ جائے - اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو اُنہین خود اپنے اوپر نفرین کرنا ہوگی سلئے کہ خدا فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنْفُسِہِمْ -[۵۱]

لیکن اگر میرے بیٹے اور جانشین خوش قسمتی سے ملے رہے اور ایک دل رہے (جہان تک میرا علم ہے کوئی وجہ نہین کہ نہ ملے رہین - اون مین کوئی اس قابل نہین کہ اپنے بڑے بھائی کا مقابلہ کرسکے جسکے ہاتھ مین فوج اور خزانہ اور ہر ایک چیز ہے) تب بھی اسکے علاوہ ایک دوسری دقت قابل لحاظ ہے اور وہ شاہی خاندان کے اون لوگون کی نااتفاقی ہے - جو افغان کے باہر ہین یہ لوگ دو قسم کے ہین - ایک تو وہ جو برطانیہ اعظم کی حفاظت مین ہین اور انگریزی خوشامد خورے کہلاتے ہین - اور دوسرے

---

۵۱ خدا کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک خود وہ قوم اپنے افعال سے اپنی حالت نہ بدلے -

وہ جو روسی حفاظت مین ہین - اون مین پہلی قسم کے چندان قابل خوف نہین - اوسکی وجہ یہ ہے کہ قریب قریب اون کے کل معتبر ساتھی اونہین چھوڑکر کابل مین آگئے ہین - یا اب آنے والے ہین یا میری حسب ہدایت اونہین کی ملازمت مین ہین اور علانیہ یا خفیہ مجھسے تنخواہ پاتے ہین - دنیا مین بڑے سے بڑا بہادر بغیر ہمراہیون کے تنہا ایک فوج کا مقابلہ نہین کرسکتا - ان بیچارون کا بھی وہی حشر ہوگا جو افغانستان کے آخری شاہی خاندان (سدوزئی) کے شاہزادہ کا ہوا جو بوڑھا ہوکر انگریزون کی وظیفہ خواری مین مرا مگر ہمیشہ تمنا یہ رہی کہ ایک دفعہ پھر کابل کے تخت پر بیٹھنا نصیب ہو -

علاوہ اسکے کہ یہ شاہزادے تن تنہا ہین - کوئی ہمراہی نہین رکھتے برٹش گورنمنٹ خوب جانتی ہے - اوسے یاد ہے کہ ان لوگون نے کیسی بدانتظامی پھیلائی اور عہدشکنی کرکے روس

سے سازش کرنے لگے۔ مجھے یقین ہے کہ برٹش عہدہ دارونکا
حافظہ ایسا اچھا ہے کہ یہ باتین اونھین یاد ہونگی اور دوبارہ سبق
لینے کی ضرورت ہوگی۔ مجھے اس مین بھی تامل ہے کہ یہ شاہزادے
برطانیہ کی مدد سے بھی کبھی تخت پاسکین۔ خصوصًا جسوقت افغانستان
ایسا قوی ہوجاوے جیسی کہ مجھے توقع ہے۔ مجھے بالکل یقین
ہے کہ انگریزان عہدنامون کے خلاف جو میری اور اون کی
گورنمنٹ کے مابین ہوئے ہین کبھی ایسا نکرینگے۔ اس عہدشکنی
کا یہی نتیجہ ہوگا کہ افغانستان کے ساتھہ کھلم کھلا جنگ ہوگی اور یہ
بات بالکل اونکی خواہش اور مرضی کے خلاف ہے۔ اگر انگریز
اپنے عہدوپیمان پر قائم ہین تو کبھی اون لوگون کو جو اون کے
ہاتھہ مین ہین میرے لڑکون کے ستانے کے لئے افغانستان
مین نہ آنے دینگے۔ ان سب باتون کا خیال کرکے اب کوئی
محل تشویش نہین اس لئے کہ وہ لوگ انگریزون کی حفاظت

اور نگرانی مین ہین - لیکن اگر باوجود عہدنامون کے انگریزون نے میرے خاندان کے دشمنون کو مدد دی تو اوس حالت مین مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو یہی صلاح دونگا کہ وہ طریقہ اختیار کرین جو مینے اختیار کیا تھا جب گورمنٹ ہند نے میرے خلاف امیر شیر علیخان کو مدد دی تھی - یعنی اول ہی سے بہادرون کیطرح لڑکر فیصلہ کرلین اور اگر ممکن ہو تو اپنے دشمنون کو ملک سے نکال دین - یا اگر خود شکست کہائین (جس کی مجھے ہرگز اُمید نہین) تو وہ راہ چلین جو مین اونکو بتائے جاتا ہون یعنی انگریزون کے خلاف کسی دوسری سلطنت کی حمایت مین جارہین - لیکن مجھے قوی اُمید ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ کبھی ایسا اتفاق نہوگا - جہان تک مین خیال کرتا ہون یا کوئی اور شخص جسے خدا نے سمجھہ دی ہے - اس معاملہ مین افغانستان کے انجام کے متعلق تصفیہ کرسکتا ہے کہ انگریزون کی غرض اور سلطنت

ہند کی سلامتی افغانستان کے قوی اور خودمختار ہونے پر منحصر ہے اور شاہزادون کو آپس مین لڑا کر افغانستان کو کمزور کرنا نامناسب ہے۔

دوسرا معاملہ جو میرے بیٹون اور جانشینون کے لئے نہایت قابل غور ہے وہ یہ کہ اون کے تین دشمن ہین جو روس کی حمایت مین پناہ گزین ہین۔ یہ البتہ بڑے خطرے کی بات ہے گو حالات زمانہ کے اعتبار سے وہ خفیف ہو یا سنگین۔ یہ بات یقینی ہے کہ خطرہ ضرور ہے۔ جن وجوہ سے مین اپنے جانشینون کو متنبہ کرنا چاہتا ہون وہ بہت سے ہین۔ مگر مین چند باتین یہان پر ذکر کرتا ہون۔

بخلاف انگریزون کے روسی یہ چاہتے ہین کہ افغانستان جو اون کی راہ مین حائل ہے اگر بالکل معدوم نہ ہو سکے تو کم از کم منقسم ہو کر بہت کمزور ہو جاوے پس جس طرح انگریزون کا یہ فائدہ

ہے کہ دعویداران تخت کو اپنے اختیار مین رکھین روسیون کا اس مین فائدہ ہے کہ اونہین لڑنے کے لئے یہان بھیجین اونکے لئے اس بات کی وجہ بھی معقول ہے۔ اولاً اون کا نفع یہ ہے کہ افغانستان کا وجود ہی باقی نہ رہے جو ہندوستان پر حملہ کرنے کے وقت اونکا سد راہ ہو۔ دوسرے جب روسیون نے برخلاف عہد و پیمان کے جو دولت برطانیہ کے ساتھ کئے تھے امیر شیر علیخان سے سازش کی اوسوقت انگریزون نے جیسا چاہئے ویسے روسیون کی مخالفت نکی۔ جس سے اونکی کمزوری ظاہر ہوئی۔

روسی یہ سمجھتے ہین کہ اگر وہ افغانستان مین فتنہ بپا کر سکے تو سبحان اللہ اور اگر کامیاب نہوئے تو انگریز اس بارہ مین کچھ زیادہ کد نہ کرین گے اور معاملہ ہاؤس آف کامنز مین کچھ تھوڑے مباحثہ کے بعد یا چند اخبارون مین ذکر ہو کر یوہین ٹل جائے گا۔

دوسری وجہ اس معاملہ مین زیادہ ہوشیار رہنے کی یہ ہے

کہ محمد اسحاق کے پاس جو روسیون کی حمایت مین ہے اب بہی

بہت سے ہمراہی ہین - اور کچھہ نہ کچھہ شر پیدا کر سکتے ہین گو اوسمین

کامیابی ہو یا نہو میرے ایجنٹ اسحق کے ہمراہیون کو اپنی طرف

توڑ لیتے مین ایسے کامیاب نہین ہوئے جیسا کہ ہندوستان

مین لیکن مجھے اُمید ہے کہ بتدریج مستقل تدبیرون سے کامیابی

ضرور ہو گی - ممکن ہے کہ جو خطرات مین نے بیان کئے اون مین

اتنا اندیشہ نہو اور مین نے بخیال تنبیہ زیادہ مبالغہ کیا ہو - یہ بات

تو سب جانتے ہین کہ افغانستان مین ہر مرد و عورت کو اسحق

اور اوسکے باپ سے ہمیشہ قطعی نفرت رہی اور اب تک ہے -

مین بہ نظر اختصار اس نفرت کے اسباب بالتفصیل نہین بیان

کر سکتا مگر کچھہ لکھہ سکتا ہون -

اسحق کا باپ اعظم بڑا ہی فتنہ گر ہے اور اسیوجہ سے لوگ

لوگ اوس سے نفرت کرتے ہین - اوسی نے میرے والد اور
شیر علیخان مین لڑائی ڈلوادی جس کے باعث سے میرے
خاندان مین اسقدر خونریزی ہوئی - اسکے علاوہ اوسکا ظلم مثر ابخواری
اور دوسری طرحکی بداطواریان قابل برداشت نہین - ان سب سے
زیادہ جو چیز افغانون کے لئے باعث نفرت ہے وہ اُسکی بزدلی
اوسکا بیٹا اسحٰق اپنے باپ کے کل اوصاف مین طاق ہے اور
اسکے علاوہ اوس نے میرے ساتھہ بھی عہد شکنی کی تھی - اور سب
سے زیادہ مذموم حرکت اوس سے یہ سرزد ہوئی کہ جب اوسکی
فوج میرے سپاہیونکو شکست دیچکی اوسوقت وہ نہایت حمایت
اور بزدلے پن کے ساتھہ فوج چھوڑکر بھاگ گیا اور جن لوگون نے
اوس کا ساتھہ دیا تھا وہ مصیبت مین مبتلا ہوئے - اسکے علاوہ
وہ کبھی لڑنے والا آدمی نہ تھا - اور افغانستان مین ایسے شخص
کو کوئی نہ پوچھیگا جو سپاہی نہو وہ فوج جو اوس کی ماتحت تھی اور

اوسکے بہکانے سے مجہسے لڑی اوس کی ترتیب کا وہ مستحق تعریف
نہتا اس لئے کہ مین نے چیدہ اور ہوشیار فوجی افسر ترکستان مین
اوس فوج پر مقرر کئے تہے۔ لڑائی مین زیادہ تر اوسکا بیٹا شریک
رہا ورنہ باپ مین تو اتنی قابلیت بہی نہ تہی کہ جنگ کر سکے یہان
اوسکے بیٹے کا ذکر آگیا ہے۔ کچھ اوس کا حال بہی قلمبند کرتا ہون
اوسکا نام اسمعیل ہے اور میرے بڑے بیٹے سے دس برس
بڑا ہے گو بہ نسبت باپ کے اوسمین لڑنے کا مادہ ہے مگر اوسی
کابل کا تخت پانے کی کوئی توقع نہین ہو سکتی اس لئے کہ کابل
کی رعایا اور امرا اوس سے بالکل ناواقف ہین اور انہون نے
اپنی زندگی مین اوسے کبہی نہین دیکہا۔ افغان جس سے واقف
نہون اوسپر بہروسہ کبہی نہین کرتے پہر ایسے شخص کو وہ اپنا
بادشاہ بنائین یہ امر غیر ممکن ہے افغان ایسے مغرور اور دلیر سپاہی
ہین کہ کبہی اس بات کو گوارا نکرین گے۔

اسحٰق اور اوسکے بیٹے کے لیئے ایک اور وقت کا سامنا ہے
وہ یہ کہ دونون کابل سے تین مہینے کی مسافت پر ہین - اگر بالفرض
وہ اپنی فوج کے ساتھہ کابل پر چڑہائی کرین تو یہ امر محال ہے کہ
راہ مین کہین وہ روکے نہ جائین - پس جو شخص میرا جانشین ہوگا
وہ راہ مین اون کی خبر لیگا - اور قبل اسکے کہ وہ کچھہ زیادہ فوج
جمع کرسکین اون کی گوشمالی کردیگا - لیکن بالفرض اگر روسی فوج
اون کی حمایت پر ہوئی تو اوس صورت مین یہ سمجھنا چاہیئے کہ برطانیہ
اعظم اور روس مین جنگ چھڑے گی - اس مسئلہ پر دوسرے حصہ
مین بحث کیجاے گی - گو مجھے یقین کامل ہے کہ اسحٰق یا اوسکا بیٹا
میرے بیٹون اور جانشینون کو ضرر نہین پہونچا سکتا مگر تاہم مین
اونہین یہی نصیحت کرونگا کہ بمقابلہ متوسلین انگریز روس کے
متوسلون سے زیادہ ہوشیار رہین -

میرے بیٹے کو چاہیئے کہ کہین اس خیال مین بھول نجاے

کہ وہ کابل کے تخت پر بیٹھے گا اور تخت بچا لیگا۔ اگر وہ اس عزت کے قابل نہین تو اوسے تخت نہ ملیگا اور جب تک اوس مین تخت کے تحفظ کا مادہ نہو وہ کیا بچا سکیگا۔ اوسکو چاہیئے کہ نہایت پابندی کے ساتھہ میری صلاح اور میرے اصول کی پیروی کرے ورنہ اوسے تخت کابل ہاتھہ آنا یا تخت کو بچانا بہت دشوار ہوگا۔ پہلی چیز جو اوسپر فرض ہے وہ یہ ہے کہ وہ قوم پر ثابت کردے کہ وہ ایک مستقل صاحب رائے جفاکش۔ محب قوم بادشاہ ہے اگر یہہ تینون صفتین اوس مین نہوئین تو فقط ملک ہی اوسکے ہاتھہ سے نہ جائیگا بلکہ اور بڑے بڑے خطرون مین مبتلا ہوگا۔ اس سے میری یہہ غرض نہین کہ وہ اس درجہ خودرائے ہوجائے کہ کبھی اپنے خیرخواہون سے مشورہ نہ لے بلکہ میری غرض یہ ہے کہ کوئی مشیر اوسکے مزاج مین اتنا دخیل نہو کہ اوسے بالکل موم کی ناک بنالے۔ اوسکو چاہیئے کہ سب کی سنے مگر کسی کے کہنے پر عمل

نکرے۔ یہ اوسکو معلوم ہے کہ ملک مین ہر شخص فقیر سے لیکر
دوکاندار اور امیر تک اس بات کا مجاز ہے کہ کسی معاملہ مین اگر
وہ بادشاہ کو اطلاع دینا چاہے تو براہ راست بادشاہ سے
مراسلت کرسکتا ہے۔ اگر اوسکی خبر سچ ہو اور ملک یا رعایا کی بہبودی
کی غرض سے ہو تو خبر دہندہ کو معقول انعام دیا جاے خواہ وہ
صیغہ مخبری کا ملازم ہو یا نہو۔ اگر خبر غلط ثابت ہو تو یہ دریافت
کیا جاے کہ آیا اوسنے نیک نیتی سے ایسا کیا یا بدنیتی سے
اگر بدنیتی ثابت ہو تو اوسے سزا دیجاے۔ مین اسی طرح اپنے
امرا۔ اہل دربار۔ عہدہ دار اور ملازمین صیغہ مخبری یا ملک کی اور رعایا
سے اطلاع حاصل کرتا ہون اسکے لیے غیر ملکون مین جو میرے مخبر
تعینات ہین وہ روزانہ مجھے ہر واقعہ کی خبر دیتے رہتے ہین۔
یہ لوگ اخبارون کے مضامین بھی مجھے بھیجا کرتے ہین۔ جو افغانستان
کی نسبت شایع ہوا کرتے ہین۔ مین اپنے ہی دل مین ان کل

معاملات پر غور کرتا ہون اور اونسے نتائج نکالتا ہون - کبھی کسی کی صلاح یا مشورہ پر عمل نہین کرتا - میرے بیٹون کو چاہیئے کہ امیر شیر علیخان کے اصول پر نہ چلین - اوس کے مشیرون نے ہمیشہ اوسے بہائیون سے لڑایا اور آخرین برطانیہ اعظم سے جنگ کرادی جو اوس کی تباہی کا باعث ہوئی - نہ وہ امیر یعقوب خان کی سی ضعیف پالسی اختیار کرین اوس نے انگریزون کو خوش کرنے کے لیئے ایسے عہد و پیمان کیئے جنھین وہ پورا نکرسکا اوس کی کمزوری کی ایک مثال تو یہ ہے کہ سر لوئی کیوناری کو کابل بلایا مگر اون کی جان نہ بچا سکا - اس غلطی کی اوس نے سزا پائی اور تخت کھو بیٹھا - انگریزون نے بھی اپنے کیئے کا پھل پایا اونکو معلوم ہوا کہ ایسے بزدل حکمران پر بھروسہ کرنیکا کیا انجام ہے - میرے بیٹون کو چاہیئے کہ میرے چچا امیر اعظم کے اصول پر بھی نہ چلین - اون مین حب الوطنی یا انتظام ملک کا مطلق

مادہ نہ تھا۔ شراب خواری اور بداطواری سے چند ہی مہینے مین ملک کھو بیٹھے۔ حالانکہ مین نے انہین تخت پر بٹھایا تھا۔ اگر میرے بیٹے ان لوگون کی تقلید کرینگے تو انہین کی طرح مصیبتون مین مبتلا ہونگے۔

مین اپنے بیٹون کو ایک اور نصیحت کرتا ہون وہ یہ کہ علاوہ روزانہ فرایض کے جو ایک بادشاہ کے لئے ضروری ہین۔ اوسکو چاہیئے کہ اپنا علم اور معلومات بڑہانے کے لئے کوئی وقت معین کرے جیسا کہ مین ساری عمر کرتا رہا ہون۔

اسکے لئے جو طریقہ مین نے اختیار کیا وہ سب سے بہتر ہے شام کو جب وہ بالکل تہک جاے اور خود کچھ کام نکر سکے تو اوسے چاہیئے کہ کتاب خوان کو حکم دے کہ کوئی تاریخ۔ غیر ممالک کا جغرافیہ پادشاہان ماسلف کی سوانح عمری (بلا امتیاز قوم و ملک) پڑہکر سناے یا بڑے بڑے مدبرین کی تقریرین اور مضامین اور کل

ایسے مضامین اخبار جو افغانستان کے متعلق ہون یا اُن ملکون اور اُن قومون کی بابت ہون جن سے افغانستان کو کچھ تعلق ہے پڑھوا کر سُنے۔

گو اس کتاب کے ہر باب مین مین نے اپنے بیٹون اور جانشینون کو کچھ نہ کچھ نصیحت کی ہے مگر مین نے یہ ضروری خیال کیا کہ جس اصول کے وہ پابند ہون اوسکے متعلق اشارۃً ذکر کردون جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اب مین دوسرے معاملہ مین بحث کرتا ہون۔ افغانستان مین کسطرح حکومت کرنا چاہیئے اور کیا انتظام ہونا چاہیئے۔ جس سے ملک بتدریج ترقی کرکے ایک عظیم الشان سلطنت ہو جائے۔

مین نے ایک باضابطہ گورنمنٹ کی بنا توڑالدی ہے مگر ابھی اس گورنمنٹ نے جیسا چاہیئے ویسی صورت نہین پکڑی ہے ہر بادشاہ کو لازم ہے کہ مختلف ممالک کے طریقہ گورنمنٹ پر غور

کرے اور بہ تعجیل کوئی کام نہ کر بیٹھے۔ جو طریقہ زیادہ پسندیدہ اور
اپنے ملک کے حسب حال ہو اوسے اختیار کرے۔ اور بتدریج
حسب ضرورت اوس مین ترمیم کرکے اوسے رائج کرے۔ میرے
نزدیک بہترین اصول حکمرانی وہ ہے جو عرب کے بڑے مقنن
یعنی ہمارے نبی برحق محمد مصطفےٰ نے قایم کیا تھا۔ یہ اصول گویا جمہوری
سلطنت کا اصول تھا۔ مہاجر و انصار کے دو گروہ قرار دے گئے
تھے اور جمہوری اصول پر سلطنت چلتی تھی۔ ہر رکن کو اپنی راے
دینے کا اختیار تھا اور غلبہ آرا کی پیروی کیجاتی تھی۔ مین نے
افغانستان کو ایک باضابطہ قانونی سلطنت بنانے کے لیے
یہ انتظام کیا ہے۔ تین قسم کے لوگ میرے دربار مین حاضر ہوتے
ہین جو فراہمی سامان جنگ اور مختلف معاملات ملک کی بابت
مجھسے مشورہ کرتے ہین۔ ان لوگون کی تقسیم حسب ذیل ہے۔
سُردار یا امراے ملک خوانین ملک (یعنی رعایا کے وکلا)

اور ملا (یعنی وکلاء امور مذہبی) امراکو اونکے موروثی حقوق کے
لحاظ سے دربار مین آنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ خوانین ملک
کے سردارون مین سے اس طرح منتخب ہوتے ہین کہ ہر گاون
یا قصبہ کے باشندے ایک ایسا شخص انتخاب کرین جو صاحب
لیاقت ہو ایسے اشخاص ارکان کہلاتے ہین یہ ارکان آپس مین
ایک دوسرا شخص منتخب کرتے ہین جو اوس ضلع یا صوبہ مین بہت
معتبر اور صاحب اختیار ہو۔ یہ شخص خان کہلاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے
یہان ہاؤس آف کامنز انہین خوانین سے مرکب ہے۔ ان
خوانین کے انتخاب کی منظوری یا نامنظوری بادشاہ کے اختیار
مین ہے جو بلحاظ اون کی لیاقت۔ درجہ۔ وفاداری۔ اون کے
ذاتی یا آبائی خدمات کے فیصلہ کرسکتا ہے۔ ان سب باتون کا
خیال کیا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا رعایا نے اوسے
منتخب کیا یا نہین۔ تیسرا گروہ ملاؤن مفتیون قاضیون اور خان

علامہ کا ہے۔ ملّا لوگ امور مذہبی کے عہدہ دار ہوتے ہین اور
اور جب وہ فقہ و حدیث و قوانین ملک مین امتحانات پاس
کر کے محکمہ امور مذہبی مین ملازمت کر لیتے ہین تب بتدریج میرے
دربار مین جگہ پاتے ہین۔

یہ باضابطہ گروہ ابھی اس قابل نہین ہوا ہے کہ کوئی ذمہ داری
کا کام اوسکے سپرد کیا جائے مثلاً بلون کی منظوری اور سرکاری ضوابط
کا نفاذ اوس کے اختیار مین دیا جائے۔ مگر رفتہ رفتہ اونہین یہ سب
اختیارات مل جائین گے اور ایک دن وہ آئیگا کہ افغانستان
کے لوگ خود اپنے ہاتھ سے اپنی حکومت کرین گے۔ لیکن مین
اپنے بیٹون اور جانشینون کو مجبور کرتا ہون کہ وہ کبھی ان وکلاء
ملک کے ہاتھ مین موم کی ناک نہ ہو جائین۔ اونکو چاہیے کہ فوج کی
آراستگی وغیرہ کا اختیار بالکل اپنے ہاتھ مین رکھین اور کسیکو
اوس مین دخل نہ دینے دین۔ اسکے علاوہ کوئی تجویز یا اصلاح یا

بل جو اون کی کونسل یا دربار سے پاس ہو اوس کی منظوری یا نا منظوری کا اختیار اپنے ہاتھہ مین رکھین۔

میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیئے کہ ملک مین کسی قسم کی اصلاح کرنے مین جلدی نہ کرین ورنہ رعایا منحرف ہو جائیگی اور اونکو یاد رکھنا چاہیئے کہ باضابطہ قانونی گورنمنٹ اور بزم قوانین اور مغربی یونیورسٹیون کے طرز کی تعلیم بتدریج ملک مین جاری کیجائے تاکہ لوگ اس جدید طریقون کے عادی ہو جائین اور اون حقوق و اصلاحات کو اچھی طرح برت سکین۔

میرے بیٹون اور جانشینون کو چاہیئے کہ جب کسی غیر سلطنت کی رائے پر چلین یا اپنے اہل دربار کے مشورہ پر عمل کرین جنھین غیر سلطنت نے رشوت دیکر اپنی طرف ملا لیا ہو تو ہمیشہ سعدی شیرازی کے اس قول کو یاد رکھین

نگہدارد آن شوخ درکیسہ در	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

کابل کا تاج وتخت بیرونی حملہ آورون۔ مختلف دعویدارون اور باغیون سے محفوظ رکھنے کے لئے ضرور ہے کہ ملک کی فوج کیطرف زیادہ توجہ کیجائے۔ گو اس بارہ مین دوسری جگھہ مین بحث کر چکا ہون مگر چند نکتے اپنے جانشین کی ہدایت کے لیے بیان کرتا ہون۔ یہ نہایت ضروری امر ہے کہ افغانستان کی کل فوج حال کے نہایت عمدہ نوایجاد ہتیارون سے مسلح ہو۔ دس لاکھ سپاہی افغانستان کو کسی بیرونی حملہ آور سے بچانے کے لئے بالکل کافی ہین۔ بلکہ ضرورت سے زیادہ۔ اگر اتنے سپاہی افغانستان مین فراہم ہوجائین تو پھر اوسے دنیا مین بڑی سی بڑی سلطنت کا کچھ ڈر نہ رہے۔ یہ منشاء پورا ہونے کے لئے جو انتظام مین کر رہا ہون وہ یہ ہے کہ جنگ کے لئے فی توپ (نوایجاد) پانسو گولے اور فی میگزین ریپٹر یا مارٹنی ہنری بندوق پانچہزار کارتوس ہر وقت موجود رہین۔ اسقدر ہتیار اور کارتوس وغیرہ

دس لاکہہ سپاہیون کے لئے کافی ہین۔ ان سپاہیون کی
ہین سنے دو قسمین کی ہین۔ تین لاکھہ فوج باقاعدہ اور سات لاکہہ والنٹیر
(مجاہدین) دفوج بیقاعدہ۔ مگر یہ بیقاعدہ بھی قواعد دان اور فوجی
تعلیم پائے ہوئے ہون۔ علاوہ سامان جنگ کے ضرورت کے وقت
ملک کے انبار خانون مین غلہ اور سامان رسد اسقدر مہیا رہے کہ
تین سال کے لئے کافی ہو اور باربرداری کے جانور۔ ہاتھی۔ اونٹ
لدو ٹٹو۔ خچر اور دوسرے جانور فوج کے لئے ممالک محروسہ افغانستان
مین موجود رہین بڑی بڑی دولتمند سلطنتون کو ایک جگہ سے دوسری
جگہ فوج بھیجنے مین بڑی دقت پیش آتی ہے۔ باربرداری کے
جانور نہین دستیاب ہوتے فی الحقیقت یہ چیز بہ نسبت سپاہی یا
سامان جنگ بہم پہونچانے کے زیادہ دشوار ہے۔ لیکن خدا کا
شکر ہے کہ افغان ایسے قوی۔ تندرست دلیر لوگ ہین کہ اپنے
ملک مین پہاڑون پر گھوڑون کی طرح تیز دوڑ سکتے ہین۔ اپنی پیٹھ



پر بندوق - کارتوس - ڈیرے - چند روز کا کہانا لاد کر لیجا سکتے ہین بہت سے سپاہیونکے لیے ایک نہایت ہی محدود تعداد بار برداری کے جانورون کی درکار ہے - یہ کہنا مبالغہ نہوگا کہ ایک لاکھ انگریزی سپاہیون کے لیے جسقدر بار برداری کے جانورون کی ضرورت ہوتی ہے اوس سے کم مقدار دس لاکھ افغانون کے لیے کافی ہے اوس کی وجہ یہ ہے کہ انگریزی سپاہیون کو اقسام کے کہانے شراب - سوڈا واٹر اور دوسرے قسم کے سامان عیش و عشرت کی ضرورت ہوتی ہے - بعض اصحاب یہ کہین گے کہ گو انگریزی سپاہی کو شاہزادون کی سی آسایش درکار ہے مگر وہ لڑنے مین بھی ویسا ہی بہادر ہے - مین ان حضرات سے بالکل اتفاق کرتا ہون کیونکہ مین خود انگریزی سپاہی کا معترف ہون - مگر اس مقام پر تو لدو ٹٹوؤن سے بحث ہے نہ کہ سپاہیون سے -

غرضکہ دس لاکھ آدمیون کے لیے ہتیار اور سامان رسد وغیرہ

مہیا کرنا کوئی آسان بات نہین ہے۔ اسکے لیے بہت روپیہ درکار ہے اسیوجہ سے مین اپنی فوج کی تعداد آمدنی ملک کی ترقی کے اندازہ سے بڑہا رہا ہون۔ گو فوج باقاعدہ کو جو گورنمنٹ سے تنخواہ پائے تین لاکھ سے زیادہ آدمیون کی ضرورت نہین۔ مگر سرکاری خزانہ مین اتنا روپیہ ہونا چاہیئے جو دس لاکھ آدمیون کو کم از کم دو برس تک لڑانے کے لئے کافی ہو۔ جب تک یہ انتظام نہو ہم دس لاکھ آدمی میدان جنگ مین نہین لا سکتے۔ اور صرف اسی پر قناعت نکرنا چاہیئے بلکہ خزانہ مین اس قدر روپیہ اور ہو کہ حالت جنگ مین ہتیار اور سامان جنگ کی تیاری کے لئے کارخانہ برابر چل سکین۔ یہ بھی ضرور ہے کہ خود افغانستان کی کانون سے لوہا۔ سیسہ تانبا۔ کوئلہ کافی مقدار مین نکالا جا سکے۔

جن انتظامات مین ابتک مین مصروف تھا اور اب بھی ہون وہ اس حد تک پہونچ گئے ہین کہ اگر آج ضرورت پڑے

تو مین دس لاکھہ آدمی میدان جنگ مین لاسکتا ہون گو میری باقاعدہ
فوج ابھی ایسی بڑی نہین ہے مگر ملک سپاہیون سے بھرا ہوا
ہے اور مین افغانستان کے سلاح خانون سے استنے
آدمیون کو توپون۔ بندوقون۔ تلوارون اور جملہ سامان جنگ سے
مسلح کرسکتا ہون۔ اونکے کہانے کے لئے بھی انبارخانون مین
غلہ اور ملک مین باربرداری کے جانور بکثرت ہین

ہمین دو چیزون کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ فوج باقاعدہ کی
تعداد تین لاکھہ تک پہونچائی جاسے۔ مگر اوس کے لئے بہت
وقت درکار ہے گو یہ کوئی ایسی بات نہین جس کے لئے تشویش
کیجاسے کیونکہ افغان فطرتی سپاہی ہین۔ دنیا کے حدہ سے عمدہ
قواعددان۔ بہادر اور آراستہ فوجین ہمارے کسانون کا لوہا مانے
ہوئے ہین۔ صدہا موقعون پر انہون نے یہ ثابت کردیا ہے کہ
افغان فطرتی بہادر ہین۔

اوّل خاص چیز جسکی زیادہ تر ضرورت ہے وہ روپیہ ہے۔ گو
الحمد للہ اسوقت جسقدر نقد روپیہ افغانستان کے خزانہ مین موجود ہے
کبھی کسی امیر کے وقت مین نہ جمع ہوا تھا مگر پھر بھی اوس حد تک
ابھی نہین پہونچا ہے جسقدر مین چاہتا ہون کہ ہو اب رہا غلہ اور رسد
کا سامان اوس کے لئے مین نے تمام ممالک محروسہ افغانستان
مین جا بجا انبار خانے تعمیر کرائے ہین اور اپنے بیٹون اور جانشینون
کو میری یہ نصیحت ہے کہ اس بارہ مین میری تقلید کرین۔ انبار
خانے ہمیشہ بھرے رکھین۔ ہر سال غلہ بدلا جائے پُرانا غلہ فوج
کو بجائے تنخواہ کے ارزان قیمت پر دیا جائے جو کچھ بیچ رہے
وہ فروخت کیا جائے اور اوس کی جگہ نیا غلہ خرید کر بھرا جائے۔
عموماً اصطبل والے لدّو ٹٹوؤن گھوڑون اور باربرداری کے جانورون
کے لئے یہ پُرانا غلہ خرید لیتے ہین۔ میرے بیٹون اور جانشینون
کو چاہیئے کہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگون کی باتون پر عمل نکرین جو

میرے اس اصول پر اعتراض کیا کرتے ہین کہ ہین نے کیون
بیفایدہ اڑتالیس ہزار گہوڑے اور باربرداری کے ٹٹو پال رکہے
ہین اور انبار خانون مین لکہو کہا من غلہ بھر رکہا ہے یہ معترض لوگ
کہتے ہین کہ کیون بیکار گورنمنٹ پر اتنے جانورون کے صرف
کا بار ڈالا جاتا ہے۔ جب ضرورت ہو گی ہم خرید لین گے یا کرایہ
کر لینگے یہ معترض یہ نہین سمجھتے کہ تشویش کے وقت اور دوسری
اہم باتون کے خیال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اگر تیاری وغیرہ
کے اہتمام مین وقت ضایع کیا جاے تو ان ضروری امور پر کب
غور کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ سارا سامان وقت
پر مہیا رہے۔ علاوہ برین یہ باربرداری کے جانور اور گہوڑے
بیکار بندہے ہوے نہین کہاتے ہین بلکہ اون سے سرکاری کام
لیے جاتے ہین۔ جس قدر اون کے کہانے یا نگہداشت مین صرف
ہوتا ہے اتنی گورنمنٹ کو بچت ہو جاتی ہے۔

میرے لڑکون اور جانشینون کو فوج کی بڑی تعداد دیکھکر
پھولنا نہ چاہیئے۔ اونکو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ فوج کو خوش
اور مطمئن رکھنا ضروری چیز ہے۔ ایک مخالف اور بیدل فوج رکھنی
سے تو بہتر یہ ہے کہ کچھہ فوج نہ رکھے۔ اب رہی یہ بات کہ فوج
کی آسودگی اور اطمینان کو دریافت کرنا یہ خود بادشاہ کی عقل پر
منحصر ہے۔ ایک چیز کا ہمیشہ خیال رہے۔ کوئی شخص بہ جبر فوج
مین نہ بھرتی کیا جائے اور سب کو تنخواہ برابر ملے امیر شیر علیخان
بہ جبر لوگون کو فوج مین نوکر رکھتا تھا۔ اور اونکو برابر تنخواہ نہ دیتا تھا اوسکا
نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اوسکی ساری فوج ناخوش تھی اور جب انگریزون نے کابل پر چڑہائی
کی تو انگریزی فوج کے مقابلہ مین اتنا بھی نہ ٹھہر سکی جتنا کہ افغانستان
کے کسان لڑ سکتے ہین۔ فوج کی بیدلی نے اکثر شاہان
افغانستان کی قسمت کا ایک ہی لڑائی مین فیصلہ کر دیا ہے اسلیئے
کہ فوج یا تو لڑنے کے قابل نہ تھی یا یہ کہ سپاہی بہ جبر رکھے گئے

تھے وہ اس بات کے منتظر تھے کہ دشمن کا سامنا ہو اور وہ چل دین
اور بادشاہ پر اپنے دلکی بھڑاس نکالین جس نے بہ جبر انہین فوج
مین بھرتی کیا تھا۔ فوج کی ماہوار ماہ بماہ تقسیم ہونا چاہیئے اور
سرکاری خزانہ سے نقد ملنا چاہیئے۔ انہین ملک کے محاصل پر
احکام نہ دئے جائین کہ خود جاکر تحصیل کرلین۔ جیسا کہ پہلے دستور
تھا۔ ایک سپاہی جس کا دل اپنی تنخواہ اور اپنے عیال کے اخراجات
کی فکر مین ہو وہ اپنے فرایض پورے طور پر انجام نہین دیسکتا
اور جب سپاہی اپنی تنخواہ کے لئے گاؤن مین مالگذاری تحصیلنے
جائیگا تو اوس کی جگہ لڑے گا کون۔ سعدی فرماتے ہین۔

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بدہد
وگرش زر ندہی سر نہند در عالم

دلیر و شجاع و ہر دلعزیز افسر سپاہیون کو باقاعدہ فوجی تعلیم
اور فرایض کی توجہ دلا کر بہادر سپاہی بنا سکتے ہین۔ اگر تھوڑے

سپاہی کسی اچھے افسر کے تحت مین ہون تو وہ بہت کچھ کرسکتے ہین

بقول جامی زبسیاری میش و گوسفندان

نترسد چیرہ گرگ تیز دندان

فردوسی فزونی لشکر نیاید بکار

دو صد مرد میدان بہ از صد ہزار

افسرون کے انتخاب مین بہت خیال چاہیئے۔ ہمیشہ اون کی قابلیت کے لحاظ سے ترقی دیجائے۔ فوج کے کل افسر نہایت معتبر۔ لایق۔ وفادار خیرخواہ اور حتی الامکان اچھے خاندانون کے ہون۔ مین یہ چیز پسند نہین کرتا کہ افسرونکو اونکے سن یا مدت ملازمت کے لحاظ سے ترقی دیجائے بلکہ ترقی اس امر پر منحصر ہو کہ اپنے امتحان مین پورے اترین اور اونکی خدمات دکارہائے نمایان خوش کرداری و خیرخواہی اور سپاہیون مین اون کا ہر دلعزیز ہونا یہ سب باتین اون کی ترقی کا باعث ہون۔

خصوصاً یہ آخری چیز بہت قابل لحاظ ہے۔

فوج کے کل افسرونکو چاہیئے کہ جدید فنون جنگ کی کتابین پڑھین جو انگریزی سے فارسی مین ترجمہ ہوئی ہین اور ہو رہی ہین۔ میرے بیٹون اور جانشینون کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی غیر ملک کے فوجی افسر اپنی فوج مین نہ رکھین گو غیر سلطنتین اس بارہ مین کیسی ہی صلاح کیون نہ دین۔

اَھْلُ الْغَرَضِ مَجْنُوْنٌ

اگر کوئی غیر سلطنت اپنے یہان کے فوجی افسر افغانون کو فنون جنگ سکھانے کے بہانے سے دینا چاہے تو یہ بات کبھی منظور نہ کیجائے اس لئے کہ ممکن ہے وہ اُنھین غیر ملک کے اغراض کی طرف متوجہ کرلین مین اُمید کرتا ہون کہ تھوڑے ہی عرصہ مین افغانون کو اسقدر عقل و شعور آجائے گا کہ وہ یہہ سمجھہ سکین کہ اونکے اغراض اور گورنمنٹ کے اغراض دونون

ایک ہین۔ تب وہ اپنے ملک کے ایسے جانثار ہو جائین گے
جیسے کہ اور اقوام کے لوگ ہین۔ اور تب البتہ وہ اس قابل ہونگے
کہ اس ملک سے بغرض تعلیم دوسرے یورپین ممالک مین بہیجے
جاسکین مگر فی الحال یہ چیز خلاف مصلحت ہی اس لئے کہ غیر ملک
کے لوگ اونھین بہکا کر افغانستان کا مخالف بنا سکتے ہین جب
وہ اپنے ملک کے دشمنون کو اپنا ذاتی دشمن سمجھنے لگین تب
البتہ یہ موقع ہو گا کہ ہم اپنے یہان کے نوجوان بغرض تحصیل
فنون جنگ یورپ بہیجین۔ وہ وہان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس
آئین اور جو کچھ سیکھہ آئین وہ اپنے یہان کے دوسرے افسرون
کو سکھائین۔ بالفعل ہمکو اسی پر قناعت کرنا چاہیئے کہ ہمارے
سپاہی اپنے پہاڑیون پر خوب جمکر لڑ سکتے ہین اور اس کے
علاوہ جس قدر ضروری کتابین فوجی قواعد وغیرہ کے متعلق
تھین وہ فارسی مین ترجمہ ہو گئی ہین اور افغانون نے انہین۔

خوب یاد کر لیا ہے اور یاد کرتے جاتے ہین۔

جس زمانہ مین میرے سپاہیونکے پاس نہ عمدہ بندوقین تہین نہ افسر۔ نہ قواعد جانتے تہے۔ بلکہ کسانون اور کاشتکارونکا ایک گروہ تھا۔ اوس وقت انگریزی سپاہیون کے مقابلہ مین ایسی بہادری سے لڑے کہ خود انگریز اور دنیا کی تمام سلطنتین اونکی معترف ہین۔ اب اونکے پاس تو عمدہ سے عمدہ ہتیار ہین اور اون کو لڑانے کے لئے ہوشیار جنرل ہین۔ اب وہ کسی عمدہ سے عمدہ فوج کے ساتھہ برابر کا مقابلہ کر سکتے ہین اور اپنے پہاڑون مین تو غالباً دوچند فوج سے بہی لڑ سکین گے۔ جن لوگون نے افغانستان کے جنگی واقعات پڑہے ہین اُنہین معلوم ہوگا کہ جنگ سیدآباد مین مین نے آٹھہ ہزار سپاہیون سے شیر علی کی ستر ہزار فوج کو ایسی شکست فاحش دی کہ اُنہین بہاگتے ہی بن آئی۔ اپنے کل مقتول اور ہر ایک چیز میدان جنگ مین

چھوڑکر فرار ہو گئے۔ اسی شکست نے امیر شیر علی کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور میرے والد کو کابل کے تخت پر بٹھایا جو امیر شیر علی کی قید مین تھے۔

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت | درخت ای پسر باشد از بیخ سخت

ایک اور نصیحت جو مین اپنے بیٹون اور جانشینون کو کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ اونکو چاہیئے رشب و روز اس بات کی کوشش کرین کہ رعایا آسودہ خوشحال اور مطمئن رہے اس لئے کہ ہر گورنمنٹ کا وجود اور قیام زیادہ تر رعایا کے ہاتھ مین ہے۔ اگر رعایا دولتمند ہوگی تو ملک بھی دولتمند ہوگا۔ اگر رعایا آسودہ حال ہوگی تو ملک مین بھی امن رہے گا۔ اگر رعایا لایق اور تعلیم یافتہ ہوگی تو ملک کیلئے وزرا اور مدبر جو جہاز سلطنت کے ناخدا ہوتے ہین۔ رعایا مین سے انتخاب ہو سکینگے اور ملک کے لئے زیادہ تر مناسب ہونگے غرض آیندہ ترقی کیلئے رعایا کی تعلیم نہایت ضروری چیز ہے اور جب تک اناث بھی تعلیم یافتہ

نہون افغانستان کبھی پوری ترقی نہین کرسکتا اس لئے کہ بچے
ابتدائی سبق اپنی ماؤن سے سیکھتے ہین - بچپن مین جیسی تعلیم ہوتی
ہے اوس کا اثر تمام عمر اونکے خیالات پر اور اونکے چال چلن پر
پڑتا ہے - بچپن کی تعلیم جیسی دل مین جڑ پکڑتی ہے ویسی بعد
کی تعلیم نہین - چنانچہ اسی مصلحت سے ہمارے پاک نبی نے
بھی عورتون کے لئے یہ حکم دیا کہ بلا اجازت اپنے شوہرون
کے گھر سے باہر قدم نہ نکالین الا تعلیم کے لئے -

اگر بہت سے لوگ اور اون کی بیبیان اور عموماً عورتین تعلیم
یافتہ ہو جائین تو جو مدبر رعایا سے منتخب ہونگے - وہ یقیناً منصف
ہوشیار - لایق اور باخبر ہونگے - اور انتظام ملک کو اچھی طرح
چلائینگے - اس لئے کہ ایک مہذب اور شایستہ گورنمنٹ غیر
مہذب اور جاہل رعایا کے لئے سزاوار نہین ہے جو محض سخت
اور فوجی قانون سے مطیع رہ سکتے ہین - اسی طرح غیر مہذب اور

وحشیانہ حکومت لایق اور شایستہ اقوام کے لئے نامناسب
ہے۔ ایسی ہی نامناسب حالتون کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بادشاہ
کے تن سے سر جاتا ہے جیسا کہ انگلستان مین شاہ چارلس
اوّل کے لئے ہوا مجھے اس مقام پر ایک دلچسپ نقل یاد آئی جو
بسبیل تذکرہ لکھی جاتی ہے۔ اسی سے ظاہر ہوگا کہ گورنمنٹ
اور رعایا دونون کو ہم رنگ ہونا ضرور ہے۔

ایک ملک مین کسی منجم نے بادشاہ سے کہا کہ فلان تاریخ بہت
سخت بارش ہوگی اور جو کوئی اس پانی کو پیئے گا دیوانہ ہو جائیگا
بادشاہ نے حکم دیا کہ پانی کے چند حوض اپنے اور اپنے وزرا کے
لئے محفوظ رکھے جائین تاکہ پرانے پانی مین وہ نیا مینہ کا پانی
ملنے نپائے چنانچہ بارش ہوئی اور عام رعایا جس کے لئے
کوئی عمدہ پانی کا خزانہ محفوظ نہ تھا وہی پانی پینے پر مجبور ہوئی اور
سب لوگ دیوانہ ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ بجز خرابی کے

اور کیا ہوسکتا تھا۔ جسقدر قانون اور تجویزین وزرار گورنمنٹ نے ملک کے لیئے پیش کین رعایا نے سب نامنظور کین اس لیئے کہ اونکے دماغ صحیح نہ تھے۔

جو کچھ بادشاہ اور وزرار کہتے تھے یا کرنا چاہتے تھے وہ مجنون رعایا کو ناپسند ہوتا تھا۔ آخرکار بادشاہ نے وزرا سے کہا کہ لوگون کی مرضی کے خلاف کوئی انتظام غیر ممکن ہے۔ نہ پارلیمنٹ چلسکتی ہے اور نہ میرا حکم لہذا بہتر یہی ہے کہ ہم سب بھی وہی پانی پی لین اور رعایا کے مثل ہوجائین چنانچہ وہ پانی پیا گیا اور بادشاہ و وزرا بھی دیوانے ہوگئے۔ دیوانون کا ملک کب تک چلسکتا تھا جو سلطنتین ہمسایہ مین تھین وہ بڑھین اور ملک پر قبضہ کرلیا اور دیوانون کو نکال باہر کیا۔

رعایا کی آسودہ حالی و ترقی و امن زیادہ تر انصاف اور طریقہ حکمرانی پر منحصر ہے۔ قانون کے نزدیک بادشاہ اور گدا دونون

برابر ہین۔ میرے بیٹون کو چاہیئے کہ امیران ماسلف کی پیروی نکرین جنکے عہد مین ہر عہدہ دار اور ہر امیر کا جُدا جُدا قانون تھا اور کہین کوئی عدالت نہ تھی۔ مین اس بات کا مقر ہون کہ ابھی عدالتون کی پوری تکمیل نہین ہوئی ہے اور جو طریقہ انصاف عدالتون مین رائج ہونا چاہیئے وہ ابھی اوس کمال کو نہین پہونچا ہے مگر تاہم بہت کچھہ ترقی ہوئی اور ہونے کی توقع ہے۔ مثلاً میرے ابتدا عہد مین جب رعایا زیادہ سرکش اور گستاخ اور وحشی تھی میرے قانون اور سزائین بہت سخت ہوتی تھین۔ مگر سال بسال جون جون تعلیم اور امن اور اطاعت بڑہی اور رعایا کی حالت مین تغیر ہوا ویسے ہی قانون مین اصلاح ہوتی گئی اور سزائین نرم کی گئین۔ میرے جانشینون کو چاہیئے کہ اسی اصول پر چلین اور ملک کی ترقی اور تہذیب کے لحاظ سے قانون مین اصلاح کرتے جائین۔ اونکو یاد رکھنا چاہیئے کہ مختلف ممالک مین پارلیمنٹ اور

مجلس وضع قوانین اسی لئے قرار دی گئی ہین جو ہمیشہ دنیا کی ترقی کے لحاظ سے قانون مین اصلاح و ترمیم کرتی رہتی ہین - مین اُمید کرتا ہون کہ انشاء اللہ میرے یہان کے لوگ ایک دانشمند گورنمنٹ کی تربیت مین زیور تعلیم سے آراستہ ہوکر اوس پایہ کو پہونچینگے کہ خود آپ اپنا قانون بنا ئین گے البتہ قانون آلہی جسپر ہمارا مذہب ہماری عبادت - ہماری معیشت کا دار و مدار ہے یہ بدستور قایم رہیگا - مین نے اپنے زمانہ مین جو عدالتین قایم کی ہین ان کی تعداد اون عدالتون سے بدرجہا زیادہ ہے جو امیران ماسلف کے عہد مین تھین - مگر ابھی اور زیادہ عدالتین قایم کرنے کی ضرورت ہے - اور جہان تک گورنمنٹ کی مالی حالت اجازت دیگی انشاءاللہ یہ محکمہ اور زیادہ وسیع کیا جائیگا - مختلف اضلاع مین اگر اور زیادہ عدالتین قایم ہوجائین تو رعایا کو اپنے مقدمات کی پیروی اور انصاف کے لئے دور و دراز سفر کی زحمت باقی نہ رہے گی -

چونکہ مقدمات کی تعداد زیادہ تھی اور عدالتین کم تھین اور سرکاری
خزانہ مین کافی روپیہ بھی نہ تھا جو اور عدالتین قایم کر کے مقدمات
کی باقاعدہ تحقیقات کیجاتی اس سبب سے بہت سے مقدمات
زبانی فیصل کر دے گئے چند منٹ مین ساری کارروائی ختم ہوگئی
مدعی اور مدعا علیہ اور کل گواہ جج کے سامنے حاضر ہوئے۔ اوسنے
دونون کے بیانات سُنے گواہون کے اظہار لیئے اور اوسیوقت
فیصلہ سنا دیا۔ کوئی روئداد قلمبند نہین ہوئی اوسکے بعد اسی طرح
دوسرا مقدمہ لیا۔ اس طریقہ سے ایکدن مین کئی مقدمات کے فیصلے
سنا دیئے گئے۔

اب کل مقدمات جو حق وراثت اور جائداد اور تجارتی معاملات
وغیرہ سے متعلق ہوتے ہین وہ درج رجسٹر کئے جاتے ہین
اور اونکی مثلین مرتب ہوئی ہین۔ مقدمات کی روئداد لکھنے کے لئے
ضرور ہے کہ عدالتون مین محرر نوکر رکھے جائین تاکہ کوئی غلطی یا

بیجا فیصلہ نہو۔ مرافعہ کے لیئے یا حوالہ کے لیئے دفتر مین فیصلہ
کی نقل رہے۔ اسباب کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ کل عدالتی تغیرات
یا انتظامی رد و بدل بتدریج کیا جاے۔ کیونکہ اگر دفعتاً نرم یا رعایتی
اصول اختیار کیا جاے گا تو لوگ اوس کی قدر نہ کر سکین گے۔
گویا یہ مثال صادق آے گی کہ سرکش اور باغی لوگون کو ترغیب
دلا کر رعایا کی اور دل آزاری کی۔

مثلاً محکمہ مخبری و خفیہ پولیس جو مین نے جاری کیا ہے
کل عہدہ دارون اور امرا کو ناپسند ہے۔ اس لیئے کہ عہدہ دار
رشوت لینے کے عادی تھے اور امرا اپنی رعایا سے بجبر روپیہ
وصول کرتے تھے اور مجھے محکمہ خفیہ پولس و محکمہ مخبری سے برابر
اس کی اطلاع ہوتی تھی۔ مین سنتا ہون کہ یہ عہدہ دار امرا میرے
بیٹون سے عملہ مخبری کی بہت کچھ شکایت کرتے ہین تاکہ وہ بھی
اسکے خلاف ہو جائین۔ مگر مین اپنے بیٹون کو اور جانشینون کو

یہی نصیحت کرونگا کہ ہمیشہ اس محکمہ کو اچھی حالتین رکھین کیونکہ یہہ
ایک ایسا محکمہ ہے جو تمام مہذب سلطنتون مین قایم ہے۔ اسکے
ذریعہ سے گورنمنٹ کو کل اندرونی و بیرونی معاملات کی خبر رہتی ہے
اور دشمنون کی سازش و دغابازی معلوم ہوجاتی ہے۔ ہمسایہ کی
سلطنتون کا منشاء اور اونکے خیالات دریافت کرنے کے لئے
اور دوست و دشمن مین امتیاز ہونے کے لئے اس سے بہتر کوئی
اور ذریعہ نہین ہے اسی کے ذریعہ سے مجھے غیر سلطنتون کے
ساتہہ مراسلت کرنے مین اور اون کی ہر ایک بات پر غور و لحاظ
کرنے مین بڑی مدد ملتی ہے۔ اونکے متعلق جو رپوٹین ہوتی ہین
وہ میرے یہان دفتر مین رکھی جاتی ہین۔ میرے بیٹون کو چاہیئے
کہ کتاب انوار سہیلی بہت اچھی طرح سے پڑہین۔ یہ کتاب تہوڑی
سی عقل و ہوشیاری کیساتہہ بہت بکار آمد ہوگی۔ مگر کل ہمسایہ کی سلطنتون
کا منشاء اور اونکے خیالات دریافت کرنے کے لیئے اور دوست

اور دوست دشمن مین امتیاز کرنے کے لئے محض کتاب اور رپورٹ پڑہنے سے یا انکی مخبری کے رکہنے سے کام نہ نکلیگا اس کے لئے بہت کچھ غور و فکر کی بہی ضرورت ہے۔ تمام دنیا کی کتابین پڑہنے سے کوئی شخص پختہ کار و مدبر ہوشیار نہین ہوتا۔ جب تک خداداد اندازہ نہو یہ کتابین کچھ کام نہین دیتہین جیساکہ حسب ذیل حکایت سے ثابت ہوگا۔

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کو بغرض تعلیم ایک نہایت لایق شخص کے سپرد کیا اور اوس سے کہاکہ مین تجھے اس قدر انعام دونگا کہ کبھی کسی سے نہ پایا ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس لڑکے کو ایسی تعلیم دے کہ کسی اور شاگرد کو نہ دی ہو۔ کچھہ عرصہ کے بعد ایک دن بادشاہ نے ایک چاندی کی انگوٹھی اپنی مٹھی مین لی اور شاگردون مین سے ایک سے پوچھاکہ بتاؤ میرے ہاتھہ مین کیا ہے۔ لڑکے نے ستارون کا حساب کرکے یہ جواب دیاکہ کوئی گول چیز ہے۔ بادشاہ

نے پوچھا کہ اوسکا رنگ کیسا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ سفید۔ پھر بادشاہ
نے پوچھا کہ کس چیز کی بنی ہوئی ہے لڑکے نے جواب دیا کہ
چاندی کی اور بیچ مین اوسکے خالی ہے۔ اسقدر بتانے کے
بعد وہ قیاساً دریافت کرسکا کہ چاندی کی انگوٹھی ہے۔ چنانچہ
اوس نے بادشاہ سے یہی کہا۔ اب بادشاہ کے لڑکے کی باری
آئی اور اوس نے بھی اپنے علم کی مدد سے وہی جوابات دے
یعنی وہ چیز چاندی کی بنی ہوئی ہے۔ اور بیچ مین خالی ہے مگر وہ
یہ نہ بتا سکا کہ کیا چیز ہے اور حساب کرکے بادشاہ سے کہنے
لگا کہ آپ کے ہاتھ مین انجن کا چرخ پرّان ہے۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ
انجن کے لئے چاندی کے پہیہ کی کیا ضرورت ہے اور پہیہ مٹھی
مین کس طرح سما سکتا ہے۔ بادشاہ نے بیٹے کا جواب اوستاد
کے سامنے دوہرایا۔ اوستاد نے یہ عرض کیا کہ جہانتک تعلیم
سے تعلق تھا آپکے فرزند نے کل جوابات صحیح دے مگر جہان

تہوڑی سی عقل درکار تھی دہان رہگیا۔

ملک کے قیام اور قوم کی تقویت اور آسودہ حالی کے لئے مذہب کی پابندی بھی ایک بڑی چیز ہے۔ جس قوم کے مذہبی اعتقادات درست نہون اوسکے اخلاق جلد بگڑ جائین گے اور اوسپر زوال آجائیگا۔ مسلمان جو اسقدر بہادر ہین اوسکا سبب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مذہبی اعتقادات مین بہت سخت پابند رہے اور اپنے مذہبی اصول کی پیروی کی۔ مینے پابندی وحفاظت مذہب کے متعلق کئی کتابین لکھی ہین۔ مین نے ایک کتاب جہاد پر بہی لکھی ہے۔ منجملہ اون کتابون اور رسالون کے جو مین نے اس مضمون مین لکھی ہین۔ اور فارسی مین چھپی ہین۔ دو کتابین موسوم بہ تقویت دین وپندنامہ نہایت ضروری ہین اور ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیئے۔ اب مذہب کے متعلق زیادہ کچھ بیان کرنیکی ضرورت نہین البتہ جن صاحبون کو اس مین مذاق ہے وہ

مذکورۃ الصدر کتابین پڑہین - مین اپنے جانشینون کو یہ نصیحت
کرتا ہون کہ جو طریقہ مین نے افغانستان مین مذہب اسلام کے
متعلق جاری کیا ہے اوس کو منسوخ نہ کرین - وہ طریقہ یہ ہے کہ
کل زمین اور جائداد اور روپیہ جو پہلے ملاؤن کے ہاتھ مین تھا
اب سرکاری ہوگیا ہے اور سرکاری خزانہ سے ملاؤن اور دوسرے
لوگون کو جو مذہبی خدمت پر مقرر ہین ماہانہ تنخواہ ملتی ہے - مثلاً
قاضی - مفتی - امام - موذن اور محتسب وغیرہ سب شاہی خزانہ
سے معین ماہوارین پاتے ہین -

یہ طریقہ جاری ہونے سے اسلام کا مذہبی قانون اور اوس کا انتظام
وغیرہ عہدہ داران امور مذہبی کے اختیار مین ہے جو گورنمنٹ
کی طرف سے مقرر ہوتے ہین - اور حسب اختیارات شاہی وہ اپنی
خدمتون پر معین رہتے ہین لہذا اونہین خواہ مخواہ گورنمنٹ کی
اطاعت کرنا پڑتی ہے جس سے کل مذہبی مباحثے اور جہگڑے

جو پہلے ہوا کرتے تھے دور ہو گئے ہین۔ اور عام اتفاق پیدا ہو گیا ہے۔ اسلام کی تقویت کا پہلا سبب اتفاق ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مین فرماتا ہے۔

لہ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

ہمارے پاک نبی نے ہماری طرز معیشت مین جو یہ تغیرات نافذ کئے اس مین بڑی حکمت اور مصلحت تھی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ ہم سب ملکر ایک ہو جائین تاکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے شریک حال رہین۔ مثلاً آن حضرت نے یہ حکم دیا کہ تنہا کھانا کھانے کے عوض مسلمین باہم ملکر ایک جگہہ کھانا کھائین تنہا نماز پڑھنے کے عوض روزانہ نماز مسجد مین جماعت کے ساتھ پڑہین اور نماز جمعہ شہر یا قصبہ کی جامع مسجد مین پڑہین۔ جس سے یہ مطلب

لہ تمکو معلوم نہین ہے کہ اسلام نے تمہین کیا کیا برکتین عطا کی ہین۔ تمہارے منتشر قبیلون اور گروہون کو اخوت کا سبق پڑھایا ہے۔

یہ انگریزی عبارت کا ترجمہ ہے جو اصل کتاب مین درج ہے۔ مترجم۔

ہے کہ شہر کے لوگ جو روزانہ نماز مین ایک دوسرے سے نہ ملسکین
اونھین نماز جمعہ مین ایکجا ہونے کا موقع ملے۔ یا سال مین دو دفعہ
عیدین کے دن اور زیادہ مجمع ہو۔ اس سے بڑہکر حج کی قید لگائی گئی
جہان خواہ مخواہ دنیا کے ہر خطّہ سے خواہ مشرق مین ہو یا مغرب
مین مسلمان مکہ معظمہ آئین اور ایک وقت مین ایک جگہہ جمع ہون۔
بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہین۔ کہ ان مجمعون کی وجہ سے طاعون
اور بیماری پھیلتی ہے۔ مین اسوقت حفظ صحت کے مسئلہ پر بحث
نہین کرتا ہون۔ لیکن مین یہ ضرور پوچھونگا کہ کیا سبب ہے کہ لندن
اور دوسرے بڑے بڑے شہرون کے لوگ جو تعداد مین ان
حاجیون سے زیادہ ہین۔ کیون طاعون سے نہین مرتے
اس کا سبب یہ ہے کہ ان شہرون مین اون قواعد کی پوری
پابندی کیجاتی ہے۔ جو در اصل مذہب اسلام نے بہت سختی کے
ساتھ ہمکو سکھائے ہین۔ وہ قواعد صفائی اور اصول حفظ صحت کے

متعلق ہین - پس حاجیون کو چاہیئے کہ آن حضرت کے احکام کی
پوری تعمیل کرین - اپنے تئین صاف رکھین - خوشگوار غذا کھائین
اور صاف پانی پیئین اس سے کچھ فائدہ نہین کہ آنحضرت کے
بعض احکام کی تعمیل کرنا اور بعض کو بغیر تعمیل چھوڑ دینا - آخر مین مین یہ
کہونگا کہ اگر خدا نے مجھے چند سال اور زندہ رکھا یا میرے بعد
افغانستان خانگی جھگڑون اور بیرونی حملون سے محفوظ رہا اور میرے
بیٹے اور جانشین میری ہدایت اور نصیحت کے موافق چلے تو
دولت افغانستان کا انجام بہت اچھا ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ
انشاء اللہ یہ دنیا مین ایک عظیم الشان سلطنت ہوگی -

ملک کا رقبہ وسیع - خوش آب وہوا - بیشمار دولت کے ذرائع -
باشندون کی تعداد - اون کی بہادری اور جسمانی قوت ان سب
باتون کا اگر خیال کیا جائے تو اب بھی افغانستان دنیا کی بعض
بڑی سلطنتون سے کچھ کم نہین ہے - ملک کی سرحد قائم ہونے

سے ہمسایون کی دست درازیان موقوف ہوئین اور قبیلون
کے باہمی جھگڑے اور بلوے ہمیشہ کے لئے دور ہوے
فوج اور سامان جنگ اور خزانہ کی حالت درست ہوئی بلکہ ایک
حدتک مکمل ہوگئی ان سب باتون کا خیال کرکے یہ کہا جاسکتا ہی
کہ اب ملک مین بہت کچھ ارادے پورے ہوسکتے ہین۔ مثلاً
تجارت اور تعلیم کو ترقی دیجاے۔ کانون سے معدنی دولت
نکالی جاے۔ غیر ملک کے تاجرون مسافرون اور سرمایہ دارون کو
ترغیب دیجاے اور حفاظت کا اطمینان دلایا جاے۔ اب وقت
آیا ہے کہ زراعت کے لئے نہرین جاری کیجائین اور
پانی کے خزانے بنائے جائین تاکہ جو پانی برف کا گھل کر آتا ہے
وہ جمع رہے اور دریاؤن مین بہکر ملک کے باہر نجانے پاے۔
اگر یہ پانی ملک ہی مین رکھا جاے تو جسقدر غیر مزروعہ اور افتادہ زمین
پڑی ہین۔ وہ سب لہلہاتے ہوے کھیت اور سرسبز باغ بنجائین

اِس لئے کہ وہ زمینین نہایت شاداب ہین - مین نے چند نہرین
بنوائی ہین اور چند زیر تعمیر ہین - استرخانی پوستین اُون گھوڑے
گوسفندین ان سب کی تجارت مین بہت ترقی ہوئی ہے - اور مین نے
افغانی تاجرون کو ترغیب دلانے کے لئے سرکاری خزانہ سے
بلاسودی روپیہ قرض دیا ہے سود کی جگہ مجھے درآمد و برآمد مال پر چونگی
وصول ہوتی ہے جو سود کی مقدار سے کہین زیادہ ہے اور تاجرونکو
بھی منافع ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ غیر ملک کی بنکون اور ساہوکارون
سے خط کتابت کرکے یہ انتظام کرلیا جائے کہ جسقدر روپیہ افغانستان
کے خزانہ مین ہو اوسکے موافق ہنڈیان جاری ہوا کرین - اس سے یہ
فائدہ ہوگا کہ جو روپیہ بیکار خزانہ مین رہتا ہے وہ تجارتی اغراض کے
لئے سال مین کئی دفعہ گھوم آئے گا - مین نے ہنڈی اور برات کا
طریقہ جاری کردیا ہے -

مین فری ٹریڈ کے فواید سے ناواقف نہین ہون مگر

بالفعل اوس کی پابندی ہماری مصلحت کے خلاف ہے۔ غیر ملک
کا اسباب جو ہمارے ملک مین آتا ہے ہمین نے مجبوراً ایک حد تک
اوسکی روک کی ہے یہ ضروری چیز ہے کہ ہم ایسے اسباب کا آنا بالکل
روک دین جو نقد روپیہ پر بکنے کے لئے لایا جائے۔ اس لئے کہ
ہمکو کوشش کرنا چاہیے کہ ایسا اسباب اور اس قسم کی چیزین جو ملک
کے لیے درکار ہوتی ہین خود اپنے ہی ملک مین بنائی جائین۔ ہمکو
چاہیئے کہ جو کچھ مال بنایا جائے وہ اپنی رعایا کی ضرورت سے زائد
ہو۔ تاکہ ہم اوسے اپنے ملک سے باہر بھی بیچ سکین اور غیر ملک
کا روپیہ ہمارے ملک مین آئے اور ہماری رعایا دولتمند ہو
جو تجارتی مال بکثرت ہمارے ملک سے باہر جا سکتا ہے اور
آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے وہ کتان اور ترکستان کا غلہ ہے اور
افغانستان کے کانون کی پیداوار۔ میوے بھی ملک مین افراط
سے ہوتے ہین کہ ہم جنہین کھا نہین سکتے مگر چونکہ ملک مین ریل

یا جہاز یا تار نہین ہے۔ اس لیئے ہم اثمار کو اُس تجارتی مال مین نہین گنتے جس سے زیادہ آمدنی کی اُمید ہو۔ کیونکہ بوجہ نہونے ریل یا تار کے پہلون کا باہر بہیجنا دشوار ہے۔

مین اپنے لڑکون اور جانشینون کو یہ نصیحت کرتا ہون کہ نئی سڑکین بنوائین جس طرح مین نے بنوائی ہین مگر ریل کا بنانا اوسوقت تک ملتوی رکہین۔ جب تک کہ ہمارے پاس اپنے ملک کی حفاظت کے لئے کافی فوج نہ ہوجائے مگر جسوقت ہمارے پاس اتنی باقاعدہ فوج ہوجاوے کہ ہم اپنے ملک کی حفاظت کرسکین۔ تب ملک مین ریل اور تار جاری کئے جائین تاکہ ہم ملک کے معدنیات اور دوسرے ذرایع دولت سے فائدہ اُٹہائین تب افغانستان دنیا کے سیاحون اور دولتمندون کا تفرج گاہ ہوگا۔ لوگ بغرض تفریح یا حفظ صحت یہان آئینگے اور افغانستان کے عمدہ موسم اور تازہ ہوا اور شاداب

پہلون کا لطف اوٹھائین گے جو موسم بہار مین نمونہ جنت
ہوتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ اور افغانستان کی آب و ہوا ایک
ہے مگر یہان کے پھل اور پہاڑون کی مشرقی فضا بہ نسبت
سوئٹزرلینڈ سے زیادہ دلفریب ہے۔ اور سیاح افغانستان کو سوئٹزر
لینڈ پر ترجیح دیا کرین گے۔ سیاح جس ملک مین جاتے ہین وہان
روپیہ خرچ کرتے ہین۔ وہان کے گھوڑے اور گاڑیان کرایہ پر لیتے
ہین اور اوس ملک کی بنی ہوئی چیزین اور عجائبات خریدتے ہین
سیاحونکو افغانستان آنے کی ترغیب دلانا گویا ایک طرح پر اپنی رعایا
کو آسودہ اور خوشحال کرتا ہے۔

مین یہ بات اپنے بیٹون اور جانشینون کے ذہن نشین کرنا
چاہتا ہون کہ کبھی کسی غیر ملک والے کو ریل یا معدنیات کا اجارہ ندین
بلکہ خود ریل بنائین اور معدنیات نکلوائین اور جو کچھہ روپیہ ممکن ہوا وسمین
لگائین اوّل ریل افغانستان کے اندرونی حصہ مین کھولی جائے

اور اپنے ملک مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو لیجائین ہمسایہ کی سلطنتون کی حدود سے بالکل دور رہے۔ مگر رفتہ رفتہ جب ملک مین اتنی طاقت آجائے کہ کل بیرونی حملون کا مقابلہ کر سکے تب البتہ یہ ریل قریب کے دوسرے ملکون مین بہی ملائی جائے۔ مگر اسطرح پر کہ جو سلطنت کم مخالف ہو اوس کے ملک سے ریل کا اتصال کیا جائے۔

اگر غیر ملکیون کو اجارہ دینے کی ضرورت اور مصلحت ہو تو کم کم اجارے دئے جائین اور اُن اقوام کو دئے جائین جن کے ملک ہمارے ملک سے متصل نہون۔ مثلاً اہل امریکہ اہل اٹالیہ۔ اہل جرمن وغیرہ جنکے ملک اور مقبوضات افغانستان سے متصل نہین ہین۔ میری رائے مین اگر یورپین ملازمین کی مثل انجنیئر وغیرہ کی ضرورت ہو تو اونہین ملکون کے لوگون کو ترجیح دیجائے میرے لڑکون اور جانشینون کو چاہیے کہ اپنے قول اور وعدہ پر ثابت قدم

رہین اور ہمیشہ جھوٹھہ اور عہد شکنی سے احتراز کرین۔ خواہ اون کا عہد کسی متنفس یا تاجر کے ساتھہ ہو یا کسی سلطنت و گورنمنٹ کے ساتھہ بالفرض اگر ثابت قدمی مین نقصان اور عہد شکنی سے فائدہ متصور ہو تب بھی وہ عارضی نقصان گوارا کرین۔ اس نقصان سے بھی فائدہ ہوگا اس لئے کہ اونکا اعتبار بڑہے گا۔ اور صادق القول مشہور ہونگے۔ وارد ہوا ہے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا[۱]

ہمکو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے نبی برحق کی مثال پیش نظر رکھین ہمارے پاک نبی محمد مصطفے مبعوث ہونے سے پہلے بھی تمام عرب مین الامین کے لقب سے مشہور تہے۔ اونکی کامیابی کی اصل وجہ یہی تھی۔ کیونکہ جب انہون نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تو اونکے دشمن

---

[۱] راستی کے سامنے جھوٹھہ کو فروغ نہین ہو سکتا۔ راستی یقیناً جھوٹھہ پر غالب آئیگی۔

ترجمہ۔ عبارت انگریزی۔ مترجم۔

بھی اس بات کے مقر تہے کہ اونکی راستی مین کچھ شک نہین۔ وہ ایسے
راستباز ہین کہ اگر فی الحقیقت پیغمبر نہ ہوتے توکبھی پیغمبری کا دعوی
نکرتے۔ یہ اونکی راستی تھی جس نے حضرت خدیجہ کو ایسا گرویدہ کرلیا۔
حضرت خدیجہ عرب مین ایک بہت دولتمند بی بی تھین۔ اور ہمارے
نبی اونکے صرف ایک نوکر اور تجارتی ایجنٹ تہے۔ مگر کل معاملات
کو ایسی راستبازی اور ایمانداری سے انجام دیا کہ حضرت خدیجہ
نے نہ صرف اونپر پورا بھروسہ کیا اور اپنا سارا کاروبار۔ روپیہ
پیسہ اونکے سپرد کردیا کہ جیسا مناسب سمجھین کرین۔ بلکہ حضرت
خدیجہ نے اونکے ساتھہ شادی کرلی حضرت خدیجہ نے ہمارے
نبی کے دنیوی اور دینی معاملات مین پورا ساتھہ دیا اور گو آنحضرت
کا سن پچیس سال کا تھا اور وہ جب شادی ہوئی ہے اوسوقت
پچاس برس کی ایک بیوہ تھین۔ مگر شادی کے بعد پچیس برس
تک وہ زندہ رہین اور اس درمیان مین آنحضرت نے کوئی

شادی نہین کی - آنحضرت کی وفاداری اور راستبازی ایسی تھی کہ حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد اونکی نوجوان بی بی حضرت عائیشہ جب کبھی یہ سوال کرتی تہین کہ مجھے اپنی مرحومہ بی بی سے زیادہ چاہتے ہو یا نہین - آنحضرت ہمیشہ یہ جواب دیتے تھے کہ مین اپنی مرحومہ بی بی کو زیادہ چاہتا تھا - ایک مشہور مثل ہے کہ راستی سے چلو ہر ایک دشواری تمہارے سامنے آسان ہوجایگی آن حضرت فرماتے ہین -

الصِّدْقُ یُنجی وَالْکِذْبُ یُهْلِكُ [له]

ملک کی تجارت اور دولت کو ترقی دینے کے لئے ایک اور تجویز بیان کی جاتی ہے جو اگر زیادہ نہین تو مثل ریل وغیرہ کے ضروری ہے - بلحاظ پولیٹکل مصلحت دنیا کی نظرون مین قوم کی تہذیب اور وقار بڑہانا ضرور ہے اور دوسرے ممالک سے میل جول

له راستی تقویت روح ہے اور جہوٹھ زہر کا اثر رکہتا ہے -

پیدا کرنا لازمی ہے اس سے میری یہ غرض ہے کہ افغانستان
کو سمندر مین بھی قدم جمانا چاہیئے اور اپنے جہازون کے لئے
ایک خاص بندرگاہ ہونا چاہیئے۔ افغانستان کا جنوبی اور مغربی
کونا خلیج فارس اور بحر ہند سے ملا ہوا ہے اور اوسی کے قریب
ایک چھوٹا سا بلند میدان قندہار۔ بلوچستان۔ ایران کراچی کے
درمیان واقع ہے۔ تخت کابل پر بیٹھنے سے پہلے میری ہمیشہ
یہ نیت تھی کہ اس ریگستان کا تھوڑا سا حصہ لے لیا جائے۔ اگرچہ
اوس کی اسوقت کوئی قدر وقیمت نہین مگر جب افغانستان کیلئے
ایک بندرگاہ بنایا جائیگا تب اوس کی قدر معلوم ہوگی۔ لیکن ابھی
اس معاملہ مین زیادہ زور دینے کا موقع نہین ہے۔ اگر برطانیہ اعظم
اور افغانستان مین دوستانہ تعلقات قایم رہے اور اون مین زیادہ
ترقی ہوئی اور انگلستان افغانستان پر پورا بھروسہ کرنے لگا۔
اور یہ سمجھنے لگا کہ انگلستان اور افغانستان کے اغراض ایک ہین۔

نہ جاری کر سکا اور دنیا کے دور دراز ملکون سے سیاحون اور سرمایہ
دارون کو نہ بلا سکا اور افغانستان مین یونیورسٹیان اور دوسرے
فنون کے مدارس نہ کھول سکا تو مجھے اُمید ہے کہ میرے بیٹے
اور جانشین میرے ان ارادون کو پورا کرینگے اور جیسا مین چاہتا
ہون افغانستان کو ایک بڑی سلطنت بنائین گے ۔

افغانستان کی فارن پالسی اور ہمسایہ سلطنتون کے ساتھ ڈپلومیٹک تعلقات

چونکہ اس حصہ مین افغانستان کی گذشتہ موجودہ اور آیندہ حالت
کا حوالہ دیا جائیگا اور ہمسایہ کی سلطنتون کے ساتھ اِس کے

اور وہ یہ چاہے کہ افغانستان کو روس اور ہندوستان کے
درمیان ایک مضبوط سد بنائے تو اوسکے نزدیک گورنمنٹ
افغانستان کو یہ چھوٹا سا ٹکڑا زمین کا دیدینا کوئی بات نہ ہوگی۔ اسکے
عوض مین کوئی دوسری زمین یا کوئی اجارہ یا کچھ سالانہ روپیہ مقرر
کریگا اور اس خطۂ زمین پر حکومت اوسی کی رہیگی۔ اگر افغانستان
کو سمندر تک رسائی ہوگئی تو کوئی شک نہین کہ ملک بہت جلد دولتمند
اور آسودہ حال ہو جاے گا۔ اور ہمیشہ برطانیہ اعظم کا ممنون رہیگا
اگر میری زندگی مین یہ موقع نہ آئے تو میرے بیٹون اور جانشینون
کو چاہیے کہ ہمیشہ اس کونے کی تاک مین رہین۔ اونکو چاہیئے
کہ دریائے جیحون مین بھی چھوٹی چھوٹی کشتیان رکھین جو تجارت
کے لیے مفید ہونگی اور شمالی مغربی سرحد کی حفاظت مین بھی کام
آئینگی۔ اگر مین اپنی زندگی مین ریل نہ بنا سکا۔ تار اور جہاز نہ جاری
کر سکا معدنیات کا کام نہ چلا سکا۔ بینک نہ کھول سکا۔ ہنڈیان

تعلقات بیان کیے جاینگے - لہذا ضرور ہے کہ مختصر اگذشتہ تاریخی حالات کا ذکر کیا جائے - لہذا مین چند واقعات بیان کرتا ہون -

کل افغان سُنّی مسلمان ہین اور مورخین افغان کے بیان کے موافق بنی اسرائیل کی نسل سے ہین - اونکا نام افغان لفظ افغنہ سے مشتق ہے - بعض اون مین سے افغنہ کی نسل سے ہین جو حضرت سلیمان کا کمانڈران چیف تھا - اور بعض یور سیاہ پسر سال کی نسل سے ہین - اہل افغانستان مثل اسکاٹش ہایلنڈرز یا دوسرے کوہستانی لوگون کے نہایت جری اور دلیر سپاہی ہین اور ہمیشہ سے حکمرانی اور جہانبانی کے خواستگار ہین اور اپنی آزادی اور خود مختاری پر جان دیتے ہین افغانستان کے اکثر فرقون اور قبیلون اور بعض امرا نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے اور وہان حکمران رہے ہین - مثلاً قبیلۂ غور - تغلق - خلجی اور دُرّانی - جب کبھی

افغانستان کسی دانشمند جفاکش اولوالعزم بادشاہ کے زیر فرمان رہا افغان ہمیشہ فتحیاب رہے اور اپنے بادشاہ کا لوا نصرت بہت بلند کیا۔ نہ صرف شاہان افغانستان کی فتوحات جو انہین بہادرون کے ہاتھون ہوئے قابل تعریف ہین۔ بلکہ بابر نے بھی جو ہندوستان مین سلطنت مغلیہ کا بانی ہوا اور دوسرے شاہان ایران نے بھی انہین بہادرون کی بدولت کوس لِمَنِ الْمُلْكُ بجایا۔ افغانستان کے بہادر سپاہی جس سلطنت یا گورنمنٹ کا ساتھ دین اوسے مبارکباد دینا چاہیئے اگر غنیم کے مقابلہ مین یہ سور اوس کی پشت پناہ ہو جائین تو پھر فتح مین کوئی شک نہین اور اوس سلطنت کی قسمت کا خدا ہی حافظ ہے گو وہ دنیا مین کیسے ہی قوی کیون نہو جس کے مقابلہ مین افغان اوسکے دشمن کے شریک ہو کر لڑین۔ مین دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہون اور جو شخص ایشیا کی تاریخ اور افغانون کی بہادری سے کچھ بھی واقف ہے وہ میرے ساتھ اتفاق کرے گا کہ کوئی سلطنت

تنہا اوس سلطنت کا مقابلہ نہین کرسکتی جس کے ساتھ افغان
شریک ہون۔ جو سلطنت ایسی متحدہ فوجون کے مقابلہ کی جرات
کریگی اوسے بجز شکست۔ ذلت پشیمانی کچھ نہ ہاتھہ آئیگا۔ گو افغانستان
ابھی اتنا قوی نہین ہے کہ تنہا انگلستان یا روس کے مقابلہ مین
فتحیابی کا یقین کرسکے مگر کسیکا شریک ہوکر اگر لڑیگا تو یقیناً فتحیاب
ہوگا۔

"تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان جو سکندر اعظم کے
وقت سے اس صدی کی ابتدا تک مغربی اور وسط ایشیا کے
حملہ آورون کا جولان گاہ رہا سولہوین اور سترہوین صدی مین
تقریباً دوسو برس تک بالکل امن مین تہا۔ اوسکی وجہ یہ ہے۔ کہ
سلاطین مغلیہ افغانستان پر حکمران تہے اور افغان اونکی پشت پناہ
رہے جب سلطنت مغلیہ کو زوال آیا نادر شاہ اور احمد شاہ درانی
افغانون کی فوج لیکر ہندوستان پر چڑہ دوڑے۔

چونکہ ہمین صرف اوس زمانہ کا حال لکہنا ہے جو احمد شاہ کے عہد حکومت سے شروع ہوتا ہے لہذا مین اوس کی تاریخ تخت نشینی سے شروع کرتا ہون - اگر ناظرین کتاب اوس سے پہلے کے تفصیلی حالات جاننا چاہتے ہین تو اور مورخین کی کتابین پڑہین -

نادر شاہ کی وفات کے بعد ۱۷۴۷ء مین افغانستان مین ایک غدر کی سی حالت تھی تا اینکہ خاندان دُرّانی کی سلطنت کی بنا پڑی جس خاندان کا مجھے فخر حاصل ہے اس سلطنت کا بانی احمد شاہ قبیلہ ابدالی کے ایک فرقہ کا سردار تہا جسے سدوزئی کہتے تہے اوسے خواب مین ایک مشہور ولی کی بشارت ہوئی جسکی وجہ سے اوسنے اپنا لقب شاہ دورہ دوران رکہا میرے دادا امیر دوست محمد خان فرقہ برق زئی سے تہے جو قبیلہ درّانی کی ایک شاخ ہے

چنانچہ خاندان سدوزئی درّانی مین جس کا پہلا بادشاہ احمد شاہ ہوا اور خاندان برق زئی درّانی مین جس کا پہلا بادشاہ امیر دوست محمد خان ہوا اسطرحپر سلسلہ ملتا ہے سدو اور برق ان دونون

شاہی خاندان درانی کے جد حقیقی بھائی تھے۔ احمد شاہ ۱۷۴۷ء
مین بمقام قندہار تخت نشین ہوا اور اوس نے قندہار کو اپنا دارالسلطنت
قرار دیا۔ اسی سال سے تاریخ افغانستان مین بادشاہ کے انتخاب
کرنیکی اور باضابطہ سلطنت کی بنا پڑی۔ ۱۷۴۷ء مین جب نادرشاہ
قتل ہوگیا تو افغانستان کے مختلف قبیلون اور فرقون کے سردارون
اور وکیلون نے قندہار کے قریب شیر سرخ بابا کی مزار شریف
پر ایک کونسل کی کہ اپنے ہی لوگون مین سے ایک بادشاہ منتخب
کرین تاکہ ملک مین امن قایم ہو۔ اس کونسل مین حاجی جمال خان
برق زئی مہابت خان اور سردار جہان خان پوپل زئی موسیٰ جان
اسحق زئی المعروف بہ ڈھکی۔ نور محمد خان غلجی۔ نصراللہ خان نورزئی
اور احمد خان سدوزئی شریک تھے۔ سوائے احمد خان کے ہر ایک
سردار اپنے تئین دوسرون پر ترجیح دیتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ مین
کسیکی حکومت گوارا نہ کرونگا۔ بہت دیر تک بحث رہی مگر کوئی نتیجہ

نہ نکلا تب ایک بزرگ مسمی صابر شاہ نے ایک خوشۂ گندم ہاتھ
مین لیکر احمد خان کے سر پر رکھا اور اہل کونسل سے مخاطب ہوکر
کہا کہ تم آپس مین جھگڑا نکرو سلطنت احمد خان کے لیئے موضوع ہی
اسپر کل سردار احمد خان کی طرف متوجہ ہوسئے سب نے اقرار
کیا کہ احمد خان سے بہتر کوئی بادشاہ منتخب نہین ہوسکتا اس لیئے
کہ اوس کا فرقہ بہت کمزور اور تعداد مین چھوٹا ہے اگر وہ ہمارے
مشورہ کے موافق نہ چلیگا تو ہم تخت سے اوتار دینگے اگر کسی
بڑے مضبوط قبیلہ مین سے بادشاہ منتخب ہوتا تو یہ امر دشوار
تھا۔ اگر وہ ہماری راے کے موافق چلیگا تو ہم سب اوس کے
معاون ہونگے اور انتظام سلطنت مین مدد دینگے۔ اس بات پر
اتفاق کرکے سب نے گھاس کے تنکے منہ مین دبائے۔ یہ
گویا ایک علامت تھی کہ وہ سب مثل مویشی کے ہین۔ بعد ازان
سب نے رومالون کو لپیٹ کر اپنی گردنون مین ڈالا جس سے

یہ اظہار مقصود تھا کہ وہ سب اوس سے کے حکم کے مطیع ہین جس طرح
چاہے اون کی رہنمائی کرے اور اوسے جان و مال کا اختیار دیا
غرضکہ اسطرح رعایا نے احمد شاہ کو اپنی بادشاہی کے لیے منتخب
کیا۔ یہی وجہ تھی کہ کل سردار اور وکلاء ملک اوس کے شریک
تھے اور وہ خود بھی نہایت مستقل۔ ہوشیار۔ جفاکش اور منصف
مزاج آدمی تھا چنانچہ وہ ایشیا مین ایک بہت بڑا شہنشاہ ہوا اوسکا
ملک مغرب مین مشہد یا ایران تک تھا۔ اور مشرق مین دہلی تک
ماہ جون ۱۷۷۳ع مین بعارضہ سرطان اوس نے قضا کی۔

اوسکا بیٹا تیمور مرزا شاہ جانشین ہوا مگر وہ بہت کاہل اور
عیش پسند تھا جس مرض مین عموماً کل مشرقی بادشاہ۔ شاہزادے
اور امرا مبتلا ہوتے ہین۔ اور جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک ہاتھ سے
جاتا رہتا ہے اور دولت کافور ہو جاتی ہے اوس مین اتنا مادہ تھا
کہ اون قبیلون کو مطیع رکھ سکے جو اوس کے باپ نے فتح کیے

تھے۔ چنانچہ سلطنت کو زوال شروع ہوا۔ اوسنے اور بڑی غلطی
یہ کی کہ اپنے بیٹون کو افغانستان کے مختلف صوبون کا گورنر مقرر کیا
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۷۹۳ء مین بمقام کابل اوس نے وفات
پائی تو اوسکے کل بیٹون مین سلطنت کے لئے جھگڑا پڑا۔ آخر کار
شاہ زمان تخت پر بیٹھا مگر سات برس حکومت کرنے کے
بعد اوس کے سوتیلے بھائی شاہ محمود نے تخت سے اوتار کر
اوسے اندھا کر دیا۔ شاہ محمود وزیر فتح خان برادر دوست محمد خان
کی مدد سے بادشاہ ہوا۔ یہ حیرت انگیز شخص افغانستان کی تاریخ
مین یادگار ہے۔ اٹھارہ سال تک بادشاہ گر رہا۔ تاریخ انگلستان
مین ارل آف وارک جو مشہور بادشاہ گر گزرا ہے میری راے
مین وزیر فتح خان زیادہ تر اس نام کا مستحق ہے کل اہل افغانستان
اور یوروپین مورخین جنھون نے افغانستان کے متعلق کچھہ لکھا
ہے اوس کی قابلیت۔ جرات۔ سخاوت۔ سیاست کے قائل ہین۔

ماہ ستمبر ۱۸۰۰ء مین شاہ معزول زمان کے حقیقی بھائی شاہ شجاع نے اپنی بادشاہت کا اعلان کرکے پشاور سے کابل پر چڑہائی کی۔ مگر وزیر فتح خان سے شکست کھاکر خیبر بھاگ گیا۔ ۱۸۰۲ء مین وہ تخت لینے مین کامیاب ہوا اور محمود کو تخت سے اتار کر قید کرلیا بعدازان کشمیر فتح کیا۔ مگر یہ لکھنا بھی ضرور ہے گو تفصیلی حالات بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ ۱۷۹۳ء مین تیمور شاہ کی وفات کے بعد بیشمار لڑائیان ہوئین اور بہت سے سردار اور بادشاہ مارے گئے۔ احمد شاہ نے جو باضابطہ گورنمنٹ قایم کی تھی وہ اوسکے جانشینون کی عیش پرستی۔ شراب خواری اور لوگون یا قبلیون کی بیجا طرفداری کی وجہ سے خاک مین ملگئی۔ خاندان سدوزئی کی ان حرکتون کی وجہ سے ملک اونکے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور افغانستان جو پہلے ایک بڑی سلطنت تھا گھٹ کر ایک چھوٹی سی ریاست رہ گیا تھا۔

شاہ شجاع ۱۸۰۲ء مین تخت پر بیٹھا مگر وزیر فتح خان کے ساتھہ صلح کرنے سے انکار کیا۔ وزیر فتح خان نے ۱۸۰۹ء مین اوسے پھر شکست دی اور اپنے قدیم دوست محمود کے لئے پھر تخت لے لیا۔ شاہ شجاع نے رنجیت سنگھہ راجہ پنجاب کے پاس پناہ لی اور وہان سے تخت حاصل کرنے کے لئے کئی دفعہ کوششین کین مگر بے سود ہوئین اس لئے کہ وزیر فتح خان اور افغانستان کی رعایا محمود کی کمک پر تھی۔ آخر مین رنجیت سنگھہ نے شاہ شجاع کے ساتھہ بہت ظالمانہ برتاؤ کیا اور اوسے قید کر لیا۔ اوس سے بجبر کوہ نور الماس لے لیا (جو اب ملکہ معظمہ کے پاس ہے)۔

مورخین نے اس پارۂ الماس کے متعلق عجیب و غریب واقعات نقل کئے ہین۔ جس بادشاہ کے پاس سے یہ جدا ہوا وہ رنج و غم مین مبتلا رہا اور کبھی خوش نہ ہوا اور جس بادشاہ کے ہاتھہ لگا وہ فرط طرب سے باغ باغ رہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیز نصف

مخلوق عالم کے لئے باعث خوشی ہو وہ دوسرے حصّہ کے لئے باعث حزن ہے اگرایک گروہ فتح کی خوشیان مناتا ہے تو دوسرا گروہ شکست سے آنسو بہاتا ہے۔ بڑی دشواری کے بعد شاہ شجاع مع مخدرات حرم قیدخانہ سے نکل گیا اور انگریزی عملداری مین پہونچکر انگریزی وظیفہ خوار بنگیا۔

شاہ شجاع کی شکست کے بعد فتح خان شاہ محمود کی طرف سے حکمرانی کرتا رہا اوس نے حاجی فیروز سے ہرات لیکر اپنے بادشاہ کے ملک مین شامل کیا اور جب ایرانیون نے ہرات پر حملہ کیا تو اونھین شکست فاحش دی۔ ایرانی یہ چاہتے تھے کہ خراج دیا جاوے اور سکہ پر شاہ ایران کی ضرب ہو۔ ان وفاداریون اور خیرخواہیون کا صلہ وزیر فتح خان کو یہ ملا کہ اوس کمبخت طوطاچشم محمود نے اپنے کیاد بیٹے کامران اور دوسرے لوگون کے مشورہ سے جو فتح خان کے رسوخ پر حسد کرتے تھے۔ فتح خان

کی آنکھین نکلوالین اور جب فتح خان نے اپنے بھائیون کا راز افشا کرنے سے انکار کیا تو محمود نے اپنے سامنے اوسکا ایک ایک عضو کٹوایا۔ حالانکہ یہ فتح خان کی جوتیون کا طفیل تھا جو محمود کو دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی۔ غرضکہ وارک افغانستان کا یہ انجام ہوا۔ اوس کی دانائی اور بہادری کی یہ حالت تھی کہ جسکا شریک ہوا اوس کا پایہ زبردست ہوگیا۔ اوسکی دلیری۔ کشادہ دلی۔ شریف النفسی کی شہرت نے اوسکے چھوٹے بھائی دوست محمد خان کو تخت دلانے مین بہت مدد دی۔

فتح خان کے والد وزیر پایندہ خان نے جو سردار سرفراز خان کے نام سے ملقب تھے اکیس فرزند چھوڑے جو سب کے سب لایق تھے اونکے نام حسب ذیل ہین۔

(۱) وزیر فتح خان۔ (۲) سردار محمد اعظم خان (۳) سردار تیمور قلی خان (۴) سردار پردل خان (۵) سردار شیر دل خان۔

(۶) سردار کوہان دل خان (۷) سردار رحیم دل خان (۸) سردار
مہر دل خان (۹) سردار عطا محمد خان۔ (۱۰) سردار سلطان محمد خان
(۱۱) سردار پیر محمد خان (۱۲) سردار سعید محمد خان (۱۳) امیر
دوست محمد خان (۱۴) سردار امیر محمد خان (۱۵) سردار محمد
زمان خان (۱۶) سردار ضمیر خان (۱۷) سردار حیدر خان (۱۸)
سردار طرہ باز خان (۱۹) سردار جمعہ خان (۲۰) سردار خیر اللہ خان
جب ایسا بھا در بادشاہ گر اس ظلم وستم سے مارا گیا تو اوسکے
بیس بھائیون اور کل درانیون نے شاہ محمود اور اوس کے فرزند
شاہزادہ کامران پر فوج کشی کی۔ جسکی ترغیب سے شاہ محمود نے
اپنے ایسے جری دوست کو قتل کیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح خان کے
ایک چھوٹے بھائی دوست محمد خان نے محمود کی فوج کو شکست
دی اور ۱۸۲۶ سنہ عمین امیر افغانستان ہو گیا۔ اس شکست سے سلطنت
خاندان سدوزئی سے خاندان برق زئی مین منتقل ہو گی۔ اور جب سے آجتک یہی

خاندان مین چلی آتی ہے البتہ اس سلسلہ مین چند دن کے لئے خلل
پڑگیا تھا۔ جب شاہ شجاع انگریزون کی حمایت سے کابل مین آیا تھا۔
شاہ محمود ملک کھو کر ہرات مین مرگیا اور اوس احسان فراموشی
کی یہ سزا پائی۔ اوسکا نالایق بیٹا کامران بھی ہرات مین اپنے ایک
ملازم وزیر یار محمد خان کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب ملک پر کوئی قوی شخص حکمران
ہوتا ہے اور کل سردار اور رعایاے ملک کو مطیع رکھتا ہے کوئی
غیر سلطنت مداخلت نہین کرسکتی خواہ وہ انصاف سے حکمرانی
کرے یا بے انصافی سے مگر جو ہین ملک کسی کمزور حکمران کے
ہاتھہ مین گیا اور اندرونی بدنظمیان پھیلین یا رعایا کو اپنے بادشاہ
کا ڈر اور محبت باقی نہ رہی تب غیر سلطنتون کو یہ موقع ملتا ہے کہ ایک
کے مقابلہ مین دوسرا دعویدار کھڑا کرین یا اس بہانہ سے دخل
دین کہ کل رعایا کو مساوی حقوق ملنا چاہیئے اور اوسکے ساتھہ

انصاف ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اگر غور کیا جاے تو معلوم ہوگا۔ کہ
جب افغانستان کمزور بادشاہونکے زیر فرمان ہوا اور اندرونی
خانگی جھگڑے پہیلے اوسوقت سے ابتک افغانستان کی تاریخ
ایسی مثالون سے بھری ہوئی ہے کہ انگلستان اور روس دونون
نے ملک کے معاملات مین دخل دیا ہے اور اسطرح کے دعویدار ایسے
ملک مین رکھے ہین کہ جب موقع ملے اُنہین آگے بڑہائین۔ زمانہ
گذشتہ مین انگلستان بمقابلہ روس افغانستان سے قریب تر تہا اس
سبب سے انگلستان نے بہ نسبت روس کے زیادہ دخل دیا۔ اب
بدقسمتی سے افغانستان ایک پتھر کی جگہ دو پتھرون مین دبا ہوا ہے
تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان نے افغانستان مین زیادہ دخل
دیا اور بہت غلطیان کین اس لئے زیادہ نقصان اوٹھایا۔ روس
نے کم دخل دیا اس لئے نقصان بھی کم اٹھایا۔ خیر گذشتہ راصلوٰة
اب آیندہ امید ہے کہ انگلستان اتنے نقصان اٹھانے کے بعد

فائدہ اوٹھائیگا مین کہہ سکتا ہون کہ اگر انگلستان نے افغانستان
کی دوستی کی قدر کی اور لاکھون پاؤنڈ صرف کرکے اور ہزارہا
بیش قیمت جانین تلف کرکے یہ سبق حاصل کرلیا ہے کہ افغانستان
سے لڑنے مین سراسر نقصان ہے اور افغانستان کے ساتھہ
دوست رہنے مین فائدہ تو البتہ انگلستان کے گذشتہ نقصانات
کی بخوبی تلافی ہوجاے گی۔

جب میرے دادا امیر دوست محمدؐ خان تخت کابل پر بیٹھے اگر
مین اوسوقت کے تاریخی حالات بالتفصیل بیان کرون تو مجھپر یہ الزام
رکھا جائے گا کہ اپنے خاندان کی طرفداری کرتا ہون اس
خیال سے مین کچھہ نہین لکھنا چاہتا بلکہ انگریز مورخین کے بیانات قلمبند
کرتا ہون البتہ مین صرف اوسقدر بیان کرونگا جو آئندہ طرز عمل
کے لئے ضروری ہو۔

خلاصہ کتاب

مصنفہ لارڈ کرزن وایسرائے ہند

موسوم بہ رشیا ان سنٹرل ایشیا

صفحہ (۳۲۳-۳۳۴)

سالہا سال سے روسیون کی یہ خواہش ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرین۔ سنہ ۱۷۹۱ع مین ملکہ کیتھرائن نے بخارا اور کابل کی طرف سے ہندوستان پر فوج کشی کی تجویز کی تھی۔ بعد ازان سنہ ۱۸۰۰ع مین شہنشاہ روس اور نپولین نے باہم یہ مشورہ کیا کہ دونون ملکر ہندوستان پر حملہ کرین سنہ ۱۸۰۷ع مین شہنشاہ نپولین اور زار روس نے پھر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا اور اس مرتبہ شاہ ایران کو بھی شریک کر لیا



DOST MAHOMED KHAN.

دبا بیٹھا - قندہار مختلف لوگون کے قبضہ مین رہا بعدازان سردارون کے تحت مین آگیا - امرائے سندہ خود مختار ہوگئے اور رنجیت سنگھ نے اس عام ابتری کی وجہ سے موقع پاکر افغانستان پر دست درازی شروع کی - ایک عرصہ تک یہی حالت رہی تااینکہ گورنمنٹ ہند کو معلوم ہوا کہ وسط ایشیا مین روسی حکومت فروغ پر ہے - نوبت باینجا رسید کہ روسیون نے ۱۸۳۷ء مین ہرات کا محاصرہ کیا - تب اس بات کی کوشش کیگئی کہ دوست محمد خان کو روس اور ایران کی شرکت سے علیحدہ کرلین - دوست محمد نے انگریزون کا ساتھہ دینے مین اپنی رضامندی ظاہر کی مگر اس شرط سے کہ انگریز اوسکو رنجیت سنگھ کی دست درازیون سے بچائین جسنے پشاور پر قبضہ کرلیا ہے ورنہ اوسے مجبوراً ایران کی حمایت مین جانا پڑیگا - مثل مشہور ہے کہ برا وقت کہکر نہین آتا - یہان یہ رائے ٹھہری کہ رنجیت سنگھ

سے نہ بگاڑنا چاہیئے اور ساتھہ ہی اوس کے دوست محمد خان

کوبھی ایران کے ساتھ نہ ملنے دینا چاہیئے۔ پس یہ صلاح ہوئی کہ دوست محمد کو تخت سے اوتار کر شاہ شجاع کو تخت پر بٹھانا چاہیئے جو اٹھائیس سال سے ہرزہ گرد ہے۔ اس چال سے یہ غرض تھی کہ کل وسط ایشیا مین اپنا اختیار قایم ہو جائے۔

چنانچہ ۱۸۳۸ء اور ۱۸۳۹ء مین سرجان کین کی فوج دُرانی ملک مین وَرّانہ چلی آئی۔ کسی نے کچھ تعرض نکیا یہان تک کہ غزنی مین دوست محمد خان نے اپنے تئین سر۔ ڈبلو۔ مکناٹن کے حوالہ کر دیا۔ شاہ شجاع کابل واپس ہوئے۔ بقول شاعر۔ ع

لوٹتا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

ہر طرف امن و تسلط کے آثار نظر آنے لگے شاہ ایران کی فوج ملک سے اٹھا دیگئی۔ دُرّانی احکامات جاری ہوئے۔ سرجان کین نے امارت کا درجہ پایا۔ ہر طرف سے ایڈرس اور مبارکباد کی بوچھار ہوئی۔ مگر افسوس کسیکو یہ خبر نہ تھی کہ کس سرنگ پر استادہ

ہین۔ سنہ ۱۸۴۱ء مین ماہ نومبر کے شروع مین یہ سرنگ اوڑی۔ برٹش سفیر قتل ہوا۔ کل فوج جسمین کئی ہندوستانی ٹرپ اور ملکہ معظمہ کا نمبر ۴۴ رجمنٹ شریک تھا سب خاک سیاہ ہوئی۔ توپین چھن گئین۔ انگریزی افسر اور لیڈیان اسیر ہوئین۔ غرضکہ ایسی تباہی آئی کہ جسکی مثال ہماری تاریخ مین بمشکل ملیگی اور وسط ایشیا مین انگریزی حکومت قایم کرنے کا سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ اوسی سال موسم بہار مین شاہ شجاع الملک کیمپ کی طرف جاتیون کو برق زئی کے ایک جرگہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسطرح اوسکی پر آشوب زندگی کا خاتمہ ہوا۔ اس ناجائز حملہ کے تباہی سے ہمکو جسطرح سے خدا نے بچایا ہے اوسکا سجدۂ شکر بجا لانا چاہیئے اسمین شک نہین کہ ہمنے اپنے کئے کی سزا پائی۔ خدا نکرے کہ ہم اپنے موجودہ فتوحات کے دلوے مین اوسکے رحم و کرم کو بھول جائین جیسا کہ سنہ ۱۸۳۹ء مین بھول گئے تھے۔ ہمارے حکمرانون کو خدا اس بات کی توفیق دے کہ وہ ہمیشہ

یادرکہین کہ محض فتوحات سے کسی قوم کا درجہ نہین بڑہتا ہے بلکہ راست بازی سے اور گناہ وطمع مثل اومعصیتون کے ہر قوم کیلئے باعث ذلت ہے۔

خلاصہ کتاب حالات سلطنت کابل مصنفہ ماؤنٹ اسٹوارٹ الفنسٹن ماہ اکتوبر ۱۸۳۸ء

کابل قندہار پشاور معہ اضلاع بہائیون کے زیر حکومت تہے جو بہت جلد آپسمین آمادہ بجنگ ہوگئے۔ دُرّانی اپنی اپنی جاگیرون کے لحاظ سے قندہار یا ہرات کے حکمرانون کے محض برائے نام مطیع تہے۔ دوسرے فرقہ خودمختار رہے۔ خاندان دُرّانی کے زمانہ زوال مین رنجیت سنگہ یوروپین افسرون کی مدد سے اپنی فوج کو بہت آراستہ کررہا تہا۔

بالفرض اگر قوم افغان مین اتحاد بھی باقی ہوتا جب بھی وہ اس
حالت مین افغانون کے ممالک ہند کے لئے ایک خوفناک
دشمن تھا۔ چہ جائے کہ گورنمنٹ مضطرب ہو اور سرحد کا کوئی ٹھکانا
نہ رہا ہو وہ افغانون کیلئے گویا نہنگ تھا جس سے مفر دشوار تھی۔
اوس نے کشمیر ملتان لیاہ۔ سندہ اور دماون کے قریب
کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اون قبیلون کو جو کشمیر کے جنوب مین
رہتے تھے حلقہ بگوش بنایا بعد ازان اوس نے پشاور اور تمام
حصّہ اوس ملک کا جو دریائے سندہ تک چلا گیا ہے فتح کرنیکا
ارادہ کیا۔ چونکہ امیر کابل مین اور اوس کے بہائی مین جو پشاور
کا حاکم تہا لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور اوسکے ساتھ ہی ادہر شاہ
شجاع کی طرف سے قندہار پہ حملہ ہو گیا۔ ان سب باتون سے
اوسے اپنی فتوحات کا اچھا موقع ہاتھ آیا۔ اُدہر امراے سندہ
نے بھی شکارپور چھین لیا۔ بلخ بھی خود مختار ہو گیا اور رئیس

بلوچستان کا تعلق بھی برائے نام رہگیا دوست محمد خان سردار کابل
ایک نہایت منصف اور عالی دماغ حاکم تھا وہ اور اوس کا علّاتی
بھائی حاکم قندہار دونون کامران سے مخالف تھے جو اپنے
باپ کے انتقال کے بعد ہرات کا حاکم ہوگیا تھا اور خاندان سدوزئی
کے دعوی کو باطل سمجھتے تھے۔ اس مین شک نہین کہ ان انقلابات
اور لڑائیون کی وجہ سے شہر پشاور کو بہت نقصان پہونچا مگر باقی
ملک مین کوئی زوال نہ آیا۔ علاوہ اوس مہم کے جس مین
شاہ شجاع کو قندہار کا عارضی قبضہ ملگیا وہ ملک کے مختلف حصون
مین اور دوسری مہمون مین بھی مشغول رہا۔ مگر اب لدھیانہ مین
جلاوطن ہے اس عرصہ مین اوسپر عجیب وغریب واقعات
گذرے جسکو اوس نے قلمبند کیا ہے۔ ایک وقت مین رنجیت سنگھ
نے دغابازی سے اوسے گرفتار کرلیا اور بہت بُری طرح پیش
آیا۔ اوس کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح کوہ نور ہیرا ہاتھہ آئے۔

یہہ واقعات اور اوس کی رہائی جو اوس کی ملکہ کی جراءت اور ہوشیاری کی بدولت نصیب ہوئی - افغانستان کے زمانہ حال کی ایک نہایت دلچسپ حکایت ہے جو مسز اے برنس اور مسٹر کنولی نے لکھی ہے جس کا یہ خلاصہ کیا گیا ہے -

ان تمام آفتون کا نتیجہ یہ ہوتا کہ خراسان کا وہ حصہ جو افغانون کے قبضہ مین تھا ایرانیون کے قبضہ مین چلا جاتا - اگرچہ ایرانیون نے ہرات لینے کی متواتر کوشش کی اور گو شاہ ایران کے پاس باقاعدہ فوج بھی تھی جسپر یوریپن افسر مقرر تھے مگر کچھ نہ ہو سکا - اسمین شک نہین کہ کامران خود عیاشی اور بزدلی مین اپنے باپ سے بڑھا ہوا تھا مگر اوسکا وزیر یار محمد خان ایک بیدار مغز شخص تھا جس کی جراءت اور طاقت ملک کو سنبھالے ہوے تھی -

سال بھر ہوتا ہے کہ شاہ ایران نے ہرات کا محاصرہ کیا ہے اور آخری جو خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہرات پر دہاوا کرنے کی

کوشش مین نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ گیارہ کرنل۔ ۵۴ افسر اور ۱۵۰۷ باقاعدہ سپاہی مارے گئے اور وہا واپسپا ہوا۔ اگر والی قندہار و کابل غنیم کے مقابلہ مین متفق ہوکر کامران کے شریک ہوجائین تو ممکن ہے کہ سلطنت دُرانی کا نشان باقی رہے اور اوسکے اتفاق و استقلال کا یہ ثمرہ ہاتھ آئے اگر ایسا ہوا تو ہماری سلطنت ہند کی حالت مین بھی بکار آمد تغیر پیدا ہوگا۔ جس کا اثر غالباً یورپ کے پالٹکس پر بھی پڑیگا۔

خلاصہ جنگ افغان مصنفہ مسٹر ارچیبلڈ فاربس صفحہ ۱۲۱

جو اسباب سنہ ۱۸۳۹ء مین افغانستان پر فوج کشی کے باعث ہوے وہ دراصل دولت برطانیہ اعظم اور دولت ایران کی پیچیدگیون

کیوجہ سے تہے اس لئے اس جنگ کا ذکر کرنے سے پہلے
اون پیچیدگیون کا مختصراً بیان کردینا ضرور ہے۔
۱۸۱۴ء مین انگلستان اور ایران کے درمیان ایک معاہدہ
ہوا تھا کہ اگر کوئی یورپین سلطنت ایران پر قبضہ کرے گی تو انگلستان
خواہ ہندوستانی فوج سے شاہ کی مدد کرے گا۔ یا مصارف
جنگ مین سالانہ کچھ امدادی رقم سے کفیل ہوگا۔ یہ بہت ہی خوفناک
معاہدہ تھا اگرچہ اس شرط کے ساتھ سہی کہ اگر ایران خود اُس حملہ کا
باعث ہو تو اُس صورت مین انگلستان مدد نہ دیگا۔ ۱۸۲۵ء سے
۱۸۲۷ء تک عباس میرزا اور روسی جنرل مسمی پاسکیوج مین جو جنگ
و جدل رہی انگلستان بالکل الگ رہا نہ اوسنے فوج سے مدد کی اور
نہ روپیہ سے مگر جب ایران مالی دقتون مین مبتلا ہوا جو حسب
صلحنامہ ترکمانچی اوسے تاوان جنگ دینے کیوجہ سے عاید ہوئی
تھین تب انگلستان نے موقع پاکر تین لاکھ پاؤنڈ دیکر اوس عہدنامہ

سے سبکدوشی حاصل کرلی جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ایران مین انگریزی
رسوخ کو زوال آئے اور یہ بھی ایک ہونے والی بات تھی کہ ایران
بوجہ اپنی کمزوری کے روس کے دائرہ اختیار مین چلا جائے -

پیر ضعیف شاہ ایران فتح علی شاہ نے ۱۸۳۴ء مین قضا کی اور
اوسکی جگہ اوسکا پوتا شاہزادہ محمد میرزا تخت پر بیٹھا - محمد میرزا ایک
ہونہار نوجوان تھا - جس مین اپنے دلیر باپ عباس میرزا کے
بہت سے اوصاف پائے جاتے تھے - اوسکی عین خواہش
یہ تھی کہ ہرات فتح کرنا چاہیئے جو افغانستان کی مغربی سرحد پر ایک
خودمختار ریاست ہے اس خواہش کو روسی مشیرون نے اور بھی
اوکسایا صرف ہرات افغانستان کا ایک ایسا ٹکڑا باقی رہگیا تھا جسپر
افغانستان کے قدیم شاہی خاندان کا ایک رکن حکمران تھا - یہ حکمران
شاہ کامران پسر محمود شاہ تھا محمود شاہ جب اپنے بھائی
شاہ شجاع کو تخت کابل سے اوتار چکا تو خود بھی وہان سے نکالا گیا

اور بھاگ کر ہرات مین پناہ لی - یہ نوجوان شاہ ایران بلاوجہ ہرات
کا دعویدار نہ تھا - اس بات کو مسٹر ایلس نے بہی جو ایران مین انگریزونکا
سفیر تھا مان لیا ہے چنانچہ اوس نے اپنی گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ شاہ
کو غزنی تک حکومت کا صحیح دعویٰ ہے اور جبکہ کامران نے ایران
کے صوبہ سیستان کا کچھہ حصہ دبا لیا ہے تو اس صورت مین شاہ کو
لڑنے کا اور ہرات پر حملہ کرنے کا پورا حق حاصل ہے -

اس حملہ سے انگلستان اور افغانستان کے لئے یہ قباحت
تھی کہ روسی زور بھی ایران کے ساتھہ تہا - چنانچہ مسٹر ایلس نے
اپنی گورنمنٹ کو اس بات سے آگاہ کیا کہ ایران و روس مین ایسے
تعلقات ہین کہ اگر ایران افغانستان پر قابض ہو گیا تو یہ سمجھنا چاہئیے
کہ روس کا قدم بھی وہان جما اور دشواری یہ تھی کہ ۱۸۱۴ء کے
معاہدہ مین یہ شرط بدستور بحال رکھی گئی تھی کہ اگر افغانستان اور
ایران مین جنگ واقع ہو تو انگلش گورنمنٹ کچھہ دخل نہ دے تاوقتیکہ

دونون اوس سے اس امر کی استدعا نکرین کہ وہ بیچ بچاؤ کردے
ایلس اور اوسکے جانشین میکنگ نے ہرچند شاہ ایران
کو ہرات پر حملہ کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر ایک نہ چلی
تب برطانیہ اعظم کی طرف سے سینٹ پیٹرس برگ مین اس بارہ
مین تحریک کیگئی مگر وہان سے بھی مذبذب جواب ملا۔ حالت
جیسی کچھہ سنگین ہو رہی تھی اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اپریل
سنہ ۱۸۳۶ء مین ایلس نے لکھا تھا کہ ہندوستان مین حملہ کرنے کے
لئے روسیون کا پہلا خط متوازی ایران ہوگا۔ سنہ ۱۸۳۷ء کے ابتدا
مین لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل ہندوستان نے میکنگ کو لکھا کہ شاہ
کو ترغیب دے کہ اس حملہ سے باز رہین اس لئے کہ وہ بحیثیت گورنر
جنرل ہند اس قسم کی مداخلت اور فتوحات اپنی مغربی سرحد پر
نہایت نارضامندی اور ناخوشی کی نظر سے دیکھین گے مگر شاہ
نے سفیر برطانیہ کے معروضات پر مطلق اعتنا نہ کی اور ہرات کی طرف

روانہ ہوا۔

۲۳- نومبر ۱۸۳۷ء مین محاصرہ شروع ہوا۔ میکنگ ایک عرصہ تک ہرات کے سامنے ایرانی کیمپ مین پڑا رہا مگر کچھ طے نہ کرسکا روسی سفارت کو شاہ کی مزاج مین بہت رسوخ تھا۔ آخر کار انگریزی سفیر کو متواتر اہانت اوٹھاکر شکست فاحش ہوئی اور وہ ایرانی کیمپ سے چلا گیا۔ چھہ دن گولہ باری کرکے ۲۳ جون ۱۸۳۸ء مین ایرانیون اور روسیون نے دھاوا کردیا مگر پسپا ہوئے اور بہت نقصان اُٹھایا تب شاہ نے مایوس ہوکر محاصرہ اوٹھانے کا ارادہ کرلیا۔ اس عرصہ مین ایرانی کیمپ مین کرنل اسٹوڈاٹ یہ خبر لائے کہ ایک جنگی فوج بمبئی سے جنگی جہازون کو لئے ہوئے خلیج فارس مین جزیرہ کرک پر اُتری ہے اور یہ الٹیمیٹم لائی ہے کہ شاہ فی الفور ہرات سے واپس ہون۔ لارڈ پامرسٹن نے اسحالت مین عہدنامہ کی شرط کے خلاف یہ کارروائی کرنا واجبی خیال کیا اس لئے

کہ اوّل اوّل اکثر اوقات انگلستان اسکا پابند رہ چکا تھا۔ اب
رہے شاہ انہین اس الٹیمیٹم کا ایک عذر ملگیا۔ ۹۔ستمبر کو وہ اپنے
گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہرات سے روانہ ہوگئے۔ یہ محاصرہ
ساڑھے نو مہینے تک رہا اس واقعہ کو پچاس برس گذرے۔ ہرات
تو فتح نہو سکا مگر ہرات کو مسمار کرکے سائمونک سفیر روس محمد شاہ
کے ہمراہ وہان سے واپس گیا۔ وہی شہر آج افغانون کے قبضہ
مین ہے جہان اونکے سلاح خانہ بنے ہین ۔
شاہ شجاع الملک اوس نام آور احمد شاہ کا پوتا ۱۸۰۳ء سے
۱۸۰۹ء تک افغانستان مین حکمران رہا۔ جب اوسکا ستارہ اقبال
زوال مین آیا تو کئی برس تک افغانستان مین بدعملی رہی۔ آخرکار
۱۸۲۶ء مین دوست محمد خان کابل کے تاج و تخت کا مالک ہوا اور
یہ زبردست شخص تین برس تک جبکہ ملک پر انگریز قابض تھے
برابر حکمرانی کرتا رہا تین برس کے بعد زمانہ کے نشیب و فراز جھیل کر

یہہ نوجوان سپاہی اپنے کل دشمنون پر غالب آیا اور ۱۸۲۶ء مین کابل کا بادشاہ ہوا۔ اوس کے دل مین انگریزون کی بہت وقعت تھی اور اوس سے صرف دوسری جنگ پنجاب مین البتہ خلاف وفاداری یہ فعل سرزد ہوا کہ اوس نے سکھون کو مدد دی۔

بیچارہ شاہ شجاع لدہیانہ مین مقیم رہا اور یہین سے کابل کے تخت کے لئے برابر سازشین کرتا تھا۔ اوس کی تدبیرین ایک عرصہ تک بیکار رہین۔ یہان تک کہ ۱۸۳۲ء مین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اور اوسکے درمیان کچھ عہد و پیمان ہوا۔ شاہ شجاع نے گورنمنٹ ہند سے فوجی اور مالی مدد کی استدعا کی۔ گورنمنٹ ہند نے یہ جواب دیا کہ فوجی مدد دینا اصول نیوٹریلیٹی کے خلاف ہوگا جو گورنمنٹ ہند نے اختیار کیا ہے مگر گورنمنٹ ہند نے خلاف دانشمندی اوسے مالی مدد دیدی وہ بھی اسطرح پر کہ چار مہینے کا وظیفہ اوسے پیشگی دیدیا۔ اگرچہ سولہ ہزار روپیہ ایک تخت و تاج

حاصل کرنے کے لیے بہت ہی قلیل رقم تھی مگر شاہ شجاع ماہ فروری ۱۸۳۴ء مین کابل پر چڑہ دوڑا پہلے سندہ کے امیرون سے سخت مٹہبیڑ ہوئی جس مین وہ کامیاب رہا - بعد ازان اوس نے قندہار پر چڑہائی کی اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا - قریب تھا کہ قندہار فتح ہوجائے مگر دوست محمد بہ تعجیل تمام کابل سے آیا اور قندہار کو بچا لیا پہر اوس نے قندہار مین فوج کے ساتہہ ملکر شاہ شجاع کو ایسی شکست فاحش دی کہ وہ ٹوکر دم ہو کر بہاگا اور اپنا توپخانہ اور سارا سامان کیمپ وہین چہوڑ گیا - جنوبی افغانستان مین دوست محمد کی غیبت مین رنجیت سنگہہ کی فوج دریاے اٹک کے پار اُتری اور پشاور پر قبضہ کرلیا افغانون کو نکال کر درہ خیبر کی طرف بہگا دیا - دوست محمد نے بعد کو ہر چند کوشش کی کہ سکہون کو پشاور سے نکال دے مگر نہ نکال سکا اور جب اوسے یہ گمان ہوا کہ اس معاملہ مین رنجیت سنگہہ کے ساتہہ انگریزون کی بھی سازش ہے تب اوس نے بمقتضائے مصلحت یہ مناسب سمجہا کہ ایران سے

اتحاد کرلے۔ اب رہا شاہ شجاع وہ پھر رینگ کر اپنی پناہ گاہ (لدھیانا) مین آرہا۔

ماہ مارچ سنہ ۱۸۳۶ء مین لارڈ اکلینڈ بجاے لارڈ ولیم بینٹنک گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے۔ انہون نے دوست محمد کے تہنیت نامہ کے جواب مین یہ لکھا۔ کہ "برٹش گورمنٹ کی یہ عادت نہین کہ دوسری خود مختار ریاستون کے معاملہ مین دخل دے"۔ مگر لارڈ اکلینڈ نے خود بہت جلد اس اصول کو توڑدیا۔ وہ انگلستان سے بہت ہی بھرے ہوئے آئے تھے کیونکہ ایران اور روس کی سازشین جن کی خبر ہمارے سفیر نے گورمنٹ انگلستان کو برابر پہنچائی تھی اون سے بخوبی یہ واقف تھے مگر انہون نے کوئی قطعی فیصلہ نہ کیا کہ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ بقول ڈیورانڈ انہون نے ایک ایسے خطرہ سے خائف ہوکر جو محض خیالی تھا اور جسکا ڈر بہ نسبت اون کے دوسرے لوگون کو زیادہ تھا تجارتی مشن کے پردہ مین ایک شخص مسمی کپتان

برنس کو افغانستان روانہ کیا جو فی الحقیقت ایک مدبرانہ چال تھی مگر غلطی یہ ہوئی کہ کپتان برنس کو کوئی قطعی اختیار ندیا" ماہ ستمبر ۱۸۳۷ء مین کپتان برنس کابل پہونچے یہ وہ زمانہ ہے کہ جسکے دو مہینے قبل ایرانی فوج نے ہرات کا محاصرہ شروع کیا تہا۔ کپتان برنس دوست محمد کے بڑے حامی تہے۔ وہ ۱۸۳۲ء مین اونکے مہمان رہ چکے تہے انہون نے جس امر کی تائید کی تہی وہ یہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا فائدہ اس مین ہے کہ شاہ شجاع کی حمایت کرنے کے بدلے دوست محمد خان کیساتھہ اتحاد بڑہائے اونکو مدد دے تاکہ اون کی سلطنت اور مستحکم ہو۔

کپتان برنس نے یہ خیال کیا کہ اچھے وقت کابل آئے اسلئے کہ شاہ ایران کا ایلچی معہ تحائف قندہار پہونچ چکا تھا اور شاہ کیطرف سے مدد کا پیغام لایا تہا۔ دوست محمد نے کپتان برنس سے کوئی بات چھپائی نہین بلکہ اوس سے صاف صاف کہدیا کہ جب

انگریزون کی طرف سے مجھے مایوسی ہوئی تو مین نے ایران اور روس سے اتحاد بڑہایا اِسلیے کہ سکھون کی دست اندازی کے مقابلہ مین مجھے سخت ضرورت تھی۔ لیکن مین اب بھی یہ تعلقات قطع کرنے کے لیے آمادہ ہون اگر مجھے یہ یقین ہوجاے کہ گورنمنٹ ہند میری مدد کرے گی۔ کپتان برنس نے اپنی گورنمنٹ کو ان مخلصانہ تجاویز سے آگاہ کیا اور خود بھی اوس کی بہت تائید کی بلکہ جوش مین آکر اوس نے اس بات کی کوشش شروع کی کہ والیان قندہار کو ایران کے ساتھ اتحاد بڑہانے سے باز رکھے اور اون سے یہ وعدہ کیا کہ اگر ایران کچھہ تعرض کرے گا۔ تو گورنمنٹ ہند اوس کے مقابلہ کے لیے روپیہ سے اون کی مدد کریگی۔ کپتان برنس کا یہ فعل گورنمنٹ ہند کو ناگوار ہوا اور اوس کی معقول تنبیہ کیگئی اور اوسے یہ حکم ہوا کہ والیان قندہار سے اپنا قول واپس لے۔ کپتان برنس بیچارہ ایک تو یونہی دقتون مین پھنسا تھا۔

اوسپر طرہ یہ ہوا کہ ایک روسی افسر کابل مین وارد ہوا جسکا بیان
یہ تھا کہ زار روس کا ایلچی ہے اوس کا اعتماد نامہ مشتبہ خیال کیا گیا۔
مگر کاونٹ نسلر وڈ نے اوس کی تصدیق کردی دوست محمدؐ نے
اس ایلچی کا کچھ خیال نہ کیا اور کپتان برنس کو برابر یقین دلاتا رہا کہ اوسے
بجز انگریزون کے کسی کی پروا نہین چنانچہ کپتان برنس نے اپنی
گورنمنٹ کو اسکا پورا یقین دلایا مگر لارڈ اکلینڈ نے والی کابل کو جو
جواب لکھا وہ کچھ ایسے متحکمانہ اور سخت الفاظ مین تہا جس سے
کاتب کا یہ منشا ظاہر ہو کہ مکتوب الیہ کی توہین مقصود ہے چنانچہ
اوس خط کا نتیجہ یہ ہوا کہ کپتان برنس کو معاملہ کی یکسو ہونے کی کوئی
اُمید باقی نہ رہی۔ تاہم ایک آخری حجت دوست محمدؐ نے یہ ختم
کی کہ اپنے خلاف شان گورنر جنرل کو التجا کر کے لکھا کہ افغانون
کی شکایات رفع کیجئے اور اونھین کچھ ترغیب واختیار دلائے مگر
ان ملایم الفاظ کا کچھ اثر نہوا۔ روسی سفیر جو دوست محمدؐ کے ساتھ

ہر قسم کے وعدہ کرتا تھا۔ اب وہ رسوخ پا گیا اور اوس کی بہت
خاطر و مدارات ہوئی۔ واپسی کے وقت اوس نے والیان قندہار
سے ایک عہدنامہ لکھوایا جسکی سفیر روس نے ایران مین تصدیق
کرائی۔ جب کپتان برنس کابل مین بے اعتبار ٹھہرا تب وہ ماہ اگست
۱۸۳۸ء مین وہان سے واپس چلا آیا۔

کپتان برنس کی ناکامیابی کا سبب یہ تھا کہ اوسکے کابل روانہ
ہوتے ہی لارڈ اکلینڈ نے اپنی حکمت عملی بدلدی۔ لارڈ اکلینڈ جب
وارد ہندوستان ہوئے ہین تب تو ایک صلح جو آدمی تھے چنانچہ
اون کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے جو اُنھون نے ماہ اپریل ۱۸۳۷ء
مین لکھی تھی جسکا منشا یہ تھا کہ افغانستان کے معاملات مین وہ دخل
ندین گے اور گورنمنٹ نے یہ قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ شجاع الملک
شاہ معزول افغانستان جب تک گورنمنٹ ہند کی حمایت مین رہے
اوس کی خاطر سے والیان کابل و قندہار کے مقابلہ مین کوئی مخالفانہ

کارروائی نہ کیجائے گی مگر تعجب ہے کہ باوجود اس تحریر کے ماہ جون مین اُنہون نے شاہ شجاع کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا اور انگریزی فوج اوسکے ہمراہ کرکے اوسی کابل بھیجا اس تناقض کی کوئی وجہ نہین بیان کیگئی۔ کہان دریاے ستلج جہان ہماری سرحد تھی اور کجا ہرات جو وسط ایشیا کی سرحد پر واقع تھا۔ بارہ سو[۱۲۰۰] میل کا فاصلہ طے کرنا اور وہ بھی ایسی سرزمین پر جو دنیا مین دشوارگذار مانی گئی ہو کوئی آسان بات نہ تھی۔ اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ ہند کا یہ فعل باین نظر کسیقدر واجبی تہا کہ فوج ایران باعانت روس ہرات کا محاصرہ کررہی تھی اور ایرانی وروسی ایلچی افغانستان مین مشغول بکار تھے مگر یہ دونون معاملے محض خیالی خطرے تھے جسکا ثبوت آج یہ موجود ہے کہ افغانستان کی سرحد ہرات کے آگے قایم ہے اور کابل کی مسند پر دوست محمد خان کا پوتا جلوہ افروز ہے۔ لیکن نہ تو انگلستان نے اور نہ ہندوستان

نے کرک کی دہمکی دینے ہین پس وپیش کیا جس سے ہرات کا محاصرہ رک گیا پس جو حکمت عملی گورنمنٹ ہند کو افغانستان کے متعلق اختیار کرنا چاہیئے تھی وہ یہی تھی کہ سازشون کے نتیجہ کو بغور دیکھتے رہتے اگر کوئی نتیجہ ظاہر نہوتا تو لاعلم رہتے یا اگر کوئی نازک معاملہ پیش آتا تو اونہین چالون سے اوسکا تدارک کردیتے ۔ رنجیت سنگھہ کے ساتہہ ہمارے تعلقات مضبوط تھے اب رہا پشاور کے متعلق دوست محمد اور رنجیت سنگھہ کا جھگڑا اوس کا فیصلہ بھی بہت آسان تھا۔

پہلی جنگ افغان کا عذاب کس کی گردن پر ہے۔ متوفی لارڈ براوٹن نے جب سر جان ہاب ہاوس ۱۸۳۵ء سے ۱۸۴۱ء تک بورڈ آف کنٹرول کے میرمجلس تھے ۱۸۵۱ء مین ہاوس آف کامنز کی کمیٹی کے روبرو یہ بیان کیا کہ جنگ افغان بغیر اطلاع بورڈ آف ڈائرکٹرز بالکل میری وجہ سے ہوئی جس کے

معنی یہ ہوسئے کہ برٹش گورنمنٹ اس جنگ کی ذمہ دار ٹھہری اسلیئے کہ جو رکن سلطنت ہندوستان کے معاملات کا ذمہ دار تھا۔ وہ اس جنگ کا باعث ہوا۔ گو ایسٹ انڈین کمپنی کے ڈائرکٹرز سے اسبارہ مین کچھہ رائے نہین لیگئی۔ اور اس بیان کی توضیح سرہابہاؤس نے ۱۸۴۲ع مین ہاؤس آف سرکا منز مین اپنی تقریر مین اس طرح کی "کہ جو مراسلہ اس معاملہ کے متعلق ہندوستان بہیجا گیا تھا وہ اور لارڈ آکلینڈ کا مراسلہ جس مین اونہون نے یہہ اطلاع دی تھی کہ کابل پر فوج کشی ہوچکی دونون مراسلے اثنائے راہ مین لڑگئے۔

۱۸۳۸ع مین جو معاہدہ گورنمنٹ ہند اور رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع کے درمیان ہوا تھا اوس کا مضمون یہ تھا کہ شاہ شجاع ایک ہندوستانی فوج اور گورنمنٹ ہند کے روپیہ سے برضامندی و اعانت مہاراجہ پنجاب اپنا تخت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

بعدازان یہ سفارش کیگئی جو منظور بھی ہوئی کہ شاہ شجاع
کو انگریزی فوج سے مدد لینے کی ضرورت ہے اور اس کام کیلئے
صرف دو انگریزی رجمنٹ کافی ہونگے۔ لیکن مسٹر ہنری فن نے جو
اوسوقت کمانڈر ان چیف تھے اس بارہ مین مخالفت کی اور یہ بیان
کیا کہ ایسے دور دراز خوفناک مہم پر تھوڑے سے انگریزی سپاہی
بھیجنا ہرگز مناسب نہین ہے۔ آخرکار گورنر جنرل نے جو سراسر
غلطی پر تھے اور اپنے مشیرون کی راے پر عمل کر رہے تھے
یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ ایک انگریزی فوج جمع کرکے بہ ماتحتی بدبخت
شاہ شجاع افغانستان کے نامعلوم اور دور و دراز کوہستانون
مین روانہ کرین۔ جب یہ قصد مصمم ہولیا تو حسب قاعدہ گورنر جنرل
نے اس کو واجبی قرار دینے کیلئے ایک اظہار نامہ مرتب کیا۔
اس اظہار نامہ کی نسبت مین کچھ اور نہ کہونگا۔ صرف ڈیورانڈ کی
راے کا حوالہ دیتا ہون جو کہتے ہین کہ لفظ انصاف اور ضرورت

اوس اظہارنامہ مین ایسے موقع پر استعمال ہوئے ہین جس کی
مثال انگریزی زبان مین نہین ملتی۔ اورمسٹر ہنری اڈورڈس نے
بھی غضب کا اعتراض کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہین کہ دوست محمد
کا برتاؤ اوراوس کے خیالات ایسی بیرحمی سے ساتھہ غلط بیان
کئے گئے کہ روسی حیلہ بازبھی جس سے شرما جاتے۔ جوجولوگ
تجربہ کار تھے سب نے ایک زبان ہوکراس مہم کی مخالفت
کی۔ مسٹرالفنسٹن نے جوتیس سال پہلے بسرکردگی مشن کابل ہو
آئے تھے یہ کہا کہ اگرفوج گہاٹون کی راہ کابل بہیجی جاے
اورہم اوس کی سربراہی کرسکین توالبتہ ہم کابل فتح کرکے شاہ شجاع
کوتخت پربٹھاسکتے ہین۔ مگرایسے دورودراز مفلس برفستانی ملک
مین جہان کی رعایا ایسی فتنہ انگیز ہو یہ غیرممکن ہے کہ وہ تخت
پرقابض رہ سکے۔

لارڈ ولیم بینٹنگ جولارڈ اکلینڈ کے پہلے گورنر جنرل ہندرہ چکے

تھے انہون نے اس مہم کو ایک ابلہانہ فعل سمجھ کر ترک کیا۔

مارکوئس ولزلی یہ کہتے تھے کہ ایسے دور و دراز کوہستانی ملک مین جہان برف اور ریگستان ہو فوج بھیجنا جنون ہے۔

ڈیوک آف ولنگٹن نے یہ عاقلانہ پیشین گوئی کی تھی کہ اگر ہم ایک دفع دریائے سندہ کو عبور کرکے افغانستان مین وہان کی حکومت کا انتظام کرنے گئے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ کے لئے فوج بھیجنے کا سلسلہ قایم ہوا۔

(صفحہ ۸۴ اظہارنامہ از شملہ)

شاہ شجاع کا ملک جانے مین ہمارا کوئی تعلق نہ تھا۔ البتہ ہمنے دوست محمد کو تخت سے اُتارا جس نے کبھی ہمکو ستایا نہ تھا۔ محض ہماری پالسی کی تائید مین وہ بیچارہ مظلوم ہوا۔ برنس اور مکناٹن نے اپنے کیئے کی سزا پائی جو ایک بدنصیب خاندان کے رکن کی حمایت کے لئے کابل گئے۔

مین افغانستان کی تفصیلی تاریخ یا برطانیہ اعظم کے ساتھہ
جو لڑائیان ہوئی ہین اون کا مفصل حال اس کتاب مین نہین
لکھہ سکتا۔ اوس کے لئے ایک علیحدہ کتاب چاہیئے علاوہ اسکے
مستند انگریزی مورخین اس باب مین قلم فرسائی کر چکے ہین مگر یہ
بات مین ضرور کہونگا کہ دوست محمد خان کو بلا وجہ اور بغیر
قصور وائسرائے و گورنمنٹ ہند نے تخت سے اوتارا اور ماہ
نومبر ۱۸۴۰ء مین اونہین قید کر کے ہندوستان بہیجا اور برنس
اور مکناٹن اور دوسرے لوگ جو معاملات سے بخوبی واقف
تہے کسی کی ایک نہ سنی۔ اس بے انصافی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کابل
مین انگریزون کا قتل عام ہوا۔ شاہ شجاع مارا گیا اور اسیر
دوست محمد خان افغانون کو واپس ملے۔ وہ ۱۸۴۳ء مین پہر کابل
کے تخت پر بیٹھے اور ۹ جون ۱۸۶۳ء تک حکومت کی اونھون
نے اپنی طبعی موت سے بمقام ہرات وفات پائی جہان اونکی

قبر ابتک موجود ہے۔ اوسکے انتقال کے وقت اون کے بڑے
بیٹے یعنی میرے والد مرحوم امیر افضل خان کی غیبت مین شیر علی
خان امیر بن بیٹھا۔ اسکا جو کچھ انجام ہوا وہ میری کتاب کے
گذشتہ بابون مین بیان ہو چکا ہے صرف اسقدر کہنا باقی ہے
کہ اوسکے زمانہ مین گورنمنٹ ہند نے سخت غلطی کی اور اوسکو گورنمنٹ روس
کی ساتھ مراسلت کی اجازت دی بعدازان اوسپر اولٹا الزام رکھا شیر علیخان بھی الزام
سے بری نہین ہوسکتا اس لئے کہ اوس نے سر دربار ملکہ
معظمہ کی نسبت گستاخانہ الفاظ کہے اور انگریزون کے خلاف
گورنمنٹ روس سے سازش کی حالانکہ اپنے تئین برطانیہ اعظم
کا سچا دوست کہتا رہا۔ گورنمنٹ ہند اور شیر علی دونون کی غلطیون
سے دوسری جنگ افغان ہوئی جسمین شیر علیخان کی فوج پسپا
ہوئی اور وہ خود اس غرض سے روس بھاگ گیا کہ وہان سے اپنے لئے
روسی کمک لے آئے۔ اُس زمانہ مین افغانستان اور گورنمنٹ روس



سے درمیان بڑا فاصلہ تہا اور یہ ممکن نہ تھا کہ گورنمنٹ روس
سرحد افغانستان پر اپنی فوج لاسکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امیر
شیر علی خان اثنائے راہ مین گٹھیا کے مرض سے ناچار
ہوکر دل شکستہ راہی عدم ہوا۔ تب گورنمنٹ ہند نے ایک اور
تیسری غلطی کی جسکی وجہ سے سرلوئی کیناری تمام ہمراہیون سمیت
مارے گئے۔ باوجودیکہ امیر شیر علی خان کے ہاتھون
گورنمنٹ ہند کو ایسا ضرر پہونچا تہا۔ مگر اوس پر بھی گورنمنٹ ہند
نے اوس کے بیٹے یعقوب کے ساتھ معاہدہ تحریری کیا۔ اور
سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ یعقوب پر بھروسہ کرکے سرلوی
کیناری کو چند انگریزون کے ساتھ کابل بہیجدیا اور اون کی حفاظت
کے لئے کوئی معقول باڈی گارڈ بھی ساتھ نہ کیا۔ حالانکہ گورنمنٹ
ہند خوب واقف تھی کہ مکناٹن اور برنس کا کیا انجام ہوا اور
اوسکو اس بات کا بھی علم نہ تھا کہ آیا یعقوب اتنا مضبوط ہے

کہ انگریزون کی حفاظت کر سکے گا - یا اوس نے کنیاری اور اوسکے ہمراہیون کے لیئے وکلاء ملک سے اجازت حاصل کرلی ہے کہ وہ ملک مین داخل ہون - اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یعقوب قید ہوا سارے ملک مین غدر ہو گیا جسکی وجہ سے دوسری جنگ افغان کی نوبت آئی جس مین بہت خونریزی ہوئی اور روپیہ کا خسارہ اوٹھانا پڑا - اوسی زمانہ مین مین روس سے آکر کابل مین تخت نشین ہوا اور مین نے انگریزی فوج بحفاظت تمام افغانستان کے باہر پہونچا دی -

اس طرح افغانستان و گورنمنٹ ہند کا نقشہ کھینچکر اب مین اس معاملہ مین بحث کرونگا اور میرے ملک کو جہان تک گورنمنٹ ہند اور روس سے تعلق ہے اوس کی نسبت آیندہ حکمت عملی کی بابت اپنی راے دونگا - قبل اسکے کہ مین کچھہ کہون اول مین ناظرین کو اوس نقشہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہون جو اس کتاب

مین شامل ہے اور اون تاریخی واقعات کو یاد دلانا چاہتا ہون جو زمانہ گذشتہ مین انگلستان اور افغانستان کے تعلقات کے متعلق گذرے ہین - اون سے صاف معلوم ہوگا کہ میرے دادا دوست محمد خان کے زمانہ مین جب سلطنت کمزور ہتی انگریزون نے بعض شہر سرحد افغانستان سے جدا کرکے اپنے اختیار مین مین کر لئے بعد ازان امیر شیر علی خان اور یعقوب کے زمانہ مین اُنہون نے افغانستان سے کرم خیبر پاس - کچھ حصہ پشین کا اور چند دوسرے مقامات لے لئے میرے زمانہ مین باوجود اس روک ٹوک کے لارڈ لینس ڈاؤن کی گورنمنٹ نے میرے عہدہ دارون کو بلند خیل وزیرستان اور دوسرے مقامات سے یہ دہمکی دیکر نکال دیا کہ اگر نہ جاؤ گے تو انگریزی سنگینون کا رخ میری طرف پہیرا جائیگا اسکے علاوہ میرے ملک مین بغیر میری اجازت یا میری رعایا کے اجازت کے نیو چمن ریلوے

اسٹیشن بنایا گیا۔ گو سر مارٹمر ڈیورانڈ کی مشن نے مجھے اس کا
کچھ معاوضہ دیکر معاملات کو سلجھا دیا اور مین بالکل مطمئن اور خوش
ہون کہ مجھے گورنمنٹ ہند کی دوستی سے بجاے نقصان کے
بہت کچھ فائدہ ہوا ہے۔ مین نے یہ واقعات محض اس لیئے
بیان کیئے کہ ناظرین کتاب کو معلوم ہو جاے کہ گو گورنمنٹ
ہند کا یہ قول ہے کہ افغانستان کا کوئی حصہ لینا نہین چاہتی۔ مگر
جب موقع آتا ہے تو چوکتے نہین اور ہمارے دوست گورنمنٹ
ہند نے بہ نسبت روس کے افغانستان کا زیادہ حصہ دبا لیا ہے

یہ تاریخی واقعات جو اوپر بیان ہوئے بعض انگریز مورخین
اور مدبرین کی تصانیف سے لیئے گئے ہین۔ اب مین اپنی قوم
اور اپنے جانشینون کے لیئے نصیحت کے پیراے مین اپنی
راے ظاہر کرتا ہون۔ میرا مقصود اس سے کسی قسم کا مکابرہ یا مباحثہ
نہین ہے تاکہ یہ ثابت ہو کہ میرا بیان اور غیر ملک والے مصنفین

سے مقابلہ مین زیادہ عاقلانہ ہے اصل یہ ہے کہ جو کچھ میرے
دل مین ہے اوسکو عام طور پر اظہار کرنا خلاف مصلحت اور دانشمندی
سے بعید ہے مین صرف کنایۃً کچھ کہونگا میرے جانشینون
کو چاہیے اوس سے نتیجہ نکال لین۔ العاقل تکفیہ الاشارہ۔

غیر ملکون مین یہ دستور ہے کہ جب پارلیمنٹ یا کونسل وغیرہ
کا افتتاح ہوتا ہے تو حسب دستور بادشاہ کی طرف سے ایک اسپیچ
دیجاتی ہے جس مین یہ بیان ہوتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کے
تعلقات اور گورنمنٹون کے ساتھہ نہایت مخلصانہ اور دوستانہ
ہین۔ اگرچہ دل مین خوب جانتے ہین کہ بعض گورنمنٹون کے
ساتھہ قطعی عداوت اور نفرت ہے۔اس کا نام ڈپلومسی یا حکمت
عملی کہا ہے۔

مین ڈرتا ہون کہ اگر مین یہ طریقہ اختیار کرون اور اس طرح
کے ذو وجہین جملے منہ سے نکالون تو میرے مخاطب سمجھہ سکینگے

بلکہ دہوکہ مین آجائین گے مجہے چاہیئے کہ جو کچھ کہون بالکل صاف
اور بے لگاؤ ہو اوس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس پر سب کے
دلون کے راز ہویدا ہین اور جو دشمنونکے دلونکو نرم کرکے دوست
بنا سکتا ہے بقول شاعر۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

الحمد للہ کہ میری گورنمنٹ کے تعلقات انگلستان۔ روس۔
ایران۔ اور چین کے ساتہہ مخلصانہ اور اطمینان بخش ہین فی الحال
نہ خصومت کی کوئی وجہ ہے اونہ جنگ کا اندیشہ ہے۔ ہمارے
ان دوستون مین کسی کے پاس کوئی دستاویز یا تحریری ثبوت
نہین جس کے ذریعہ سے وہ گورنمنٹ افغانستان پر بد عہدی
کا الزام رکہہ سکین البتہ جو افواہین وقتاً فوقتاً اوڑا کرتی ہین ۔مین
اونکا ذمہ دار نہین ہون اور نہ کوئی غیر سلطنت افغانستان پر یہ
الزام لگا سکتی ہے۔ کہ اوس نے خود کوئی چہیڑ چہاڑ کی۔ گو مجہے

یقین نہین کہ کوئی گورنمنٹ میری گورنمنٹ سے مخالف ہے
مین نے ابتداء تخت نشینی سے آجتک نہ کبھی کوئی خوف ظاہر کیا
اور نہ بزدلاپن - مین نے اپنی جوار کی سلطنتون مین سے کسیکی
خوشامد کرکے اپنی قوم کو یا اپنے تئین کبھی ذلیل نہین کیا -
مین نے کسی سلطنت کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے اوسکی
ساتھہ بیجا رعایت نہین کی مین نے کسی سلطنت کے ساتھہ ایسے
وعدے نہین کئے جنکا ایفا کرنا میرے اختیار سے باہر ہو جیسا کہ
اگلے امیرون نے کیا - مین نے اپنے پاک نبی کے حکم کی پوری
پابندی کی خیر الامور اوسطہا - اگر کوئی گورنمنٹ یا عہدہ داران
گورنمنٹ میرے ساتھہ اخلاق سے پیش آئے تو مین نے بھی
اون کے ساتھہ ویسا ہی سلوک کیا - اگر میرے ساتھہ بے تہذیبی
کیگئی تو مین نے بھی اوس کا ویسا ہی جواب دیا - اور اوسکے
ساتھہ ہی یہ خیال رکھا کہ میرا سلوک حد سے تجاوز نہو - مین ان

باتون کو حقارت کی نظر سے دیکھتا رہا

کند تحمل بسیار مرد را بیقدر

کمان چو تن بہ کشیدن دہد کبادہ شود

مین کسی خاص سلطنت کا نام نہین لینا چاہتا مگر اشارتاً مین اپنے
لوگون کو آگاہ کرتا ہون تاکہ وہ مختلف سلطنتون کے اوصاف
مین امتیاز کر سکین۔ بعض سلطنتون کی مثال جونک کی سی ہے جو
برابر خون پیے چلی جاتی ہے یہان تک کہ انسان ہلاک ہوجاتا
ہے مگر اوسے کوئی درد یا تکلیف نہین محسوس ہوتی اور بعض مثل
بھڑ کے ہین کہ جسکے کاٹنے سے تکلیف تو بہت ہوتی ہے مگر
جان جانے کا خطرہ نہین۔ بعض سلطنتین لڑ کے نئے ملک فتح
کرتی ہین اور بعض دغابازی مکاری اور فتنہ سازی کے ذریعہ
سے ملک کے سردارون مین نفاق ڈالکر آپ الگ رہتی ہین
اور اون بیوقوفون کے باہمی جھگڑون سے فائدہ اوٹھاتی ہین

ایسی سلطنتون کے ساتھہ معاملت رکھنا بہت دشوار ہے اون سے بمقابلہ اون سلطنتون کے بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو کھلم کھلا حملہ کرکے ملک فتح کرنا چاہین یہ ایک نہایت پیچیدہ اور نازک معاملہ ہے مین اپنے لوگون کو یہ مشورہ دونگا کہ وہ اپنے کل معاملات مین بہت ہوشیار اور متنبہ رہین۔ میرے لوگ کبھی آپس مین نا اتفاقی نہ کرین ورنہ وہ اپنے ہمسایون کی حیلہ سازی کا شکار ہوجائینگے اور اونکے ہمسائیون کو انکے باہمی جھگڑون سے دست اندازی کا موقع ملیگا۔ اب اور آگے بڑہنے سے پہلے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ جو لوگ مجھے اچھی طرح واقف نہین وہ مجھے ظالم۔ روپیہ کا لالچی اور مزاج کا سنکی کہتے ہین اور مین اس بات کو اچھی طرح جانتا ہون۔ ان الزامات کا جواب جو مجھ پر لگائے جاتے ہین بہت سے اہل قلم جو مجھے اچھی طرح جانتے تھے لکھہ چکے ہین۔ مثلاً سرویسٹ رجوے سرلپل گریفن

وغیرہ جو بڑے واقف کار عہدہ دار گنے جاتے ہین اُنھون نے
اس بارہ مین یہ کہا ہے اور صحیح کہا ہے کہ گو امیر سختی سے حکومت
کرتے ہین مگر اونکا یہ فعل جائز ہے اس لئے کہ اوکھنین حکومت
بھی ایسے لوگون پر کرنا ہوتی ہے جو بڑے سرکش ہین سر الفرڈ لائل نے
ان اشعار مین میری حالت کی تصویر کھینچی ہے۔

راہ دکھلاتی ہے مالک کی مشیت اور کچھ
بندہ عاجز ہے سر تسلیم ہے ہر وقت خم
کافرون سے کیا اعانت لیکے مین ذمی بنون
کیا سمجھ کے منہ مین اژدر کے بھلا رکھون قدم
اوس سے بڑھکر مستحق تائید غیبی کا نہین
سابقہ جسکو پڑے کابل کے حل وعقد سے
جو مصیبت اوس پہ ہے کب ہے وہ عالم میں عزیز
حکمران جو قوم افغان پر ہو دم بھر کے لئے

دیکہتا ہون مین جہان تک کام کرتی ہی نظر
قلعۂ کابل سے لیکر دامن کہسار تک

چوٹیون پر جن پہاڑونکے ہین تو ہین شعلہ زا
برف کی جن کوہسارون سے نمایان ہی چمک

جسقدر وادی ہین سب شاداب ہین سیراب ہین
چہپ گئے ہین وار بست تاک سے میدان سب

لوگ اپنے دل مین کہتے ہونگے جنت ہی یہ ملک
سچ اگر پوچھو تو دوزخ کا سا مجہپر ہے لقب



اگر مین اس اصول کو بدل کر کوئی نرمی کی راہ اختیار کرون تو یہ معترض کیا کہین گے۔ اس کا نتیجہ وہی ہوگا جواب خیبر پاس مین ہو رہا ہے جہان ابتک مسافر بغیر ایک قوی باڈی گارڈ ہمراہ لئے سفر نہین کر سکتے حالانکہ وہ مقام ساٹھہ برس سے انگریزون کے

قبضہ مین ہے۔ اب تک مسافرون اور کاروانون کو لٹنے اور
مارے جانے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ مگر میری تمام قلمرو مین
کہین کاروانون کو سفر کرنے کے لئے گارڈ کی ضرورت نہین
ہوتی۔ مرد۔ عورت۔ یہان تک کہ انگریزون کی شب و روز آمد و شد
رہتی ہے مگر کہین خطرہ کا نام نہین حالانکہ کوئی باڈی گارڈ اونکے
ساتھہ نہین رہتا۔ جب مین اپنے ملک کی آمدنی کو تحصیل کرتا ہون
تو مجھپر طمع کا الزام لگایا جاتا ہے اب مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین
عہدہ دارون اور دوسرے چورونکو ملک کی مالگذاری چکہ جانے
دون تو میرے معترض دوست میری فوج کی تنخواہ اور ملک کے
اخراجات کے لئے کچھ روپیہ دے سکینگے۔ مین کسطرح مزاج
کا شکی نہون اس لئے کہ جب مین افغانستان کے گذشتہ تاریخی
واقعات یاد کرتا ہون تو مجھے خواہ مخواہ بدگمانی ہوتی ہے مثلاً
مین دیکھتا ہون کہ گذشتہ زمانہ مین یہان کے اکثر بادشاہ قتل ہوئے

یا بے انصافی کے ساتھ تخت سے اوتارے گئے اور دغابازی کے ساتھ قید کیے گئے اور یہ سب کچھ اُنھین اندرونی اور بیرونی دوستون کے ہاتھون ظہور مین آیا۔ سعدی شیرازی کا حسب ذیل قطعہ اپنے حسب حال ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے | رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری | کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم | ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہمنشین در من اثر کرد | وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے ہمسایون کے سلوک کی وجہ سے مجھپر اور اون لوگون پر جو اسن جو ہین اُلٹا اثر پڑا ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے خودغرض لوگون سے گھرا ہوا ہو جو اس بات کے منتظر ہون کہ موقع پاتے ہی افغانستان کا کوئی ٹکڑا لے بھاگین تو کسطرح ممکن ہے کہ وہ بدگمان نہو اونکی حالت بالکل چورون

کی سی ہے جو کسی دربان کو تاک رہے ہون - ادہر اوسکی آنکہین
بند ہوئین اودہر وہ گہر مین گہس گئے - اگر اتفاق سے وہ جاگ
پڑا اور پوچہا کہ کیا کرتے ہو تو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ کچھہ نہین
دل لگی تہی - ہم تو تمہارے دوست ہین - اگر دربان کی نظر چوک
گئی تو یہ دوست ایسے ہی دل لگی دل لگی مین مال لیکر چلدیتے ہین
ہمیشہ بدگمان رہنا ہمیشہ دغا بازی یا قتل کے اندیشہ سے کثیر الحذر
رہنا کوئی خوشگوار زندگی نہین ہے مگر جس حالت مین مین ہون
اوس کے لئے یہ سب باتین ضروری ہین - مین اکثر اپنے دوستون
سے اور اہل دربار سے یہ کہا کرتا ہون کہ ہم سبہون کی کیسی کمبخت
زندگی ہے - جب تک تم لوگ میرے سامنے رہتے ہو مین تمہین
بغور دیکہتا رہتا ہون کہ کہین تم مین سے کوئی اپنی حماقت کیوجہ سے
مجہپر حملہ تو نہین کرتا - بخلاف اسکے تم لوگون کو بہی اسقدر تشویش
رہتی ہے کہ تمہاری بی بیان اور بچے تمہارے گہرون مین

تمہارے انتظار مین اس بات کے متردد رہتے ہین کہ دیکھا چاہیئے تم مین سے کون زندہ اور سلامت گھر واپس آتا ہے اور کون اپنے اعمالون کی سزا مین یا اپنے دوستون کے ساتھہ سازش کرنے کے صلہ مین پہانسی پاتا ہے۔

سعدی فرماتے ہین۔

خوش است زیر درختان براہ بادیہ خفت	شب رحیل ولے ترک جان بباید گفت

اب مین اس معاملہ مین زیادہ بحث کرکے وقت ضایع کرنا نہین چاہتا۔ صرف اسقدر اور کہونگا کہ گو ہر گورنمنٹ مین بھلائی اور برائی دونون ہوتی ہین اور اعتراض و نکتہ چینی کے لیے تو بہت گنجایش ہے مگر سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ کوئی غلطی نہ کرے اس مین شک نہین کہ جو گورنمنٹ ایسے اراکین سے مرکب ہو جو ملک کی رعایا سے منتخب ہوئے ہون وہ بہت ہی عمدہ گورنمنٹ ہوگی۔ مگر جن اقوام پر غیر قومین حکمران ہون اونکین

غلط فہمی ضرور ہو گی اس لئے کہ جب حاکم و محکوم دو مختلف قومون سے ہون تو اون کے خیالات بھی مختلف ہو نگے ۔ پس مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین اپنے لوگون کو بہ نسبت اور ملک کے حکمرانون سے بہتر جانتا ہون ۔

کابل مین اور ملکون کی سفارت اور دوسرے ملکون مین کابل کی سفارت کا قائم ہونا

چونکہ افغانستان ایک خود مختار سلطنت ہے اور آیندہ بہت کچھ ترقی کرنیوالا ہے اس لئے ضرور ہے کہ اوس کی سفارت کل غیر سلطنتون مین قائم ہو اور غیر سلطنتون کے سفیر کابل مین آئین

مگر جسطرح اور چیز دن کے لئے ابھی وقت کا انتظار ہے اسیطرح
اس بات کے لئے بھی ابھی افغانستان کو ذرا تامل کرنا چاہیئے
مین اپنے بیٹونکو۔ اپنے جانشینون کو اپنی قوم کو یہ نصیحت
کرتا ہون کہ ہمیشہ اس بات کی کوشش مین رہین تاکہ ایک دن یہہ
مقصد پورا ہو اور میرے دل کی آرزو برآئے۔ اس بات مین جو
فوایدیا نقصانات ہین۔ مین اون مین سے چند یہان بیان کرتا
ہون۔ ایک معنون مین تو افغانستان اس وقت کئی وجوہ سے
دنیا مین ایک نہایت خود مختار اسلامی سلطنت ہے مثل اور
بعض اسلامی سلطنتون کے وہ مجلس شورہ دول یورپ کی
اذیت وہ حکومت کی تابع نہین ہے بلکہ آزاد ہے۔ اوسپر
دول خارجہ کے عہد و پیمان کا کوئی بار نہین ہے۔ اوسے نہ کوئی
تاوان بھرنا ہے اور نہ کوئی قومی قرضہ ادا کرنا ہے جسکی وجہ سے
وہ سامان جنگ خریدنے سے پہلے غیر سلطنتون کو اور نئے

اجارے دینے پر مجبور ہو۔ انگلستان نے ایماناً عہد کیا ہے کہ
افغانستان کی خود مختاری کو کل حملہ آورون کے مقابلہ سے بچائیگا
مگر باوجود ان سب باتون کے انگلستان میرے ملک کے اندرونی
مصالح ملکی مین دخل دینے کا مجاز نہین ہے انگلستان کے
ساتھہ یہ بہی عہد ہے کہ ہر سال میرے دربار مین ایک مسلمان سفیر
بہیجا کرے اور ضرور ہے کہ یہ مسلمان سفیر ہندی نژاد ہو اور اوس کا
تقرر بہی میری منظوری یا نامنظوری پر منحصر ہے۔ یہ اختیار
انگلستان نے دنیا مین کسی اور اسلامی سلطنت کو نہین دیا ہے
اور دنیا مین کسی سلطنت کو یہ حق نہین کہ افغانستان کے اندرونی
یا بیرونی معاملات مین دخل دے۔ البتہ برطانیہ اعظم کے ساتھہ
صرف یہ شرط ہے کہ افغانستان غیر سلطنتون کے ساتھہ جوکچھہ
مراسلت کرے اوس کی اطلاع برطانیہ اعظم کو دیتا رہے۔

غرض جس حالت مین کل اسلامی سلطنتون کی سفارت غیر

ملکون مین قایم ہے کوئی وجہ نہین کہ افغانستان اس سے
مستثنی کیا جاے۔

میرے لوگ بغیر سمجھے بوجھے کہین میری نصیحت کے خلاف
عمل نکر بیٹھین۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ فی الحال مین ہرگز
اس بات کو گوارا نکرونگا کہ غیر ملک کے سفرا میرے یہان آئین
اس لیئے کہ ابھی سفارت قایم ہونیکا وقت نہین آیا ہے تو غیر ملک
کے سفرا کو ابھی سے کابل مین بلانا سخت غلطی ہے اس لیئے
کہ جب تک ہم اسقدر قوی نہ ہولین کہ غیر سلطنتون کے حملہ سے
اپنے تئین بچا سکین اوسوقت تک غیر ملک کی سفارت اپنے
یہان قایم کرنا حماقت ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ریل اور
تار کے پہلو بہ پہلو رہیگا۔ جب کہ ملک مین کما حقہ فوجی سامان درست
ہو جائین گے۔ دوسرا خطرہ اس قسم کی سفارت قایم ہونے سے
یہ ہے کہ میرے لوگ ابھی ایسے تعلیم یافتہ نہین ہین۔ جو اپنی

اچھائی اور برائی سمجھہ سکین۔ اون مین ابھی اتنی حب الوطنی نہین آئی ہے۔ جو اپنے ہم قوم وہم ملت حکمران کی قدر وقیمت سمجھ سکین۔ اگر غیر ملک کی سفارت یہان قایم ہوئی تو یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ میری رعایا کو ترغیب دیکر جھوٹی افواہین پھیلائین گے۔ بعد ازان میری گورنمنٹ کے خلاف غیر عدالتون مین اون سے استغاثہ دلائینگے اور خود جج بنکر اوسکا فیصلہ کرنے کو تیار ہونگے حالانکہ جن جھگڑون کا فیصلہ کیا جائیگا اوس کے بانی وہ خود ہونگے اور میرے ملک کو تقسیم کرنیکی غرض سے یہ فتنہ برپا کرینگے۔ تیسرا خطرہ اس سفارت سے یہ ہے کہ ملک مین سازش پھیلے گی۔ اور مختلف قبیلون کو آپسمین لڑانے کی فکر کیجائے گی تاکہ ملک منقسم ہو جائے۔ اسکے علاوہ یہ اندیشہ ہے کہ ہر ایک سلطنت کچھ نہ کچھ اجارہ چاہے گی۔ اور مختلف معاملات کی نگرانی کا دعوی کرے گی۔ الغرض اگر ہمنے موقع دیا تو وہ ہر طرح پر ملک مین دخیل ہونگے۔ غرض یہ چیز ملک کی ترقی

مین بہت مانع اور ہارج ہو گی۔ البتہ جب رعایا اس بات کے لئے پوری تیار ہو جاے تب سفارت قایم ہونے مین کچھہ مضائقہ نہین۔

مگر آیندہ جب افغانستان اعلیٰ درجہ کی ترقی کرلے اور اپنے دشمنون کے مقابلہ مین کافی فوج میدان جنگ مین لاسکے اور اوسکے مدبر ایسے تعلیم یافتہ اور فن سیاست مین اسقدر تجربہ کار ہولین کہ غیر سفرا کی سازشون کا تدارک کرسکین تب البتہ وہ وقت ہو گا کہ غیر ملک کے سفیر یہان بلاے جائین۔ اس سفارت سے بہت فوایدبھی حاصل ہونگے مثلاً اگر غیر سلطنتون کے سفیر افغانستان مین مقرر ہوے تو کسی سلطنت کی یہ مجال نہ ہوگی کہ افغانستان پر دست اندازی کرے یا بغیر معقول وجہ بیان کئے افغانستان سے لڑے۔

علاوہ برین افغانستان کے سفرا جو غیر ممالک مین جائینگے

انہین بہت تجربہ حاصل ہوگا اور یہ چیز میری قوم کے لئے عموماً بہت مفید ہوگی اس لئے کہ مختلف اقوام کے لوگون سے میرے لوگون کو سابقہ اور اون سے ربط ضبط بڑہیگا۔ اس سے تجارت کو بھی بہت ترقی ہوگی۔

سیاح اور اہل دول میرے ملک کی فضا اور پیداوار کیطرف مائل ہونگے۔ ملک مین جسقدر زیادہ دولت مند لوگ ہون اوتنے ہی کم بلوہ اور فساد کا اندیشہ ہوتا ہے کیونکہ اہل دول ہمیشہ یہہ چاہتے ہین کہ امن قایم رہے تاکہ اونکے مال و اسباب کی حفاظت ہو۔

اس سفارت سے ایک اور فائدہ یہ ہوگا کہ دنیا کی نظرون مین میری گورنمنٹ کی وقعت اور شہرت بڑہیگی۔ مشرقی شہنشاہ بہ نسبت کسی اور چیز کے اپنی عزت اور توقیر کی زیادہ قدر کرتے ہین۔

ہم جانتے ہین کہ دنیا ایک دن مین نہین خلق ہوئی۔ خدا نے

سارے عالم کو ایک ہفتہ مین خلق کیا تاکہ ہمارے لئے ایک
مثال ہو اور ہم بھی اپنے کامون مین استقلال اور صبر سے کام
لین۔ پہلے ہم نے یہ معقول انتظام کیا کہ گورنمنٹ ہند کی طرف سے
ایک ہندی مسلمان ایلچی ہمارے ملک مین آئے اور اوس کے
عوض مین ہمارا سفیر گورنمنٹ ہند کے یہان جائے لیکن اب یہ
امر نہایت ضرور ہے کہ ہمارا سفیر کورٹ آف سینٹ جمیس مین بھی
مقرر ہو۔ مین نے اس بارہ مین کئی کوششین کین چنانچہ ایک
کوشش ۱۸۹۵ء مین کیگئی۔ جب مین نے اپنے بیٹے نصر اللہ
خان کو اس غرض سے انگلستان بھیجا۔ اس کوشش کی ناکامیابی
سے مجھے بہت زیادہ ملال ہوا۔ خیر اب اس معاملہ مین زیادہ طول
دینا عبث ہے۔

مین اپنے بیٹون کو اور جانشینون کو یہہ نصیحت کرتا ہون
کہ وہ دولت برطانیہ کے اس انکار سے زیادہ ملول نہون اور

ایک عاشق کی یہ حکایت یاد رکھین جو ہر روز اپنے معشوق کے ہاتھ سے ایک شیرین خربوزہ پاتا تھا۔ اوسکی معشوقہ بڑے تکلف سے چھوٹی چھوٹی قاشین کاٹ کر ایک خوبصورت پلیٹ مین رکھتی تھی اور جب وہ آتا تھا اوس کے سامنے پیش کرتی تھی۔ ایکدن ایسا اتفاق ہوا کہ غلطی سے ایک تلخ خربوزہ اوسکے ہاتھ لگا اور اوسنے خود اوسے چکھا نہ تھا حسب معمول اوس کی قاشین کاٹ کر اپنے عاشق کے سامنے پیش کین۔ وہ اوسے کھانے لگا۔ مگر کوئی کلمہ شکایت زبان پر نہ لایا۔ جب صرف ایک قاش پلیٹ مین باقی رہگئی اوسوقت حسب اتفاق اوسکا ایک دوست وہان آگیا اور اوٹھا کر کھانے لگا۔ جب اوسے کڑوی معلوم ہوئی تو اپنے دوست سے کہنے لگا۔ کہ تمنے اپنی معشوقہ سے اس خربوزہ کی کڑواہٹ کی شکایت کیون نہ ظاہر کی۔ اوس نے جواب دیا کہ "بھائی مہینون ہر روز میٹھے خربوزے کھائے۔ آج

ایک دن کے لئے کڑوے خربوزہ کی شکایت کرنا بڑی ناشکری کی بات ہے اس چیز سے اوسکی معشوقہ کے دل مین اور زیادہ جگہ ہوئی ملکہ معظمہ وکٹوریہ اور اونکے اہل خاندان اور گورنمنٹ نے میرے اور میرے اہل خاندان اور میری گورنمنٹ کے ساتھہ بہت کچھ احسانات کئے ہین - پس ہمکو بھی چاہیئے کہ ایک جواب تلخ سے ناراض نہون - لنڈن مین افغانستان کی سفارت کا قائم ہونا نہ صرف افغانستان کے لئے مضر ہے بلکہ انگلستان کے لئے بھی خطرناک ہے اگر زیادہ نہین تو اوسی قدر جتنا کہ افغانستان کے لئے خطرناک ہے -

افسوس ہے کہ انگلستان سرحد ہندوستان کی حفاظت کو ایک کھیل سمجھتا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو ہندوستان کی بدولت انگلستان ایک سلطنت عظیم الشان ہوگیا - سارا عالم واقف ہے کہ صرف انہین ملکہ معظمہ کے عہد مین شہنشاہ کا

خطاب اختیار کیا گیا اور گورنمنٹ برطانیہ ایک امپریل گورنمنٹ
کہلائی۔ جب ہندوستان پر قبضہ ہوا تب انگلستان کا درجہ ہالینڈ
اور دوسری چھوٹی سلطنتون سے بڑہا ہے اگر ہندوستان برطانیہ
اعظم کے ہاتھ سے نکل گیا تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ شہنشاہی
گئی۔ اس صورت مین برطانیہ اعظم کو چاہیئے کہ ہر طرح پر ہندوستان
کی حفاظت کرے اور اوسے غیر سلطنتون کے حملون سے
بچائے۔ باوجود ان سب باتون کے اہل انگلستان ہندوستان
کے حالات سے اس قدر کم واقف ہین اور ہندوستان کے
معاملات مین اسقدر کم توجہ رکہتے ہین جس سے خواہ مخواہ یہ
خیال پیدا ہوتا ہے کہ اون لوگون کا یہ بیان قرین قیاس ہی
جو یہ کہتے ہین کہ انگلستان کو ہندوستان کی کچھ پروا نہین۔
وہ اس قابل نہین ہے کہ انگلستان اوس کے لیئے اتنا دردسر
گوارا کرے اوسکا جو کچھ حشر ہونا ہو۔ ہو جائے انگلستان اوسے

اوس کی قسمت پر چھوڑ دے گا - مین چاہتا ہون کہ اہل برطانیہ کو
ہرگز ایسا خیال نہوا ور خدا نہ کرے ایسا ہو کیونکہ اگر اہل برطانیہ
نے ہندوستان کو چھوڑ دیا تو اونکے پاس تو اور ملک موجود
ہین مگر اون ریاستون کا کیا حشر ہو گا جنھون نے اور سلطنتون
سے قطع تعلق کرکے برطانیہ اعظم کی حمایت پر بھروسہ کیا
ہے - اگر اونکا ملک ہمسایون نے چھین لیا تو اونہین پاؤن
ٹکانے کو کہین ٹھکانا نہ ملیگا لیکن اگر بدقسمتی سے انگلستان کا
یہی ارادہ ہے کہ ہندوستان کو یونہین چھوڑ دے اور اوسکی
حفاظت کے لئے نہ لڑے تو اسصورت مین بہتر ہو گا کہ بہت
جلد وہ اپنے دوستون کو اس ارادہ سے اگاہ کرے تاکہ وہ اپنی
حفاظت کا کوئی معقول بندوبست کرلین مین نہین سمجھتا کہ روس
کو افغانستان کے ساتھ کوئی عناد ہے - وہ اسے محض ہندوستان
کا سدراہ سمجھتا ہے اور فی الحقیقت اگر روس نے کبھی افغانستان

پر حملہ کیا تو وہ حملہ محض اسیوجہ سے ہوگا - خیر مین اس مسئلہ پر دوسری جگہ بحث کرونگا -

جو مضامین افغانستان کے متعلق وقتاً فوقتاً اخبارون مین اور رسالون مین شائع ہوتے ہین یا وہ اسپیچین جو بعض ممبران پارلیمنٹ افغانستان کے متعلق دیا کرتے ہین - اون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ میرے ملک سے محض لاعلم ہین اور میرے ملک کو جو ہندوستان سے تعلقات ہین اوس سے بھی واقفیت نہین رکھتے اور میری دوستی کی قدر بھی نہین جانتے مثلاً روس ہر قسم کی کوشش کر رہا ہے کہ بر مشرق مین انگلستان سے دوش بدوش ہو جائے اور اوسکی سرحد ہندوستان کی سرحد سے ملجائے مین ممبران پارلیمنٹ کی اسپیچین پڑھکر کبھی ہنستا ہون اور بعض وقت افسوس کرتا ہون - اون اسپیچون سے اون کی جہالت اور لاعلمی ظاہر ہوتی ہے مثلاً وہ کہتے ہین " ہمکو چاہیئے کہ افغانستان

کو اپنی راہ مین حائل نہ ہونے دین" ہمکو چاہیئے کہ اپنی ریل روس
کی ریل سے ملا دین" ہمکو چاہیئے کہ اس غیر مہذب مقام کا نام
مٹا دین" ہمکو چاہیئے کہ کوہ ہندوکش کی ایکطرف قندہار تک
اپنا عمل و دخل کرلین اور دوسری طرف روس کو دیدین" افسوس
ہے کہ روس کے یہ سچے دوست امن کے بانی برطانیہ اعظم کے
نادان دوست یہ نہین سمجھتے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہین اوس سے
سراسر انگلستان کا نقصان اور روس کا فائدہ ہے۔ روس کی تو
یہی تمنا ہے جو وہ کہہ رہے ہین۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب
دو قومین ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف نہین ہوتین
اور آپس مین ربط ضبط نہین بڑہاتین تو غلط فہمیون کا واقع ہونا
ایک لازمی چیز ہے اور یہ غلط فہمیان دوستانہ تعلقات
اور مخلصانہ معاملات کے لئے سخت مضر ہین۔ تمدنی کارروائیون
سے کچھ کام نہین نکلتا جس حالت مین کہ بدگمانی پہیلی ہو اس لئے

کہ جو لفظ منہ سے نکلتا ہے وہ شبہہ اور بد گمانی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اوس مین غلط معنی پہنائے جاتے ہین پس اہل افغانستان اور برطانیہ اعظم کا باہمی ربط ضبط کسطرح ممکن ہے جب اراکین سلطنت بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ گورنمنٹ ہند ہمیشہ اس کوشش مین ہے کہ اونکو الگ الگ رکھے اور افغانی سفارت نہ قایم ہونے دے -

ابھی اس بات کے لئے بہت عرصہ درکار ہے کہ افغانستان اس قابل ہو کہ انگلستان کے سوا دوسری سلطنتون کے سفرا کو کابل مین قیام کی اجازت دے یا اپنے یہان کے سفرا سوا لندن کے اور ملکون مین بھیجے - جہان تک انگلستان سے تعلق ہے یہ چیز اوسکے تعلقات اور ربط و ضبط افغانستان کے ساتھ بڑہانے مین اور زیادہ معین ہوگی - اس سے وہ اتحاد مضبوط ہوگا جو بالفعل قایم ہے اس سے ساری بدگمانیان

اور شکوک رفع ہو جاینگے۔ اس سے افغانون کو برطانیہ اعظم کی قوت
کا صحیح اندازہ معلوم ہوگا۔ اور اوس کی تعلیمی ترقی اور ایجادون سے
واقف ہونگے اس سے نوجوان افغانون کو جرارت ہوگی
کہ تحصیل علم کے لیے یورپ اور انگلستان جائین اون کی تعلیم
کے لئے گویا راہ کہلیگی۔ اس سے گورنمنٹ انگلستان کو مشرقی
معاملات اور مشرقی حکمت عملی کا صحیح علم ہوگا اور اون غلط بیانات
کی تردید ہو جاے گی جو غیر ملکیون مین ہماری قوم سے بدگمانی
کا باعث ہین اس سے دنیا کی نظرون مین بالخصوص دوسرے
اسلامی بادشاہون کی نظرون مین افغانستان کی وقعت بڑہیگی
اور وہ ایک خودمختار سلطنت مانا جاے گا۔ گو خود برطانیہ اعظم
درحقیقت اب بھی اوسے ایک خودمختار سلطنت تسلیم کرتی ہے
پھر کوئی وجہ نہین کہ عملاً اوسے ایسا کیون نہ تسلیم کرے جہان
تک مجھے تجربہ ہے مین کہہ سکتا ہون کہ جب کبھی مین نے بڑی

دشواری سے اپنے خطوط اراکین سلطنت انگلستان تک
پہونچاسے تو ہمیشہ مجھے نہایت نرم مگر مستحکم الفاظ مین یہ جواب
ملا کہ اپنا معاملہ گورنمنٹ ہند سے رجوع کرون۔ کیا خوب بات ہے
کہ جو شخص کسی جج کے خلاف شکایت پیش کرے اوس سے یہہ
کہا جاسے کہ اوسی جج کے سامنے اپنا معاملہ لیجاؤ۔

گو انگریز مصنفین اور مدبرین سب ایک زبان ہین کہ افغانستان
کے ساتھہ جنگ کرنا غلطی ہے۔ مگر جب اونکے وایسراے کی
وجہ سے جنگ چھڑ جاسے تب اوسکا تدارک لاحاصل ہے اسلئے
کہ لنڈہلے ہوسے دودھ کو بچانا بے فائدہ ہے۔ سعدی کہتے ہین۔

انچہ دانا کند کند نادان

لیک بعد از خرابی بسیار

زہر کہا کر تریاق کے لئے طبیب کے پاس جانے سے بہتر
یہ ہے کہ زہر ہی نہ کہاسے جو تغیرات انگلستان کی حکمت عملی مین

افغانستان کی نسبت واقع ہوئے ہین اون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل انگلستان کبھی اس بات کو نہ سمجھے کہ افغانستان کے ساتھہ کیسے تعلقات رکھنا چاہیئے ہین بالتفصیل تو سارے معاملات نہین بیان کرسکتا مگر چند ضروری تغیرات کا ذکر کرتا ہون۔ پہلا تغیر میرے دادا دوست محمد خان کے زمانہ مین واقع ہوا جب اونہون نے افغانستان کے شاہی خاندان کے خانگی جھگڑون مین دخل دیا اور ایک شخص کو تخت پر بٹھایا دوسرے کو تخت سے اوتارا اوسوقت انگریزون نے یہ کوشش کی کہ میرے دادا دوست محمد خان کو تخت سے اوتار کر قید کرلین حالانکہ دوست محمد خان سے اونکو کوئی ضرر نہ پہونچا تہا تو اس فعل کے وہ کسی طرح مجاز نہ تہے۔ علاوہ برین یہ اصول راست بازی و انصاف سے بعید تہا کہ افغانون کے خلاف مرضی محض انگریزی سنگینون کے زور سے شاہ شجاع کو تخت پر بٹہایا۔ اس اصول کا انجام یہ ہوا کہ انگریزی

فوج کابل مین مبتلائے بلا ہوئی - اس کارروائی سے اُنہون نے
یہ سبق حاصل کیا کہ تخت کابل کے دعویدارون کے خانگی جہگڑون
مین کبھی دخل نہ دینا چاہیئے -

دوسرا تغیر یہ ہوا کہ انگریزون نے متواضع اور غیر عاقل اصول
اختیار کئے یعنی افغانستان کو یونہین چھوڑ دیا - اس اصول کو انگریز
لوگ ایک قوی اصول کہتے ہین مگر میری رائے مین ایک کمزوری
اور بزدلے پن کا اصول تہا - امیر شیر علیخان کو روس کے اختیار
مین دیدیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری جنگ افغان کی نوبت آئی -
یہ عجیب بات ہے کہ انگلستان نے روس سے یہ نہ پوچھا کہ خلاف
معاہدہ اوس نے شیر علی کو کیون پناہ دی اور افغانستان
کے معاملات مین کیون مخل ہوا بلکہ شیر علی کو اور اولٹی سزا دی
حالانکہ اوسنے حسب الحکم لارڈ لیٹن جنرل کاف مین کے ساتھ
مراسلت کی تہی - مین یہ نہین کہتا کہ امیر شیر علی عہد شکنی کے الزام

سے بری تھا مگر یہ ضرور کہونگا کہ گورنمنٹ ہند کی کمزور اور متزلزل

اصول کی بدولت یہ بات ظہور مین آئی یا دوسرے الفاظ مین

یون کہنا چاہیئے کہ گورنمنٹ ہند نے افغانستان کو اوس کی قسمت

پر چھوڑ دیا۔

تیسرا تغیر یہ واقع ہوا کہ لارڈ لیٹن نے افغانستان کو چھوٹے

چھوٹے ٹکڑون مین منقسم کرنے کی کوشش کی اور چاہا کہ قندہار

اور بعض دوسرے صوبے برطانیہ اعظم کے قبضہ مین آجائین۔

اور ملک کے دوسرے حصے اور حکمرانون مین تقسیم ہو جائین

مگر یہ تجویز ناپسند ہوئی لیکن یہ پیشرو اصول جسے فارورڈ پالسی

کہتے ہین۔ لارڈ لیٹن کے منصوبہ کا نتیجہ ہے۔

اوسکے بعد جو چوتھا اصول اختیار کیا گیا وہ یہ ہے کہ افغانستان

کو سلطنت ہند کی حفاظت کیلئے ایک مضبوط سد راہ اور خود

مختار سلطنت بنائے رکھین اس لئے کہ وہ روس اور ہندوستان

کے درمیان حائل ہے۔ مین خوش ہون کہ گورنمنٹ انگلستان اور گورنمنٹ ہند دونون بالفعل اسی اصول کے پابند ہین اور یہہ ایک دانشمندانہ اصول ہے مگر افسوس ہے کہ جیسی چاہیئے ویسی اسکی پوری طور سے پابندی نہین کیجاتی۔

لنڈن مین میری سفارت قایم ہونے کے خلاف جو وجوہ بیان کئے جاتے ہین وہ اتنے ہین جتنے کہ اینگلو انڈین کے منہہ مین زبانین بلکہ کچھہ اورزاید اس لیئے کہ انگلستان مین بھی چند لوگ فارورڈ پالسی (اصول پیشروی) کے موئد ہین مین اون مین سے چند وجوہ کا ذکر کرتا ہون۔

اولاً مجھسے یہ کہا جاتا ہے کہ مین لنڈن مین اپنا وکیل نہین رکھہ سکتا اسلیئے کہ پھر روسی سفیر کابل مین رکھنا ہوگا۔ مجھے اس کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی اسلیئے کہ میرا سفیر گورنمنٹ ہند کے وہان اور گورنمنٹ ہند کا سفیر میرے یہان موجود ہے اور کوئی روسی

سفیر کابل مین نہین۔ اس کے علاوہ برطانیہ اعظم کے ساتھہ جو
مین نے معاہدہ کیا ہے اوس مین صاف یہ شرط موجود ہے
کہ بجز انگلستان کے مین کسی غیر سلطنت کے ساتھہ کچھ تعلقات
نہ رکھونگا پس نہ روس اور نہ کسی اور سلطنت کو کوئی حق ہے کہ مجھے
اپنی سفارت کے لئے مجبور کرے۔ اور محض اس بنا پر کہ مین نے
اپنا ایک سفیر لنڈن مین رکہا ہے۔ مین نے کسی غیر سلطنت کے
ساتھہ نہ کوئی معاہدہ کیا ہے اور نہ اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہے
کہ اگر مین اپنا سفیر لنڈن مین رکھون گا تو وہ مخل ہونگے۔ اگر مین
بخوشی و رضامندی محض برطانیہ اعظم کے ساتھہ تعلقات رکہنا چاہون
تو روس یا کسی اور سلطنت کو میرے فعل سے کچھ سروکار نہین
الختصر مین اس مین جیسا چاہون کرون کوئی سلطنت دخل دہی
کی مجاز نہین۔

مجھسے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مین لنڈن مین اپنی سفارت نہین

رکھ سکتا جب تک کہ کابل مین ملکۂ معظمہ کا سفیر بھی نہ ہے اور ضرور ہے کہ وہ سفیر انگریز ہو۔ مین ملکۂ معظمہ کے سفیر کی اس تعریف کو نہ سمجھا کوئی وجہ نہین کہ یہ عذر کیون پیش کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان سفیر تو کابل مین موجود ہے جس کے نام سرکاری طور پر برٹش ایجنٹ مقیم کابل کے لقب سے مراسلت ہوتی ہے۔ کوئی یہ نہین لکھتا کہ ایجنٹ وایسراے مقیم کابل۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عذر صرف ایک بہانہ ہے مین کہہ سکتا ہون کہ وہ وقت بھی آئیگا جب ایک انگریز برٹش ایجنٹ کابل مین رہے گا۔ مگر فی الحال یہ چیز دشوار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اینگلو انڈین[1] اس بات کے عادی ہو گئے ہین کہ ہندوستانی رئیسون اور والیان ریاست کو بازیچۂ طفلان سمجھین جیسا کہ ہندوستان کے دیسی ریاستون مین رزیڈنٹ سمجھتے ہین۔ میری راے مین یہ رزیڈنٹ

---

[1] انگریزی عہدہ دار مقیم ہندوستان

ہی حقیقی حکمران ہوتے ہین اور والیان ریاست اِن رزیڈنٹون
کے دست نگر۔ یہ رزیڈنٹ اپنے تئین والیان ریاست
سمجھتے ہین اور اسطرح کا سلوک کرتے ہین کہ مغرور افغان کبھی اوسکی
برداشت نہین کرسکتے۔ پس مصلحت مناسب یہی ہے کہ کابل
مین برٹش ایجنٹ مسلمان رہے اور یہ عذر جو پیش کیا جاتا ہے
کہ ملکہ معظمہ کا سفیر انگریز ہو اوسکا رد اس دلیل سے ہوسکتا ہے
کہ کل برٹش ایجنٹ انگریز نہین ہین اور نہ برٹش عہدہ دار و مدبر
ہمیشہ انگریز ہی ہوا کرتے ہین۔ اس بات سے دوسرے وفادار رعایا
ملکہ معظمہ جو انگریز نہین ہین یہ خیال کرینگے کہ وہ قابل اعتبار
نہین حالانکہ وہ بیچارے ایسے وفادار ہین جیسے کہ انگریز بلکہ
اون سے زیادہ سب مجھے بالذات انگریز رزیڈنٹ قبول کرنے
مین کوئی عذر نہین بشرطیکہ انگلش گورنمنٹ اوس کی حفاظت
اور خوش اطواری کی ذمہ دار ہو۔ اہل انگلستان میرے اس

بیان سے یہان کی حالت بخوبی سمجھہ سکین گے کہ میرے اکثر تجارتی ایجینٹ جو میرے ملازم رہے اور گو اُنہین میرے ملکی معاملات مین کبھی کچھ دخل نہ ہوا بلکہ میری اندرونی یا بیرونی حکمت علی سے بالکل ناواقف تھے مگر انگلستان مین جاکر اُنہون نے یہ مشہور کیا کہ ہم امیر کابل کے خانگی دوست مشیر بلکہ اونکا دست راست تھے بلکہ بعض اوقات مین سنے یہان تک سنا کہ اہل انگلستان کو اون لوگون نے یہ یقین دلایا کہ مین بالکل اونکے اختیار مین تہا۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ جب معمولی دوکانداریون بڑائی ہانکے تو ملکہ معظمہ کے پولیٹیکل ایجینٹ سے (اگر وہ بھی انگریز ہوا) کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ایک اور وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ ہند سے مجھے سالانہ اٹھارہ لاکھ روپیہ ملتے ہین اسوجہ سے مین لنڈن مین اپنا سفیر نہین رکھہ سکتا۔ اب مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ یہ رقم مین نے

ان شرایط پر نہین منظور کی بلکہ اور مختلف وجوہ سے بیجہے دیجاتی
ہے جسمین کوئی وجہ خواہ بہ لحاظ لندن یا بہ لحاظ ہندوستان
اس معاملہ کے متعلق نہین ہے۔ اس رقم سے میری کوئی وقعت
نہین گہٹتی ہے بلکہ میری دوستی کی قدر و قیمت بڑہتی ہے۔
اور انگلستان اپنا روپیہ بیکار نہین دیتا ہے۔ تاریخ مین ایسی
مثالین بہت سی ملین گی جہان ایک بادشاہ نے دوسرے بادشاہ
سے امدادی رقم لی ہے اور اوسکے سفیر بھی برابر شاہ مددد ہندہ
کے ملک مین رہے ہین۔ زمانۂ قدیم مین خود برطانیہ اعظم نے
اس قسم کی امدادی رقم بعض شاہان یورپ کو دی ہے اور اونکے
سفیر بلا عذر اپنے یہان رہنے دئے ہین۔

ایک اور دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ اگر میرا سفیر لنڈن مین
رہیگا تو گورمنٹ برطانیہ کو میرے ساتھ ایک خود مختار بادشاہ کی طرح
برتاؤ کرنا ہوگا۔ مین ایک خود مختار بادشاہ تو اب بھی ہون جس کا

اعلان بارہا کیا گیا ہے - مین بادشاہ سلطنت خداداد افغانستان کے لقب سے خطاب کیا جاتا ہون - خود میری قوم نے مجھے ضیاء الملتہ والدین کا خطاب دیا جسپر والیسرائے نے کمال خوشنودی ظاہر کی -

بعض معترض یہ کہتے ہین کہ اگر لنڈن مین افغانی سفارت قایم ہوئی اور گورنمنٹ انگلستان سے بلا واسطہ مراسلت کیگئی تو میری گورنمنٹ اور فارن آفس شملہ کے درمیان پیچیدگیان واقع ہونگی - مین خود ایسا نہین سمجھتا - میرا ایجنٹ جو والیسرائے ہند کے پاس رہتا ہے بدستور رہیگا - اور اگر کسی معاملہ مین میری گورنمنٹ کے اور والیسرائے کے درمیان کوئی نقیض پیدا ہوگی تو وہ اور میرا سفیر جو لنڈن مین ہوگا دونون مل کر اوس معاملہ کو سکرٹری آف اسٹیٹ کے سامنے پیش کر سکینگے جس سے وزرائے کیبنٹ اوس معاملہ کے دونون پہلوؤن کو سنکر واجبی

فیصلہ کر سکینگے اور اس غلط اصول کی پوری نگرانی رہیگی جسکی
وجہ سے ہر معاملہ کا صرف ایک پہلو اُنہین معلوم ہوتا ہے بالفعل
افغانستان کو اصلی واقعات بیان کرنیکا کوئی موقع نہین ہے -
مین اپنے لوگون کو اس بات کی ترغیب دینے مین بہت کوشش
کرتا ہون کہ وہ اپنے قدیم مخالفانہ خیالات انگریزون کی طرف
سے دور کردین - آپس مین سچے دوست اور مخلص بن جائین ایسی
حالت مین اگر اُن مین سے کوئی اون کا ہموطن سفیر مقرر ہو اور
لنڈن مین رہے تو آپس کے ربط ضبط سے دونون قومون
کے دلون مین دوستانہ خیالات بڑہین گے اور اہل برطانیہ
کو بہ نسبت آج کل کے افغانون سے اور زیادہ واقفیت ہوگی اس
حالت مین تو اُنہین کچھ نہین معلوم ہو سکتا - بعض انگریز مدبرین
اور جنرلون کی رائے سے مین اتفاق نہین کرتا جو اپنے مضامین
مین یہ لکھتے ہین کہ جسقدر کم وہ افغانون سے ملین اوتنا زیادہ

انہین پسند کرینگے - میری راے مین انگریزون اور افغانون مین جسقدر زیادہ ربط وضبط بڑہے بہتر ہوگا - اسلئے کہ وہ نخل اتحاد جو مین نے لگایا ہے خوب سرسبز اور شاداب ہوسکیگا - لیکن اگر ان انشا پردازون کی مراد اس سے یہ ہے کہ افغانونکے ملک مین حملہ کرنے یا اونکی اندرونی حکمت عملی مین دخل دینے کی غرض سے جسقدر کم وہ افغانون سے ملین تو بہتر ہے تو بیشک اونکا کہنا بجا ہے - مگر مین نہین خیال کرتا کہ افغان بغیر ستائے کسیکو کاٹ کہا ئینگے - بہرحال میری یہ نصیحت ہے کہ قوم برطانیہ کے ساتہہ دوستانہ تعلقات اور وسیع کئے جائین اور میرے بیٹونکو اور جانشینون کو چاہیئے کہ اسپر عمل کرین - اگر گورنمنٹ برطانیہ میرے بیٹون کی اور جانشینون کی ارادت واتحاد کو دوستانہ نظر سے نہ دیکہے تو اونکو چاہیئے کہ اسکی شکایت نہ کرین ورنہ جو کچھ اتحاد اب قایم ہے وہ بہی نہ رہے گا -

اس موقع پر مجھے ایک نقل یاد آئی۔ ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ خداوند عالم نے اوسے کچھ پیسے عطا کرنا چاہے۔ اوس شخص نے انکار کیا اور کہا کہ مین جواہرات لونگا تب خدا نے اوسے روپے عطا کرنے چاہے مگر وہ شخص اسی بات پر اڑا رہا کہ جواہرات لونگا تب خدا نے چند اشرفیان دینا چاہین مگر اوس نے اور زیادہ مانگین دفعتاً اوس کی آنکھ کھلگئی۔ دیکھا کہ خالی ہاتھ پڑا ہے۔ تب اوس نے پھر آنکھین بند کرلین اور ہاتھ پھیلا کر یہ کہنے لگا کہ دے جو کچھ تو دینا چاہے دیدے مین بہت شکر گذاری کے ساتھہ اوسے لونگا مگر پھر کیا ملتا وقت تو گذر گیا تھا۔



باب ہشتم

انگلستان۔ روس۔ افغانستان

میری راے مین اس کتاب کا یہ آخری حصہ نہایت پیچیدہ اور مشکل ہے اور اس کا لکھنا آسان نہین مگر اس مین جو کچھ مین کہونگا وہ میری ساری عمر کے تجربہ کا لب لباب ہوگا میری عمر صدہا مصیبتون تشویشون۔ مہمون۔ سفرون اور انواع اقسام کی ذمہ داریون مین گذری ہے بچپن سے سنہ ۱۸۸۰ع تک تقریبًا چالیس سال کا زمانہ روس مین یا روس کی سرحدون پر یا روس و چین اور روس و ایران کی سرحدون پر سفر کرنے مین گذرا ہے سنہ ۱۸۸۰ع سے اسوقت تک مین نے سارا زمانہ ان دو زبردست ہمسایون کی

یعنی انگلستان اور روس کی حکمتون اور چالون پر غور کرنے مین بسر کیا ہے۔ جن ذریعون سے مجہے اونکے حالات معلوم ہوئے اور اب بھی معلوم ہوتے ہین اونکا افشا کرنا خلاف مصلحت ہوگا انہین ذرایع کی بدولت جو تجربہ مجہے حاصل ہوا ہے اوس کے لحاظ سے مین اس مسئلہ پر بحث کرسکتا ہون۔ مین محض واقعات بیان کرونگا مگر اونکے اسباب یا اس قسم کی تفصیل نہ لکھون گا جس سے میری گورنمنٹ کے راز افشا ہوجائین۔ مین مختلف ممالک کے اہل قلم وسیاح اور مدبرون کی رائے یا تحریرون کا مطلق خیال نہین کرتا۔ میرا یہ منشا نہین ہے کہ اون کی رائے کو رد کرون یا اپنی تحریر کا اون سے جواب چاہون۔ مین جو کچھ اپنے بیٹون جانشینون اور اپنی قوم کے لئے مناسب سمجہتا ہون وہ لکھون گا اور اونہین اوسکی پیروی کرنا چاہیئے۔ البتہ میری رائے بالکل صاف اور منصفانہ ہوگی اور مین اس بات کی کوشش کرون گا کہ روسیون کا نہ مخالف

ثابت ہون اور نہ طرفدار۔ اسی طرح انگریزون کا نہ طرفدار معلوم ہون اور نہ مخالف۔

ایشیاکی اسلامی سلطنتون کے متعلق برطانیہ اعظم اور روسکی پالسی (حکمت عملی)

ایشیا مین روس کی یہ فکر ہے کہ جسطرح ہوسکے حق یا ناحق دوستانہ یا مخالفانہ صلح سے یا بذریعہ جنگ اسلامی سلطنتین اس براعظم سے نیست ونابود کردیجائین۔ وہ بہت خوش ہوگا اگر ٹرکی اور ایران اور افغانستان کی حکومت معدوم ہوجائے اور روس کے دستنگر ہوکے رہین اور اونکا وجود وعدم یکسان ہو اور جب تک

روس کو اونکی ضرورت ہو قایم رکھے اوسکے بعد جب چاہے
مٹادے - یہ روس کی خواہش ہے کہ رفتہ رفتہ ایران اور ٹرکی
اور افغانستان کو ہضم کر جاے - اگر اس تدبیر مین ناکامیاب ہوا تو
وہ یہ کوشش کریگا کہ انگلستان اور اسلامی سلطنتون مین دوستی
نہ رہے اور اونکو اپنی طرف کہینچیگا تا کہ انگلستان سے لڑین - اس صورت
مین بہی اسلامی سلطنتین روس کا شکار ہو جاینگی روس کا خیال ہی کہ اگر یہ پانسہ بہی اولٹا
پڑا تو تیسری تدبیر یہ اختیار کیجاے گی کہ انگلستان اور اسلامی سلطنتون
مین اس طرح نا اتفاقی ڈالدیجاے کہ روس کو انگلستان کے ساتہہ
سازو باز کرنیکا موقع ملے اور برطانیہ اعظم کی مدد سے سنٹرل ایشیا
کے مسلمانون کا قلع قمع کرکے اسلامی سلطنتین آپس مین تقسیم
کرلیجائین - آخری چال یہ ہے اور کچھ کم قابل غور و لحاظ نہین کہ روس
کے دل مین یہ بات ٹہنی ہوئی ہے کہ ایشیا کی اسلامی سلطنتون
اور اسلامی گروہون مین ہمیشہ نفاق پڑا رہے اور انگلستان سے

بالکل جدا رہین - روس خوب جانتا ہے کہ اگر کسی وقت برطانیہ اعظم
یا کسی اسلامی سلطنت سے جنگ ہوئی تو اوس کی کل مسلمان رعایا
مین بلوہ عام ہو جائے گا اور یہ چیز اوس کے لیے بہت ہی خطرناک
ہے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو اوسکی وسیع سلطنت ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہو جائے گی جو عموماً کل
ایسی سلطنتون کا انجام ہوتا ہے جو ظلم و جبر کی بنا پر قائم ہون اگر
کسیکو میرے اس بیان کی راستی کا ثبوت درکار ہو کہ آیا روس کی یہ نیت
ہے یا نہین کہ اسلامی سلطنتون کو تباہ کرے یا اون مین نفاق
ڈلوائے یا کم از کم اونہین کمزور کر دے تو ایشیا کے پولٹیکل
معاملات اور تاریخ کے گذشتہ واقعات حوالہ کے لیئے کافی ہین
مجھے روس کے اثنا رقیام مین جنرل کافمان گورنر جنرل
ترکستان اور دوسرے روسی مدبرین سے پولٹیکل معاملات مین
گفتگو کرنے کا بارہا اتفاق ہوا - اوسوقت مجھے روسیون کے

اس اصول کا جو اونہون نے اسلامی سلطنتون کو تباہ کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے پورا یقین ہوگیا۔ روسیون کو اوسوقت یہ وہم وگمان بہی نہ تہا کہ مین افغانستان کا بادشاہ ہونگا اور اون کے اس اصول کی سخت مخالفت کرونگا۔ تمثیلاً مین ایک واقعہ بیان کرتا ہون جس سے روس کی دغا بازی اور متذکرۂ بالا اصول کا اندازہ ہوسکیگا سنہ ۱۸۷۵ء مین جب مجہے جنرل کافمان سے ملنے اور اونکی خانگی و سرکاری معلاملات سے واقف ہونیکا موقع حاصل تہا اونہون نے اپنی گورنمنٹ کو بذریعہ کاونٹ شوویلاف سفیر روس مقیم لندن حسب ذیل تحریر لکہی۔

"ایشیا مین انگلستان اور روس کی ایک ہی غرض اور ایک ہی دشمن ہے۔ وہ غرض یہ ہے کہ تہذیب پہیلائی جائے اور مذہب عیسائی جو دونون ملکون کا مذہب ہے رائج کیا جاوے اور وہ دشمن اسلام ہے جس سے بڑہ کر ہندوستان مین برٹش

حکومت کے لئے خطرناک چیز نہین۔ دوسرے خطرے محض
خیالی ہین۔ ہندوستان مین انگریزی حکومت کے لئے اسلام
بہت خوفناک دشمن ثابت ہوگا اور موقع پاتے ہی ہندوستان
کے مسلمان رعایا عام بلوہ کردے گی۔ مناسب یہ ہے کہ انگلستان
اور روس مین مضبوط اتحاد قایم ہو تاکہ افغانستان اور دوسری
اسلامی سلطنتین جو وسط ایشیا مین داقع ہین روس و انگلستان
مین اسطرح تقسیم ہو جائین کہ سلطنت ہند اور دولت روس کی سرحدین
ایک دوسرے سے ملجائین۔ اس تدبیر سے انگلستان کو پھر
کوئی تشویش باقی نہ رہے گی۔ اس لئے کہ روس جو اوس کا دوست
صادق عیسائی ہوگا اوسے وقت پر مدد دینے کے لئے اسقدر
قریب ہو جائیگا۔ اگر ہندوستان مین غدر ہوا یا کوئی اور وقت
پیش آئی تو اوس کی کمک کریگا۔ اس بنا پر انگلستان کو چاہیئے کہ
روس کی دوستی پر اور اوسکے وعدون پر بالکل بھروسہ کرے "

اوس طرف تو لندن مین روسی سفیر برطانیہ اعظم کو اسبات کا یقین دلارہا تہا کہ روس کو انگلستان کے ساتہ صداقت اور عقیدت ہے اور افغان کیطرف سے سخت نفرت اور ادہر خفیہ طور سے شیر علی خان کے ساتہہ خط وکتابت جاری تہی اور نرم نرم الفاظ مین اوسے یہ ترغیب دیجارہی تھی کہ انگلستان کا مخالف ہو کر روس سے ملجائے - چنانچہ اس طرح سے روسیون نے انگلستان اور افغانستان کے درمیان تخم مخاصمت بویا جبکی وجہ سے ایک جنگ عظیم واقع ہوئی جسمین انگلستان اور افغانستان دونون کو مالی نقصان پہونچا اور بہت سے آدمی ضایع ہوئے ۔ روسیون کی اس چال پر مجھے ایک نقل یاد آئی - ایک شخص چورون کا ایجنٹ تہا جو چورون سے کمیشن لیتا تہا اور اون لوگون سے بھی جنکے گھرون مین چوری ہونے والی ہو۔ چورون سے یہ کہتا تھا کہ جاؤ اور شوق سے فلان مکان مین جتنا جی چاہے چراؤ اسوقت وہان کوئی بیدار نہین ہے

چور اوسے اس دوستانہ مشورہ پر کمیشن دیتے تھے۔ اس کے
بعد فوراً وہ مالک مکان کے پاس جاتا تھا اور اوسے جگا کر یہ کہتا
تہا کہ ہوشیار ہو جاؤ چوری ہونیوالی ہے۔ اس طرح اوس سے
بہی کمیشن وصول کرتا تہا۔

امیر شیر علی خان ایسا بیوقوف تہا کہ اوسے روسیون کے
وعدون کا یقین آ گیا۔ مگر جو نہین انگلستان سے لڑائی چھڑی روسی
ایجنٹ صاحب کابل سے چلدئے اور امیر شیر علی تباہ ہوا۔ وہ ابجنٹ
صاحب محض اس لئے تشریف لائے تہے کہ شیر علی خان اور
انگلستان مین جنگ کرا دین انگلش گورنمنٹ نے بہی روس سے
کچھ اس خلاف عہد کا مواخذہ نکیا کہ اوس نے افغانستان کے
معاملات مین کیون دست اندازی کی اسکے بدلے کہ روس کی
اس چال کی (کہ افغانستان کمزور رہو) مخالفت کرتے انگریزون
نے اور اوس کی تائید کی یعنی ملک افغانستان سے قندہار کورم

خلیبر۔ اور بعض صوبے لئے۔ اس سے بیشک ہندوستان
کی سرحد روسی مقبوضات ایشیا سے قریب تو ہو گئی مگر افغانستان
کمزور ہوگیا جو روس کا اصل منشا اور اوسکے دل کی خواہش تھی
اور جنرل کافمان کی تحریر کا یہی منشا تھا۔
المختصر گورنمنٹ روس کی پالسی امیر بخارا و دیگر میران وسط ایشیا
اور ٹرکی ایران اور افغانستان کی نسبت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ وہ
قوی نہ ہونے پائین جو اوسکی دائمی پیشقدمی مین مخل ہون۔
ایشیائی سلطنتون کی دقتون اور کمزوریون سے روس برابر
فائدہ اوٹھاتا ہے۔ بعض اسلامی ریاستون پر وہ بالکل قابض
ہو گیا ہے اور بعض پر کم مسلط ہے وہ دیکھہ نہین سکتا کہ کوئی
اسلامی بادشاہ فوجی تیاریان کرے۔ جنرل کافمان کی تحریر مین
ایک بات بالکل صحیح تہی وہ یہ کہ اسلام روس کا جانی دشمن ہے اور
یہ بلا وجہ نہین۔

بخلاف اسکے انگلش پالسی عموماً اسلام اور کل اسلامی سلطنت ہاے ایشیا کے ساتھہ دوستانہ ہے اور انگلستان کی دلی خواہش ہے کہ یہ سلطنتین قائم رہین اور قوی وخود مختار ہون۔ مگر کبھی کبھی اس پالسی مین عارضی تغیرات ہوا کرتے ہین۔ انگلش پالسی روس کی طرح مضبوط اور مستقل نہین ہے۔ جب کوئی مدبر انگلستان مین با اختیار رہوتا ہے تو اوسی کی راے پر سلطنت چلتی ہے اور ہر امر مین وزرا اوسکی پیروی کرتے ہین۔ جب وہ اپنی جگہ سے الگ ہوجاتا ہے اور دوسرا شخص برسرکار ہوتا ہی تو اوسکے خیالات اور اوسکی راے پر سلطنت کا دار و مدار ہوتا ہے گو اس کی راے پہلے شخص کی راے کی بالکل عکس کیون نہو غرض برطانیہ اعظم کی کوئی پالسی مستقل یا دیرپا نہین کہی جاسکتی مگر اسقدر تو یقین ہے کہ ایک عرصہ دراز سے برطانیہ اعظم کی عام پالسی یہ ہے کہ اسلامی سلطنتین جو ہندوستان اور ایشیائی روس

کے درمیان مثل دیوار کے حائل ہین باقی رہین اور اونکی خودمختاری بخوبی قایم رہے تاکہ روس کی راہ مین ایک آہنی دیوار بن جائین بخلاف اسکے روس کی پالسی بالکل اسکے برعکس ہے نہ صرف اسوجہہ سے کہ اوسکے ملک کے حدود ہندوستان کی سرحد سے ملجائین بلکہ اوسے ہمیشہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر ٹرکی یا ایران یا افغانستان یا ہندوستان کے ساتھہ جنگ ہوئی تو اوس کی مسلمان رعایا مین عام غدر ہو جائیگا ۔

اس مین شک نہین کہ تمام دنیا کے مسلمان سلطنت برطانیہ کی دوستی کو روس کی دوستی پر ترجیح دیتے ہین اس لئے کہ وہ سمجھتے ہین کہ اون کی باہمی دوستی اور صلح برطانیہ اعظم کے دوستی پر منحصر ہے یہی وجہ ہے کہ اگر بہ نسبت روس کے انہین انگلستان سے شکایت بہی ہو تو وہ کبہی انگلستان کے خلاف ہوکر روس کا ساتھہ ندینگے اور اگر بالفرض کبہی ایسا ہوا بہی تو سمجہنا چاہیئے کہ وہ

اس بات کے کرنے پر مجبور کئے گئے۔

وجوہ بالا پر لحاظ کر کے ایک امر برطانیہ اعظم و سلطنت ہند کے فائدہ کے لئے بہت ضروری ہے جس سے ٹرکی و ایران و افغانستان کا بھی فائدہ ہے۔ یہ محض ایک رائے ہے اور اگر ان سلطنتون کے مدبر اسے منظور کرین تو سب کے لئے نہایت مفید ہوگا وہ رائے یہ ہے کہ ٹرکی و ایران و افغانستان جو تین سلطنتین اخوت اسلامی اور ایک دین ملت رکھتی ہین آپس مین متحد ہو جائین اور اگر ممکن ہو تو اپنے اپنے دار السلطنت ریل اور تار کے ذریعہ سے متصل کر دین اس سے یہ ہوگا کہ روسیون کا قدم ہندوستان کی طرف نہ بڑھنے پائیگا اونکی راہ مین ایک مستحکم دیوار حائل رہیگی اور اسلامی سلطنتین بھی محفوظ رہینگی۔ چونکہ اس اتحاد ثلاثہ کی بنا برطانیہ اعظم کے لئے مفید ہے اور زیادہ تر برطانیہ اعظم کی مرضی اور اعانت پر منحصر ہے تو انگلش گورنمنٹ کو چاہیئے کہ جسقدر جلد اسکی

بنا قایم ہو بہتر ہے۔ ٹرکی اور ایران تو دوستانہ تعلقات آپسمین بڑہا ہی رہے ہین لیکن افغانستان مجبور ہے کہ ٹرکی یا ایران سے کے ساتہہ مراسلت نہین کرسکتا اس لئے کہ اوس معاہدہ کی رو سے جو برطانیہ اعظم کے ساتہہ ہوا ہے وہ بغیر اطلاع ومشورہ برطانیہ اعظم کسی غیر سلطنت سے کے ساتہہ پولٹیکل مراسلت نہین کرسکتا ورنہ افغانستان تو ایران وٹرکی کے فوائد واغراض کو عین اپنے فوائد واغراض سمجہتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ سلطان المعظم۔ شاہ کجکلاہ یا خود میری پالسی تو یہی ہے کہ اپنی خودمختاری اور اپنے ملک کی سلامتی قائم رکھین۔ نہ روس کو دخیل ہونے دین نہ انگلستان کو اپنے ملک کا کوئی حصّہ لینے دین اور اپنے ہمسایون مین اوسکا ساتہہ جو ہمارے سلامتی اور خودمختاری کی وقعت کرے اور اوس سے لڑین جو ہماری قوت کو کمزور کرنا چاہے۔ چونکہ ہم جانتے ہین کہ انگلستان ہمارا کوئی ملک لینا نہین چاہتا بلکہ

حتی الوسع روس سے دور دور رہنا چاہتا ہے اسوجہ سے ہم خواہ مخواہ برطانیہ اعظم کے دوست بنکر رہین گے اور جبتک وہ ہمارے ملک کو تقویت دیگا اور کوئی دست اندازی نکریگا ہم اوسکی دوست بنے رہینگے۔

مین دلیلاً یہ ثابت کرتا ہون کہ برطانیہ اعظم کا فائدہ اسی مین ہے کہ مسلمان سلاطین ایشیا آپس مین ملے جلے رہین ۱۸۷۷ء مین جب امیر شیر علیخان انگریزون کے مقابلہ مین جہاد کا اعلان دے رہے تھے اور اپنی فوج ہندوستان کی سرحد پر جمع کر رہے تھے اوسوقت سلطان ٹرکی کی طرف سے ایک شخص بحیثیت سفیر امیر شیر علیخان سے ملنے آیا اور امیر کو منع کیا کہ انگریزون کے خلاف اعلان جہاد نہ دیجئے چنانچہ امیر نے سرحد ہندوستان پر فوجون کا جمع ہونا روک دیا۔ امیر کے ارادہ مین یہ فوری تغیر گورمنٹ ہند کو بھی محسوس ہوا جو انگریزون کی تائید

مین تھا اور جو دراصل سلطان کی خاطر سے وقوع مین آیا تھا۔
مگر افسوس ہے کہ چونکہ سلطان اور امیر مین پیشتر سے کچھ خط وکتابت
نہوئی تھی اس لئے روس کے ہواخواہون نے جو امیر کے
دربار مین موجود تھے امیر کو بدگمان کردیا اور اوس سے کہا کہ آپ
تو بالکل موم کی ناک ہین۔ بلکہ یہانتک جڑا کہ وہ مصنوعی سفیر
سلطان انگریزون کا بھیجا ہوا مخبر ہے اور اس لئے آیا ہے
کہ آپکو دہوکا دے۔ امیر بیوقوف تھا فقرہ مین آگیا یہہ نہ سوچا کہ
سلطان ترکی کو لکھکر اس کی تحقیقات کرلے کہ جو کچھہ یہ لوگ کہتے
ہین سچ ہے یا جھوٹ۔ غرضکہ سفیر کا آنا عبث ہوا۔ اگر ان دونون
اسلامی سلطنتون مین متصل راہ ورسم قایم ہوتی تو انگریز اور
افغانستان دونون کے لئے مفید ہوتا۔

المختصر جب تک انگلستان اور افغانستان ایک ہین اور اپنے
نفع ونقصان کو سمجھتے ہین۔ روس کبھی افغانستان یا ہندوستان

پر حملہ کرنے اور کامیاب ہونے کا خواب وخیال بہی نہ کریگا۔

اگر بالفرض روس نے حماقت سے افغانستان یا کسی اور اسلامی سلطنت پر حملہ کیا اور برطانیہ اعظم وفاداری اور سچائی کے ساتھ اوسکا حامی ومددگار رہا تو دیکہنا کہ روس کیسی آفتون مین پہنستا ہے سامنے تو اسلامی سلطنت کا مقابلہ ہوگا۔ اور پیچہے سارے ملک مین اسلامی رعایا غدر کردیگی۔ اور کیا عجب ہے کہ برٹش نیوی (بحری فوج برطانیہ اعظم) سینٹ پیٹرس برگ یا کسی اور مقام پر حملہ کرے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ عظیم الشان سلطنت جو محبت سے نہین بلکہ محض خوف کیوجہ سے تہمی ہوئی ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بالکل ابتر ہوجائے گی۔

یہ دیکہہ کر بہت افسوس آتا ہے کہ دولت برطانیہ اعظم اسکے عوض کہ مسلمان سلاطین کی کمک کرے اور اونہین مضبوط بنائے تا وہ بجائے خود روس کا مقابلہ کرسکین یا ایشیائی

ریاستون پر روس کی دست اندازی اور مزاحمت کو روکین اپنے عہدنامون اور قولون اور وعدون کے خلاف اسطرح عمل کرتی ہے کہ جب کبھی روس مشرقی ممالک کا کوئی حصہ دبالیتا ہے تاکہ ہندوستان کے سرحد سے اور قربت ہو جاے تو انگریز بھی کوئی ٹکڑا لیکر روس کے فاصلہ کو کم کرتے ہین۔ اس طرح روز بروز اسلامی سلطنتین اور ریاستین تقسیم ہوتی جاتی ہین۔ اور ہندوستان وروس کی سرحدین جو بیشتر ہزار ہا میل دور واقع تھین اب قریب قریب ایک دوسری سے ملی ہوئی ہین۔

اگر روس اور برطانیہ اعظم مین جنگ ہوئی تو ہر حالت مین مسلمان سلاطین اور عام مسلمان انگلستان کا ساتھہ دینگے۔ اوّل تو انہین ملکہ معظمہ کی عملداری مین اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے کی پوری آزادی ہے دوسرے وہ یہ جانتے ہین کہ روس کے ظلم وجور سے اوسی وقت تک نجات حاصل ہے جب تک کہ انگلستان

سی عظیم الشان سلطنت مشرق مین اوسکا مقابلہ کرنے کے لئے
موجود ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہین کہ اگر مشرق مین انگلستان کو زوال
آیا تو کل اسلامی سلطنتین روس کے نوالہ ہون گی۔ جو لوگ یہ
سمجھتے ہین کہ ایران بمقابلہ انگلستان زیادہ تر روس کے اختیار
مین ہے وہ غلطی پر ہین۔ اونکو جاننا چاہیئے کہ ایران جو چپ چاپ
روس کے ناز اوٹھاتا ہے وہ محض بحالت مجبوری ہے۔ اوسے
ہر وقت روسی فوجون کا ڈر لگا ہوا ہے۔ اگر کبھی روس کو انگلستان
کے مقابلہ مین مصیبت کا سامنا پیش آیا تو دیکھنا کہ پہلی سلطنت
جو اپنے تئین ریچھ کے پنجہ سے رہا کریگی وہ ایران ہوگا۔

یہان تک روس و انگلستان کے اون تعلقات کا ذکر کرکے
جو دونون سلطنتون کو ایشیا کے اسلامی سلطنتون اور مذہبی
گروہون کے ساتھ ہین۔ مین اب چند ایسے امور کا ذکر کرتا ہون
جو خاص افغانستان سے تعلق رکھتے ہین۔

ہندوستان پر روس کی حملہ آوری اور افغانستان کی نسبت روس کی پالسی

مین اس باب کے شروع مین بیان کر چکا ہون کہ وسط ایشیا کے اسلامی سلطنتون کی نسبت جن مین افغانستان بہی شامل ہے روس کی کیا پالسی ہے جو کچھہ مین لکھہ چکا ہون اوسکے علاوہ چند امور اور ایسے بیان کئے جائینگے جنکو خاصکر افغانستان سے تعلق ہے۔

اس زمانہ کے حالات پر نظر کرکے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہندوستان پر روس کا حملہ کرنا دشوار بلکہ غیر ممکن بات ہے۔

اس سے یہ مطلب نہین کہ روس ہندوستان پر حملہ کرنے کی
نیت ہی نہین رکھتا بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ روس ہندوستان پر حملہ
کرنے کے لئے ہر وقت تلا ہوا ہے - اس مین ذرا بھی شک
نہین کہ وہ صرف موقعہ کا منتظر ہے - اسبارہ مین مدبر انگریزون
کی مختلف رائین ہین اور بہت سے ایسے ہین جنکا یہ خیال ہے
کہ روس ہندوستان مین انگلستان سے لڑنے کا ارادہ ہی نہین
رکھتا - جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ہندوستان یا مشرقی سلطنت برطانیہ
پر روس حملہ کرنا ہی نہین چاہتا ہین سنے اونکی چار قسمین کی ہین -
اوّلاً وہ جو صاحب رائے نہین ہین - یہ لوگ کچھ ایسے
سادہ لوح ہین کہ متواتر روس کی عہد شکنیون اور وعدہ خلافیون کو
دیکھتے ہین اور پھر دیدہ و دانستہ اوسکے جھوٹے عہد و پیمان پر
اعتبار کرتے ہین - وہ روس کی اس پالسی کو نہین سمجھ سکتے کہ
سارے عہد و پیمان اسلئے کئے جاتے ہین کہ جب کوئی موقع

ہو توڑدے جائین جب کوئی نیا ملک وہ لیتا ہے تو از سرنو تجدید عہد ہوتی ہے اور بعض انگریز عہدہ دار اونکو یقین کرلیتے ہین مین دیکھتا ہون کہ ان لوگون کا حافظہ بہت خراب ہے کہ روس کے اگلے وعدے یاد نہین رہتے ۔

ثانیاً ۔ وہ لوگ ہین جو بالذات یا بالواسطہ روسیون کی طرفداری کرنے کیلئے روسیون کی طرف سے معین ہین ۔

ثالثاً ۔ وہ لوگ جنہین برطانیہ اعظم کی عظمت کا بڑا گھمنڈ ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ روس کی کیا مجال ہے جو ایسی بڑی سلطنت کے مقابلہ مین آئے ۔

رابعاً ۔ وہ لوگ جو اپنے تئین صلح جو یا صلح پسند کہتے ہین وہ دیکھتے ہین کہ روس وسط ایشیا کو ہضم کرتا ہوا ۔ شہر پر شہر لیتا ۔ ہندوستان کی سرحد کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے ۔ اونکو معلوم ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے روسی چالین بارہا ظاہر و ثابت ہوگئین ہین

مگر پھر بھی انہین اس بات کا یقین ہے کہ اگر انگلستان روس کی دست اندازی مین دخل نہ دے اور اس خیال کو دل سے نکال ڈالے کہ روس ہندوستان پر حملہ کرنیوالا ہے تو روس کبھی ہندوستان پر حملہ نہ کرے گا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

چو خصم دید بجنگش تو نیستی تیار
پی شکست تو خود حملہ آورد یکبار

ان آخر الذکر حضرات کے حسب حال مجھے ایک کبوتر کی نقل یاد آئی جس نے بلی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر آنکھین بند کر لی تھین اور یہ خیال کیا تھا کہ اگر وہ بلی کو نہ دیکھے گا تو بلی بھی اوسے نہ دیکھیگی مگر بلی نے اوسے دیکھہ لیا اور پکڑ کر چپٹ کر گئی۔

اسپارہ مین جو کچھ مین ابتک بیان کر چکا ہون اوسکے علاوہ ناظرین کی معلومات کے لئے مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین بارہ برس تک روس مین رہا اور اس مدت قیام مین مجھے بخوبی معلوم

ہو گیا کہ بلاشک روس ہندوستان پر حملہ کرنے کی فکر مین ہے
اب رہا کل وجوہ بالتفصیل بیان کرنا کہ کیا چیز روس کو ہندوستان
پر حملہ کرنے کے لئے ترغیب دیتی ہے اوسکے واسطے ایک
علیحدہ کتاب چاہیئے پس اسقدر کہنا یہان کافی ہو کہ روس بالطبع
ایک ملک گیر زود رفتار الوالعزم قوم ہے اور یہ خوب جانتی ہے
کہ ایشیا کی سلطنتون مین کسی مین اتنا دم نہین کہ تنہا اوسکا مقابلہ
کر سکے البتہ برطانیہ اعظم ہندوستان مین ہے اور یہی اوسکا ہم
مقابل ہے۔ پس ضرور ہے کہ روس برطانیہ اعظم کو ایشیا مین اپنا
رقیب اور خطرناک دشمن سمجھے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر برطانیہ اعظم
حائل نہ ہوتا تو روس ایران و افغانستان و چین و ٹرکی کی مطلق
پروا نکرتا اور نہ اون کی خود مختاری کو اتنے عرصہ تک وقعت کی
نگاہ سے دیکھتا۔ سوا برطانیہ اعظم کے اور کسی یورپین سلطنت کے
مقبوضات مشرق مین ایسے نہین جو قابل بیان ہون پس وہ سب کے

سب الگ رہتے اور روس کو اپنی راہ جانے دیتے اگر انہین
بھی اس لوٹ مین کچھ حصّہ ملجاتا تو اوسے غنیمت سمجھتے اور مطمئن
رہتے۔ بمقابلہ روس کے مشرقی سلطنت مین انگلستان کی رعایا
کی تعداد بہت زیادہ ہے پس یہ انگلستان کا فرض ہے کہ روس
کی دست درازیون پر مزاحمت کرے جو وہ ایشیا کے کمزور سلطنتون
کے ساتھہ کرتا ہے اور اوسے ہندوستان کی سرحد سے دور
رکھے۔ روس کو جو برطانیہ اعظم کی سی عظیم الشان سلطنت سے
نفرت ہے وہ بالکل ایک طبعی چیز ہے۔ جنگ کریمیا مین برطانیہ
اعظم کے ہاتھون جو اوسے نقصان پہونچا ہے وہ اتنا جلد بھول
نہین سکتا اسکے علاوہ اور بہت سے پھوڑے ہین جو ابھی پھوٹنے
باقی ہین۔

روسی ہندوستان کو لوٹنے کے لئے ایک سونے کی
چڑیا سمجھتے ہین اور مین نے اکثر روسی سپاہیون کو اس بات پر فرط

خوشی سے ناچتے دیکھا ہے کہ کسی دن وہ بھی ہندوستان کی لوٹ مین شریک ہونگے۔ وہ آرزو کرتے ہین کہ وہ دن آوے کہ انگلستان اور روس مین ہندوستان کی سرحد پر لڑائی چھڑے۔ روسی اسقدر جاہل ہین کہ اونہین یقین ہے کہ ہندوستانی انگریزون کو پسند نہین کرتے بلکہ روسیون کے طرفدار ہین اور جس زمین پہ روسی گذرے وہان آنکھین بچھانے کو تیار ہین۔ یہان تک کہ بعض بڑے بڑے روسی مدبرون کو بھی یقین ہے کہ جس وقت روس کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کی چوٹیون پر سے ہندوستان کی طرف نگاہ کریگا سارے ہندوستانی بھیڑون کی طرح امڈین گے اور انگریزون کو اپنی نیش زنی سے تباہ کردین گے اور روسیون کے حامی ہونگے فی الحقیقت اون کی جہالت اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اونکا یہ عام عقیدہ ہے کہ روس کو دیکھتے ہی انگریز لوگ دم بھاگ جائینگے اور اپنی حفاظت کے لئے ایک گولی بھی نہ چلائینگے

مجھے اندیشہ ہے کہ روسی کسیدن اپنی حماقت کی سزا پائینگے۔

روسی یہ ٹھانے ہوئے ہین کہ خوب عہد وپیمان توڑتے جاؤ آگے بڑھتے جاؤ ملک لیتے جاؤ۔ انگریز اونکی دست درازیون پر بے اعتنائی ظاہر کرتے ہین یا خود بھی کوئی حصہ لیکر مطئین ہوجاتے ہین یہ چیز انگلستان کی کمزوری کا بیّن ثبوت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسے روس کا کسقدر ڈر ہے انگلستان کے اس فعل سے کہ روس برابر بڑھا آتا ہے اور وہ اوسے روکتا نہین روس کی وقعت مشرقی بادشاہون کے نظرون مین بہت بڑھ گئی ہے اور انگلستان کی وقعت اور اعتبار گھٹ گیا ہے۔ روسیون کے اختیار مین متصل ترقی ہونے سے روسیون کو یقین ہے کہ مشرقی سلطنتین بخوشی یا بمجبوری روس ہی کا ساتھ دینگی پانچوین وجہ یہ ہے اور غالبًا یہ ایک معقول وجہ معلوم ہوتی ہے کہ روسیون کا خیال ہے کہ انگلستان سے بحری لڑائی لڑنا بہت مشکل ہے مگر بری لڑائی

ہین انگلستان کے پاس اتنی زیادہ فوج نہین کہ اپنی سلطنت کے
دوسرے مقامات کو غیر محفوظ چھوڑ کر ہزارہا میل تک سرحد کی حفاظت
کے لئے جمع کر سکے کیونکہ جب روس کی سرحد از چین تا ٹرکی انگلستان
سے جا ملیگی تب سرحد کا طول اتنا ہی ہوگا اور روسیوں کے خیال اور
اونکی مستعدی جو ریل اور سڑکون کی تعمیر سے ظاہر ہے اوسکے لحاظ سے
تو وہ دن بہت دور نہین معلوم ہوتا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ روس کبھی
نہ کبھی ہندوستان پر ضرور حملہ کرے گا وہ محض موقع کی تاک مین ہے اسباب
مین ہمارے غور و لحاظ کے لئے کئی سوال پیدا ہوتے ہین۔

مین کوئی نبی نہین ہون اور ہمارا یہ مذہبی عقیدہ ہے کہ آیندہ
کا حال خدا ہی جانتا ہے اور سارے پوشیدہ اسرار اوسی پر
عیان ہین۔ کوئی شخص یقین کے ساتھ نہین کہہ سکتا کہ کل کیا
ہوگا۔ مگر حالات پر نظر کرکے مین اپنی رائے ظاہر کرتا ہون۔
لفظ غیر ممکن پر میرا اعتقاد نہین اور فی الحقیقت دنیا مین کوئی چیز

غیر ممکن نہین اگر کسی چیز کا ہونا خدا کو منظور ہو تو ضرور ہو گی گو ہمین وہ
غیر ممکن معلوم ہو۔ خدا کے نزدیک کچھہ غیر ممکن نہین۔ اگر وہ کسی امر
کا ہونا نہ چاہے تو کوی دنیوی قوت اوسے وقوع مین نہین
لاسکتی۔ پس یہ بات امکان سے باہر نہین ہے کہ روس ہندوستان
پر حملہ کرے مگر وہ تنہا بغیر کسی دوسری سلطنت کے شرکت یا مدد کے
ایسا نہین کرسکتا اور کسی دوسری سلطنت کا اس حملہ مین روس
کا ساتھہ دینا بعید از قیاس ہے اگر ایسا ہوا تو کوئی اور سلطنت انگلستان
کی شریک ہو جاے گی۔ پس روس کے یہ منصوبے محض خواب
وخیال ہین جو کبھی پورے نہونگے۔ یہہ ممکن ہے کہ روس کا یہ
خواب وخیال کسی حد تک پورا ہو جاے جیسا کہ ایک ڈاکٹر کا
خواب تھا جس نے عالم رویا مین یہ دیکھا کہ ایک مریض کو اچھا
کیا ہے جسکے صلہ مین اوس سے یہ کہا گیا ہے کہ جسقدر اشرفیان
وہ اُٹھا سکے خزانہ سے لیلے اوس لالچی ڈاکٹر نے اتنی اشرفیان

اپنے اوپر لادین کہ اونکے وزن سے اوسکے شانے اوکھڑ گئے اور جب درد معلوم ہوا تو آنکھ کھل گئی دیکھا کہ اشرفیان تو نہین ہین مگر درد باقی ہے اسیطرح روس بھی ہندوستان پر حملہ کرنے کیلیے اور اوسکے خزانے لوٹنے کے لیے بہت کچھ بیکار کا بوجھ اور دقتین اپنے سر لیگا جیساکہ ڈاکٹر نے خواب مین کیا مگر نتیجہ بجز ناکامیابی اور کچھ نہ ہوگا اور اس حہم کا صدمہ باقی رہیگا۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہندوستان کے حملے مین کوئی اور سلطنت روس کا ساتھ دیگی یا نہین۔ اس مین شک نہین کہ بعض یورپین سلطنتین دولت برطانیہ کی عظمت وشان کو بڑے رشک وحسد کی نظر سے دیکھتی ہین اور اس حسد کی وجہ سے انہین انگلستان کے ساتھ ایک بغض للہ ہے مگر اسکے ساتھ ہی مین نہین سمجھتا کہ ان سلطنتون کو روس کے ساتھ کوئی خاص عشق ہے اور اسمین شک نہین کہ انگلستان کے مقابلہ مین اونکا روس کی طرف

ہونا اونکے لئے مضر ہے اس لئے کہ انگلستان روس کی طرح
ایسا دست دراز اور ظالم نہین - چند سال سے قوم فرنچ کا میلان
روس کی دوستی کی طرف بڑھ رہا ہے اور انگلستان کی طرف سے
نفرت روز بروز ترقی پر ہے اس بات سے مجھے خیال ہوتا ہے
کہ شاید فرانس ہندوستان اور واٹرلو کے گذشتہ واقعات یاد
کرکے روس کا شریک ہو جائے جسکو خود بھی انگلستان سے
کچھ پرانا عوض لینا ہے مگر ڈپلومیٹک واقعات کی رفتار پر نظر
کرکے کوئی بھی ہوشیار مبصر یہ کہہ سکے گا کہ اگر فرانس نے روس کا
ساتھ دیا تو جرمنی انگلستان کو مدد دیگا - اس مین شک نہین کہ
جرمنی اور انگلستان کی باہمی قوت روس اور فرانس سے بدرجہا
بڑھی ہوئی ہے اسلئے کہ انگلستان دنیا مین اول درجہ کی بحری
طاقت رکہتا ہے اور جرمنی کی بری فوج نہایت مکمل اور آراستہ ہے
مین سمجھتا ہون کہ آسٹریا - اٹلی اور امریکہ گو بظاہر نہ روس کے

دشمن ہین اور نہ انگلستان کے خاص دوست اس لیئے وہ نیوٹرل
خیال کیئے جاتے ہین مگر اونکا میلان زیادہ تر انگلستان کی
طرف ہے اور یہ چیز انگلستان کے لیئے مفید اور روس کے
حق مین مضر ہوگی۔ ان سب باتون کا خیال کرکے مین نہین سمجہتا
کہ کوئی یورپین سلطنت یا امریکہ ہندوستان کے حملہ مین روس کا
شریک ہو اور دوسری بمقابل سلطنتین انگلستان کا ساتہہ نہ دین۔
اگر ایسا ہوا کہ بعض سلطنتین روس سے مل گئین اور بعض انگلستان
کی شریک ہوئین تو ایک ایسی جنگ عظیم واقع ہوگی کہ دنیا مین کبھی
نہین ہوئی اور یہ جنگ کسی خاص مقام پر محدود نہ رہیگی بلکہ سارے
عالم مین پہیلیگی۔ اسکے متعلق بعض مستند لوگون نے بھی پیشین
گوئی کی ہے۔

خیر اب اس مسئلہ کو قطع نظر کرکے ہم ایشیا کی سلطنتون کی
نسبت رائے زنی کرتے ہین بجز جاپان کے ایشیا کی ہر سلطنت

صرف یہ چاہتی ہے کہ اپنا ملک محفوظ رہے۔ کسی کو ملک گیری کی
ہوس نہین۔ انمین کسی کی یہ نیت نہین کہ انگلستان کے مقابلہ مین
روس سے مل جائین یا روس کے مقابلہ مین انگلستان کا ساتھہ
دین۔ یہ لوگ روس اور انگلستان دونون کو کم و بیش ملک گیر
زبر دست غاصب سلطنتین سمجھتے ہین۔ وہ فقط یہ چاہتے ہین کہ
اون سے الگ الگ رہین اور جہان تک ممکن ہو اپنا ملک
بچائین اور اپنا وقار قایم رکھین۔ انہین وجوہ سے ان مین کوئی
ایسا نہین کہ ہندوستان کے حملہ مین روس کے شریک ہون۔
بلکہ اونکا خیال ہے کہ اونکی حفاظت روس اور انگلستان دونون
کے قوی رہنے مین ہے اس لیے کہ جب دونون ہم پلہ رہینگی
تو ایک دوسرے کی دست درازیون پر مزاحمت کرینگی۔ غرض
ایشیا کے بادشاہون کا تحفظ ان دونون سلطنتون کی رقابت
پر منحصر ہے ورنہ وہ جانتے ہین کہ اگر یہ بات باقی نہ رہی تو اونکے

ملک دونون آپس مین تقسیم کر لینگے - لہذا یہی بہتر ہے کہ "ہر فرعون را موسائی" کا معاملہ قایم رہے - ایک شاعر کہتا ہے - کہ

شغال بیشۂ مازندران را		نگیرد جز سگ مازندرانی

سلطنت جاپان وسط ایشیا مین نہین واقع ہے - روس کی راہ مین حائل نہین - اوسے کچھ فرض نہین کہ ہندوستان کے حملے مین روس یا انگلستان کا ساتھہ دے مگر افغانستان کی حالت دوسری ہے اسمین شک نہین کہ سلطنت جاپان برطانیہ کی بحری قوت سے خوش ہوتی ہوگی - اسلیئے کہ اوس کا فائدہ اسی مین ہے - علاوہ برین اوسکی خواہش بھی یہی ہے کہ دونون ملکون مین دوستانہ تعلقات قائم رہین اور دونون کو ہمیشہ روس کی دست درازیون کا ڈر رہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر روس نے ہندوستان پر حملہ کیا تو ایشیا مین کوئی سلطنت اوسکا ساتھہ نہ دیگی لیکن افغانستان کی سلطنت جو روز بروز ترقی کر رہی ہے وہ البتہ

ایک ایسی سلطنت ہے کہ جسکی نسبت روس اور انگلستان دونونکو
اپنی اپنی چالون مین ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیئے ان دونون بڑی
سلطنتون کے لیئے ایشیا مین کسی اور بڑی سلطنت کی نسبت افغانستان
کی دوستی یا دشمنی بہت قابل غور ہے اسلیئے کہ افغانستان کے پاس
ایک جرار فوج ہے جسمین لکھو کھا اسلامی بہادر ہین جو فطرتی سپاہی
ہین اور جب تک ایک شخص بھی اون مین سے باقی رہیگا وہ اپنے
خدا اپنے نبی۔ اپنے گھر۔ اپنے خاندان۔ اپنی قوم اپنے بادشاہ
اپنی آزادی۔ اپنی خود مختاری کے لیئے جان فدا کریگا۔ ملک
کی پولٹیکل اور جغرافیائی حیثیت سے افغانستان کا بادشاہ بھی
بہت قابل قدر ہے۔ اگر روس اور انگلستان مین جنگ ہوئی
اور اوسوقت تک افغانستان باقی رہا تو یاد رکھنا کہ وہی سلطنت
فتح یاب ہوگی جو افغانستان کو اپنا شریک کریگی۔ دراصل میرا تو یہہ
خیال ہے کہ جب تک افغانستان قائم ہے۔ اور برطانیہ اعظم

کے ساتھہ اتحاد باقی ہے یہ امر غیر ممکن ہی کہ روس کبھی ہندوستان پر
حملہ کرنیکا قصد کرے یا ایشیا مین انگلستان سے لڑے۔ روس
اس باتکو خوب جانتا ہے کہ جب تک افغانستان قوی اور خود مختار
ہے ہندوستان پر حملہ کرنا غیر ممکن ہے اس لئے وہ چاہتا ہے
کہ افغانستان کو اپنی طرف ملالے یا کسی حکمت سے اوسکا وجود ہی
مٹادے۔ مدبرین روس کی ان چالون پر غور کرنا بہت ضرور ہے
جو اس کوشش مین ہین کہ افغانستان کو نیست و نابود کردین۔ شاہ
افغانستان و اراکین دولت برطانیہ کو لازم ہے کہ اس معاملہ مین
بہت ہوشیار رہین۔

یہان پر یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ روس اون دقتون سے
واقف ہے جو افغانستان کے مقابلہ مین پیش آئینگی۔ اور ان
دشواریون کو بہ نسبت اور لوگون کے بہتر جانتا ہے جو محض کسی
کتاب یا مضامین اخبار سے اپنی معلومات حاصل کرتے ہین۔ یہہ

کتابین یا مضامین ایسے لوگون کے لکھے ہوئے ہوتے ہین جو بغرض سیاحت ہفتہ عشرہ کے لئے ملک مین آتے ہین اور اور رہکر چلدیتے ہین۔ نہ انہین اہل ملک کی زبان آتی ہے اور نہ اونکی حالت سے واقف ہوتے ہین۔ بڑی بڑی کتابین تصنیف کرتے ہین جن مین ملک کے راز خفیہ تدابیر اور اہل ملک کے خیالات درج کرتے ہین۔ عوام ان کتابون کو اور مضامین کو بڑی سند سمجھتے ہین اور دراصل انہین زیادہ تر تحقیق چاہیئے اور جو کچھ اون کتابون مین لکھا ہے اوسکا اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی کتابین اور مضامین پڑھنے سے بہ نسبت فائدہ کے نقصان ہوتا ہے اسلئے کہ ملک کے حالات و انتظامات یا وہان کے بادشاہ و اہل ملک کے خیالات بالکل غلط درج ہوتے ہین۔ ان مصنفین کی جہالت پر مجھے اکثر ہنسی آتی ہے تمثیلاً مین ایک مثال لکھتا ہون بہت سے مصنفین ملے اس چالیس ۴۰ سال کے عرصہ مین

افغانستان کے حالات لکھے ہین جس مین یہان کی آبادی پچاس
ہزار اور فوج پینتیس ہزار دکھائی گئی ہے یہ تعداد اونکے بیان کے
مطابق نہ کبھی گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے بلکہ پچاس برس سے ایک
ہی طرح پیر قائم ہے۔ مین اون کی اس لاعلمی پر الزام نہین رکھتا۔
اس لیئے کہ انہین ملک کی حالت یا جو کچھ تغیرات ملک مین
ہوئے ہین اوسکے دریافت کرنے کا کوئی وسیلہ نہین۔ مگر مین البتہ
اسی بات کا الزام دونگا کہ غلط واقعات لکھکر لوگون کو مغالطے
مین ڈالتے ہین اور جو چیز معلوم نہین اوسکے جاننے کا ادعا کرتے
ہین۔ خیر یہی شکر ہے کہ وہ آبادی یا فوج کی تعداد کو گھٹاتے
نہین گو یہ امر بھی اون سے کچھ بعید نہ تھا۔

افغانستان ابھی ایسا قوی نہین ہے کہ تنہا کسیکا مقابلہ کر سکے
اوسے اپنی حفاظت کیلئے فرض ہے کہ اپنے دو زبردست
ہمسایون مین سے کسی ایک پر سہارا کرکے دوسرے کی دست

درازیون کا تدارک کرے۔ جو شخص بغرض عبور دریا دو
کشتیون مین پاؤن رکھیگا وہ ضرور پانی مین گر پڑیگا اور ڈوب
جائیگا اوسکو چاہیے کہ دونون کشتیون مین سے جسے وہ زیادہ
محفوظ خیال کرے اوسپر کھڑا ہو جائے۔ لیکن تا وقتیکہ ضرورت
نہ پیش آئے کوئی وجہ نہین کہ وہ ایک کشتی پر سوار ہو اور دوسرے
پر گولی چلائے یہ کیونکر ممکن ہے کہ افغان کی سی چھوٹی سی
سلطنت جو دو شیرون کے بیچ مین مثل ایک گوسفند کے ہے
یا چکی کے دو بھاری پتھرون کے درمیان مثل ایک دانہ گندم کے
ہے اوسے اتنی جراءت ہو سکے پسکر سرمہ نہ ہو جائیگی۔ پس
یہ لازمی بات ہے کہ اوسکی دونون قوی ہمسایون مین کوئی نہ کوئی
اوسکی مدد کرتا رہے اور اوسے اپنے رقیب کے پنجہ سے بچائے
افغانستان بالکل آزاد اور خود مختار ہے اپنے دو ہمسایون مین
سے جسکو چاہے ترجیح دے اور دوستانہ تعلقات بڑہائے

تاکہ فریق ثانی خواہ مخواہ اوس پر حملہ کرے۔ مین جانتا ہون کہ ریل
اور سڑک جو روس تعمیر کرکے میرے ملک کے قریب تک لایا ہی
اوس سے ہمکو بہت تشویش ہے اور ہم بہت ہوشیار رہتے ہین
مگر ایک لحاظ سے روس کی اتنی قربت افغانستان کے لیے
مفید بھی ہے اسلیئے کہ اگر انگلستان بلا وجہ اور بلا قصور افغانستان
کو لینا چاہے تو وہ جانتا ہے کہ روس اوسکے مقابلہ کے لیے
بہت قریب ہے۔ اس لئے اب افغانستان کی حالت وہ نہین رہی
جو شاہ شجاع اور امیر شیر علی کے وقت مین تہی جب روس اتنی
دور تہا کہ اوسے اپنی فوجین افغانستان کی سرحد پر لانا غیر ممکن
تہا۔ صحرا حایل تہے جہان نہ ریل تھی اور نہ پانی کا نشان تہا۔

یہ بات بیان کرنیکے بعد کہ افغانستان بضرورت مجبور ہے
کہ اپنے ہمسایون مین سے کسی ایک کا شریک ہو جائے
اب مین یہ بیان کرتا ہون کہ بالفعل اوسکا فائدہ اسی مین ہے

کہ انگلستان کو ترجیح دے اور انگلستان کی دوستی و اعانت پر بھروسہ کرے ۔

اولاً انگلستان کا یہ ارادہ نہین کہ ایران یا ترکستان پر حملہ کرے جسکے لئے اوسے ایک ایسی سڑک بنانیکی ضرورت ہو جو افغانستان مین سے ہوکر گذرے البتہ روس ہندوستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اس لئے اوسے میرے ملک مین سے گذرنے کی ضرورت ہے مگر اوسکی نیت محض یہی نہین کہ ملک مین سے گذر جائے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ حتی الوسع افغانستان بھی لیلے ۔

ثانیاً ۔ انگلستان ایک بڑی بحری طاقت ہے ۔ وہ نہین چاہتا کہ خواہ مخواہ روس سے بڑی لڑائی لڑے ۔ پس یہ امر تو خود انگلستان کے لئے مفید ہے کہ افغانستان روس اور ہندوستان کے درمیان مثل ایک قوی بفر اسٹیٹ کے حد فاصل بنا رہے اس صورت مین اگر انگلستان یہ چاہتا ہے کہ افغانستان قوی اور

محفوظ رہے تو یہ ایک طبعی بات ہے۔ اس لئے کہ افغانستان
کی قوت اور حفاظت سے ہندوستان کی قوت اور حفاظت وابستہ
ہے۔ بخلاف اسکے روس یہ چاہتا ہے کہ انگلستان سے بڑی
لڑائی لڑے اس لئے اوسکی خواہش ہے کہ افغانستان روس سے
ملجائے اور ہندوستان کے حملہ مین اوس کی مدد کرے یا اوسکی
جو کچھ حیثیت ہے وہ بالکل مٹادی جائے۔

ثالثاً انگلستان کے پاس روپیہ ہے اور ہتیار ہین مگر سپاہیون
کی ضرورت ہے۔ افغانستان کے پاس سپاہی ہین مگر اوسے
روپیہ اور ہتیار کی ضرورت ہے تو انگلستان اور افغانستان دونون
کا باہمی فائدہ یہی ہے کہ دونون آپس مین ملے رہین تاکہ انگلستان
کے لئے افغانی سپاہی کام آئین اور افغانستان کے لئے انگلستان
کا روپیہ اور ہتیار۔ روس افغانستان کو کچھہ روپیہ نہین دیسکتا
اسلئے کہ خود اپنی ضرورتون کے لئے اوسکے پاس نہین ہے

اور اُسے افغانستان کے سپاہی بھی درکار نہین اس لئے کہ خود اوس کے وہان ضرورت سے زیادہ ہین۔

رابعاً۔ افغانستان کی دوستی روس کے لئے کچھ بکار آمد نہین وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرتے وقت ملک مین سے گذر جائے جسکا مطلب یہ ہے کہ افغانستان روسیون کے زیر قدم ہو جائے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ روس والی افغانستان کو پنجاب یا ہندوستان کا کوئی اور حصّہ دینے کا وعدہ کرے اور اوس کے ساتھہ ہی دوستانہ عہد و پیمان کرے کہ افغانستان کی خود مختاری پر کبھی آنچ نہ آئیگی لیکن اس عہد و پیمان کا وہی انجام ہوگا جو اور سب عہد نامون کا ہوا یعنی جب روس کو اوسکی ضرورت نرہیگی کالعدم کردے گا۔ بالفرض اگر کالعدم بہی نہ کیا جسے عقل باور نہین کرتی۔ تو اوس صورت مین روس ہندوستان مین حکمرانی ہی نہین کرسکتا جبتک

کہ اوس کی فوجین-عہدہ دار سیاح وغیرہ روس اور ہندوستان
مین افغانستان ہوکر متصل آمدورفت جاری نہ رکھین ایسی حالت
مین افغانستان ہمیشہ روسیون کے زیر قدم رہیگا اور وہ اپنی ضرورتون
کے لئے ملک کے پیداوار جانور وغیرہ اپنے کام مین لائینگے
وہ افغانون کو اپنے یہان کی فوجی ملازمت کی طرف مائل کرینگے
اور جب کبھی لڑائی ہوگی تو مقابلہ کے لئے اونہین کو سامنے
کردینگے جس سے اونکے دو مقصد حاصل ہونگے۔ اوّل تو افغانون
کی تعداد گھٹیگی دوسرے اونکے مال و ازواج پر متصرف ہون گے۔
مسلمان جنہین اپنے ناموس و خاندان کی حرمت کا بڑا خیال ہے
روسیون کے اس برتاؤ کو دیکھہ نہ سکین گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ
روس اور افغانستان مین لڑائی چھڑیگی۔ ایسے وقت مین انگلستان
کی مدد کی بھی توقع نہ ہوگی۔ ہزارہا آدمی مارے جائینگے اور ملک
صدہا بیواؤن اور یتیم بچون سمیت روس کے ہاتھہ لگیگا۔ مین یہ

نہین کہتا کہ میرے لڑکے اور جانشین روس کے دشمن ہو جائین
بلکہ میری تو یہ صلاح ہے کہ انہین بظاہر دوست رہنا چاہیئے۔
بلکہ دل سے دوست رہنا چاہیئے اس لئے کہ روس ایک بڑی
سلطنت ہے ممکن ہے کہ کبھی نہ کبھی مصیبت کے وقت اونکے
کام آئے۔ افغانون کے لئے اس سے بڑہکر کوئی حماقت ہوگی
کہ وہ بیٹھے بٹھائے روس کو چھیڑین۔ بہترین اصول یہ ہے کہ
روس سے گاڑہے تعلقات نہ بڑہائین بلکہ "خیرالامور اوسطہا"
پر عمل کرین۔
اگر بدقسمتی سے انگلستان اپنا اصول بدل دے اور دست
اندازی شروع کرکے افغانستان لے لے یا اوس کی خودمختاری
مین مزاحم ہو تو اوسصورت مین افغانون کو مجبوراً انگلستان سے
لڑنا ہوگا اور اگر بالکل شکست کھائی تب وہ روس سے ملجائینگے
اس لئے کہ اسوقت انگلستان کی بہ نسبت روس سرحد افغانستان

سے بہت قریب ہوگا۔ اور افغانستان کی پوری مدد کر سکیگا۔ یہ چیز
امیر شیر علی کے زمانہ مین نہ تھی۔ اوس وقت روس اس قدر
دور تھا کہ اوس سے کچھ مدد نہو سکی۔

المختصر افغانستان کو چاہیئے یہ اصول اختیار کرے کہ اپنے
دونون قومی ہمسایون مین اوسکا دوست بنے جو دست درازکم ہو
اور دوسرا جو افغانستان کے ملک مین سے گذرنا چاہے یا
اوسکی خودمختاری مین مخل ہو۔ اوس سے مخالف رہے۔

افغانستان کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے ان دونون مین
کسیکو نہ چھیڑے اور نہ انہین اپنے ملک مین کسیطرح آنے
دے گو اونکے عہد وپیمان کچھ ہی ہون۔

روسی مدبرین کا اصول جو ایشیا مین پولیٹیکل بساط بچھائے
ہین بہت قابل تعریف ہے روسی گروہ مدبرین کی چالین مثل
ایک فوج کے پیرون کی ہین۔ جو کسی بڑے کارآزما کمانڈر ان چیف

کے تابع حکم ہون جو اپنی فوج کو چار حصون مین تقسیم کرکے ایک ہی وقت مین کئی جگہ لڑ رہا ہو۔

وہ ان چارون پرونکو اسطرح ترتیب دیتا ہے کہ اُن مین سے کوئی دشمن سے لڑنے یا حملہ کرنے کا ارادہ اوس وقت تک نہین ظاہر کرتا جب تک کہ عمدہ موقع نہ پیش آئے۔ وہ دشمن کی توجہ کسی ایک مقام سے ہٹائے رکھتا ہے اور جو نہین وہ غنیم کو کمزور اور غافل پاتا ہے فوراً حملہ کر دیتا ہے اور اُسے حملہ کی روک کے لئے تیار ہونے کا موقع نہین دیتا۔

گورنمنٹ روس کے افسر مشرق مین ان چار مقامات پر سرگرم رہتے ہین جو ذیل مین درج ہین۔

کوریہ اور چین ایک طرف۔ پامیر اور افغانستان دوسری طرف۔ ایران تیسری جانب اور ترکی چوتھی طرف۔ ان چارون مقامات کے علاوہ وہ کسی اور مقام کو جسے ہوشیار اور اپنے

مقابلہ کے لئے تیار پاتے ہین محسوب نہین کرتے اور اپنے حملے
محض کمزور اور غافل سلطنتون پر محدود رکھتے ہین۔ شاعر کہتا ہے

سکندر کہ با شرقیان حرب داشت
در خیمہ گویند در غرب داشت

ایسی چالون سے امیر شیر علی کے وقت مین روسیون کو افغانستان
مین بہت رسوخ حاصل تھا مگر میرے زمانہ مین انہین معلوم ہوگیا کہ
اب کوئی فقرہ نہین چلتا۔ اولاً پنجدیہہ۔ قلعہ نو اور مغرب پر خوب
چالین چلے مگر اب سمجھ گئے ہین کہ افغانستان غافل نہین ہے
اگر زیادہ چین چنان کرینگے تو وہ معقول خبر لیگا۔ جب یہان سے
مایوس ہوئے تب اونہون نے اپنی توجہ پامیر کی طرف رجوع
کی مگر جو نہین انہون نے دیکھا کہ انگلستان کشمیر اور چترال کی
سرحد پر اونکے خیر مقدم کے لئے تیار ہے انہون نے وہ مقام
بھی چھوڑ دیا اور چین کی طرف متوجہ ہوئے مگر جب وہان بھی

انگلستان اور جرمنی اور فرانس کو برسرِ مقابلہ تیار پایا تو اُدھر سے پھر ایران کی طرف پلٹے۔

غالباً۔ روسی افسر یہ خیال کرتے ہین کہ والی افغانستان اپنے یہان کی فوجی تیاریان روک دیگا۔ جب دیکھے گا کہ روسی ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے پامیر کی طرف سے چترال و کشمیر اور پنجاب آئینگے اور ایران و سیستان اور خلیج فارس کیطرف سے کراچی اور کوئیٹہ پر حملہ کرینگے اور چین کی سمت سے برما اور بنگال پر حملہ آور ہونگے اور افغانستان کو نلوہ چھوڑ دینگے۔ لیکن افغانون کو جاننا چاہیئے کہ اسطرح افغانستان چھوڑنے کے لئے روسی میری موت کے منتظر ہین یا کسی اور موقع کی تاک مین ہین مجھے افسوس ہے کہ میرے روسی دوستونکو کئی دفعہ نا اُمیدی ہوئی گو انہون نے تکلیف کرکے میری موت کا اشتہار بھی دیدیا حالانکہ مین زندہ تھا اور اونکی چالون کو خوب غور سے دیکھ رہا تھا اگر مین مرا نہین تو

یہہ میرا قصور نہین ہے۔ مین اونکی خوشی کے لیے نہین مرسکتا اس لیے کہ موت ایک مشیت ایزدی ہے ۔

روسی فوجین جو افغانستان کی سرحد کے قریب جمع ہو رہی ہین شاید اسلیئے ہون کہ ایران کی طرف رخ کرین یا شاید میرے ڈرانے کے لیے جمع کیگئین ہون تاکہ مین انگلستان کو چھوڑ کر روس سے ملجاؤن ۔ یا یہ فوجین انگریزی مدبرین کو تردد مین ڈالنے کیلئے اور کسی دوسری جانب انگریزی فوج کے رخ کو روکنے کے لیے جمع کیگئین ہون ۔ یا شاید یہ فوجی تیاریان اس لیے ہون کہ اسحاق کو مدد دیکر ا وبھارین کہ میرے مرنے کے بعد تخت کابل کا دعوی کرے یا غالبًا اس غرض سے ہون کہ جب انگریز قندہار پر قبضہ کرین تو روسی ہرات اور بلخ کو لے لین ۔ المختصر کوئی سمجہہ نہین سکتا کہ سرحد افغانستان پر فوجین جمع کرنے سے اونکا کیا منشا ہے مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ مین ایسا آدمی نہین کہ کسی کے ڈرانے

سے ڈر جاؤن - جو لوگ یہ کہتے ہین کہ روسی ہرات لینے والے
ہین وہ واقعات سے بہت کم واقف ہین - روسی افسر ایسے
بیوقوف نہین ہین اونکا حافظہ ایسا ناقص نہین ہے کہ ۱۸۳۷ء
کا واقعہ بہول گئے ہون جب ہرات ایک شراب خوار احمق کامران
کے قبضہ مین تہا جو صرف یہی ایک شہر رکہتا تھا افغانستان بھی
اوسکے پاس نہ تہا مگر روس اور ایران دونون ملکر ہرات نہ لیسکے
اور چھہ مہینے محاصرہ کرکے اپنا سامنہ لیکر واپس گئے اور ہرات
فتح نہ ہوا -

مین اسوقت ایک ہفتہ کے اندر ایک لاکھہ فوج ہرات پر
جمع کرسکتا ہون - اب افغانستان کے پاس ایسا عمدہ سامان جنگ
اور سپاہی موجود ہین کہ وہ دکہا دیگا کہ وہ کیا کرسکتا ہے - اگر روس
نے کسی مسلمان سلطنت کیساتھہ جنگ چہیڑی تو کل روسی ترکستان
مین جتنے مسلمان رئیس - ملا اور سرداران قبائل ہین اونکو ترغیب

دیگر مین سارے ترکستان مین غدر کرادونگا۔ اِن سب باتون کا خیال کرکے روسی افسر خوب جانتے ہین کہ میری زندگی مین ہرات پر حملہ کرنا محال ہے اسلئے کہ مین اونکی خبر لینے کے لئے پورا تیار ہون۔

اب رہی افغانستان کی شمالی ومغربی سرحد مین نے اوسکے لئے سرحد کے اختتام پر قلعہ وہداوی بنایا ہے جو بلخ کی حفاظت اور استحکام کیلئے تعمیر ہوا ہے۔ یہ قلعہ بارہ برس مین تیار ہوا اور ہزارہا مزدورون نے روز کام کیا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پہ واقع ہے جہان سے وہ سڑکین نظر آتی ہین جو دریائے جیحون سے سرحد افغانستان کی طرف آئی ہین۔ قلعہ کی دیوارین اور برُج اس طرح زمین مین چھپی ہوئی ہین۔ کہ بھاری سے بھاری توپین قلعہ کو نقصان نہین پہونچا سکتین بعض ماہران فنون جنگ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ قلعے گو کیسے ہی مضبوط ہون مگر آجکل کی

نئی توپون کے سامنے وہ ہیچ ہین۔ مین نے کوئک فائرنگ بحری توپین۔ کرپ۔ ہاچکس۔ نارڈن فلٹ۔ میگزم اور دوسرے بہترین اقسام کے سامان جنگ اس قلعہ مین فراہم کئے ہین جو آجکل کسی سلطنت کے پاس ہو سکتے ہین۔ اور اگر ان مین کوئی اور ایجاد ہوگی تو سب سے پہلے مین اُنہین منگاؤنگا۔ اس معاملہ مین مین اپنے ہمسایہ والون سے پیچھے نہ رہونگا۔

روس اگر ہرات پر حملہ کرے گا تو مرو اور عشق آباد کی طرف سے آئیگا جہان سے قندہار اور کوئیٹہ کو سڑک گئی ہے۔ اگر بلخ پر حملہ کرے گا تو تاشقند اور سمرقند کی طرف سے آئیگا اس لئے کہ بلخ اوس سڑک پر واقع ہے جو کابل سے پشاور کو گئی ہے اور اگر فیض آباد و کتغان پر حملہ آور ہوگا تو بدخشان کیطرف سے آئیگا۔ یا اگر روس کا یہ ارادہ ہوا کہ افغانستان اور ہندوستان دونون پر ایک ساتھ ہی حملہ کرے تو پامیر کیطرف سے واخان۔ چترال۔ کشمیر

پر حملہ آور ہوگا - یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ روس کو ہندوستان پر
حملہ کرنے کے لئے برما اور ایران مین کوئی سوراخ ملجائے -
جب روس پنجدیہہ کے قریب آیا مین سے لنے ہرات کی قلعبندی
پہلے سے زیادہ مضبوط کردی - اسپر روس سے لنے بلخ کی طرف سرگرمی
ظاہر کی تب مین سے نے بلخ کو بھی قلعبندی کرکے خوب مستحکم کردیا -
تب روس نے بدخشان اور پامیر کیطرف توجہ کی اسکا جواب مین نے
یون دیا کہ کافرستان فتح کرلیا اور جلال آباد - لم خان - کابل اور
پنج شہر سے سڑکین بنادین اور اوس طرف بھی روسیون سے کے مقابلہ
کے لئے تیار ہوگیا - ۱۸۹۳ء مین مین سے نے سر مارٹمر ڈیورانڈ سے
کہا کہ اگر انگریز ہمسے چترال اور بجور لے لینگے تو مین روسیون کی
دست اندازی سے واخان کو نہ بچا سکون گا - چنانچہ مین سے نے
واخان انگریزون کی ذمہ داری پر چھوڑ دیا اونکو اختیار ہے اوکی
حفاظت کرین یا نکرین - اب چونکہ روسی ایران کی طرف زیادہ

انگلستان یا افغانستان سے جنگ کرے اس لئے کہ گورنمنٹ
روس ایسی جنگ کے لئے تیار نہین ہے بلکہ اوسکا اصول یہ ہہ
کہ آہستہ آہستہ استقلال کے ساتھہ آگے بڑہنا چاہیئے اور اُن
سلطنتون سے تہوڑا ملک لینا چاہیئے جو بہت کمزور ہین اور اپنے
تئین بچا نہین سکتین۔ چنانچہ اس اصول کو روس جاری رکہنا
چاہتا ہے تاکہ بتدریج اوسکی سرحد ایک سرے سے دوسرے
سرے تک سلطنت ہند سے ملجائے جب اس کی تکمیل ہوجائیگی
تب وہ انگلستان سے جنگ چھیڑیگا۔ ایسی حالت مین روس کے
اس منصوبہ کو پورا ہونے کے لئے بہت زمانہ چاہیئے اور اس
درمیان مین ممکن ہے کہ بہت سے ایسے واقعات پیش آئین
جنکی وجہ سے روس اور انگلستان مین جنگ رک جائے۔

صرف بنظر دوراندیشی یہ بحث کیگئی ہے کہ اگر ہندوستان
اور افغانستان دونون مین اتفاق رہا تو روس حملہ نکرسکیگا یا نکریگا

اس سے یہ غرض نہین ہے کہ ہم محض ایک خیالی اطمینان پر بھروسہ
کرکے بالکل غافل ہو جائین - اس سے بڑھکے کوتاہ اندیشی اور
حماقت نہین ہوسکتی اگر ہم روسیون کی دست درازیون کا تدارک کرنے
کے لئے تیار نہ رہین -

ہندوستان اور افغانستان کی طرف روسیون نے جو پالسی
اختیار کی ہے اوسکو روکنے یا بالکل مٹانے کے لئے مین تجویزین
تو بہت پیش کرسکتا ہون مگر بالفعل مین صرف اشارۃً چند ضروری امر
بیان کرونگا - سب سے پہلا اور نہایت ضروری امر جسکی بابت اوّل
ہی زور دیچکا ہون یہ ہے کہ انگلستان اور افغانستان اپنے اتحاد
مین خوب مضبوط بنے رہین - جب تک یہ اتحاد قائم رہیگا روس کبھی
نہ ہندوستان پر حملہ کریگا نہ افغانستان پر - جو انگریز یہ کہتے ہین کہ
ہرات یا کسی اور حصہ افغانستان کے لئے ہم کیون روس سے
لڑین وہ محض جاہل ہین - اونکو معلوم نہین کہ ہرات - ہندوستان

سرگرمی دکھا رہے ہین اس لئے مجھے ضرور ہے کہ افغانستان کے جنوبی اور مغربی سرحد کیطرف زیادہ توجہ کرون جو ہرات اور قندہار کے درمیان واقع ہے۔ چنانچہ اس طرح روسی مدبر جدہر چاہین اپنی فوجین لیجائین مجھے بھی اپنے مخبرون کے ذریعہ سے برابر خبر رہتی ہے اور دو چند سپاہی اوس مقام پر بھیج دیتا ہون تاکہ اگر روسی بہت قریب آئین تو اونکی مزاج پرسی کرلیجائے۔ اسکے علاوہ میرے دربار مین بدخشان درواز۔ کولاب۔ روشان بخارا کے معزول حکمران موجود ہین اور مین نے ان امیرون اور ترکمانی سردارون کے لڑکون سے اپنا خاص باڈی گارڈ بنایا ہے۔ اس بات سے وہ سب مجھسے بدل خوش ہین اور ہمارے اور اونکے درمیان رشتۂ اتحاد بہت مضبوط ہوگیا ہے۔ اگر روس نے کبھی میرے ملک کا رخ کیا تو یہ چیز بہت کام آئیگی۔ گو مجھے یقین ہے اور روسی بھی خوب جانتے ہین کہ جب تک

ہین زندہ ہون افغانستان اور انگلستان ایک ہین - وہ کبھی ہرات
یا افغانستان کے کسی اور مقام پر حملہ نہ کرینگے - مگر روسی اپنی فوجین
اس حیلہ سے میرے ملک کی سرحد کے قریب جمع کر رہے ہین
کہ اُن سے وہان کی رعایا کی حفاظت مقصود ہے اگر میرے
مرنے کے بعد افغانستان مین بلوہ ہو تو اپنی رعایا کو بچا سکین -
اس سے یہ معنی نکلتے ہین کہ گویا میری موت افغانون کے لئے
اشارہ ہوگی کہ میرے مرتے ہی وہ روس پر حملہ کر دین - پس
مین بھی اگر روسی سرحد کے قریب اپنی فوجین جمع کر دون تو واجبی
ہے اس لئے کہ اگر روسی مسلمان یا روس کی اور بیدل رعایا روس
مین بلوہ عام کرے تو میری فوج کے ڈر سے امن قایم رہے
اسلئے کہ کسی حریص دشمن کو ڈرانے کے لئے ایک زبردست فوج
کا وجود ہی بس ہوتا ہے -

مجھے یقین کامل ہے کہ بالفعل روس کی یہ مصلحت نہین کہ

انگلستان یا افغانستان سے جنگ کرے اس لیئے کہ گورنمنٹ
روس ایسی جنگ کے لیے تیار نہین ہے بلکہ اوسکا اصول یہ ہے
کہ آہستہ آہستہ استقلال کے ساتھہ آگے بڑھنا چاہیئے اور اُن
سلطنتون سے تہوڑا ملک لینا چاہیئے جو بہت کمزور ہین اور اپنے
تئین بچا نہین سکتین۔ چنانچہ اس اصول کو روس جاری رکہنا
چاہتا ہے تاکہ بتدریج اوسکی سرحد ایک سرے سے دوسرے
سرے تک سلطنت ہند سے ملجائے جب اس کی تکمیل ہوجائیگی
تب وہ انگلستان سے جنگ چھیڑیگا۔ ایسی حالت مین روس کے
اس منصوبہ کو پورا ہونے کے لیئے بہت زمانہ چاہیئے اور اس
درمیان مین ممکن ہے کہ بہت سے ایسے واقعات پیش آئین
جنکی وجہ سے روس اور انگلستان مین جنگ رک جائے۔

صرف بنظر دور اندیشی یہ بحث کیگئی ہے کہ اگر ہندوستان
اور افغانستان دونون مین اتفاق رہا تو روس حملہ نکرسکیگا یا نکریگا

اس سے یہ غرض نہین ہے کہ ہم محض ایک خیالی اطمینان پر بھروسہ کر کے بالکل غافل ہو جائین۔ اس سے بڑھکے کوتاہ اندیشی اور حماقت نہین ہو سکتی اگر ہم روسیون کی دست درازیون کا تدارک کرنے کے لئے تیار نہ رہین۔

ہندوستان اور افغانستان کی طرف روسیون نے جو پالسی اختیار کی ہے اوسکو روکنے یا بالکل مٹانے کے لئے مین تجویزین تو بہت پیش کر سکتا ہون مگر بالفعل مین صرف اشارۃً چند ضروری امر بیان کرونگا۔ سب سے پہلا اور نہایت ضروری امر جسکی بابت اوّل ہی زور دیچکا ہون یہ ہے کہ انگلستان اور افغانستان اپنے اتحاد مین خوب مضبوط بنے رہین۔ جب تک یہ اتحاد قائم رہیگا روس کبھی نہ ہندوستان پر حملہ کریگا نہ افغانستان پر۔ جو انگریز یہ کہتے ہین کہ ہرات یا کسی اور حصہ افغانستان کے لئے ہم کیون روس سے لڑین وہ محض جاہل ہین۔ اونکو معلوم نہین کہ ہرات۔ ہندوستان

کی کنجی ہے۔ ہرات کے لئے لڑنا عین ہندوستان کے لئے لڑنا ہے
اگر روس نے ہرات اور افغانستان لے لیا تو پھر اوسے
ہندوستان پر حملہ کرنے مین کچھ دقت ہی نہ ہو گی اس لئے کہ جب
ہندوستان کی سرحد روس کی سرحد سے جا ملیگی تو اوس وقت
انگلستان کو ہندوستان مین حکومت کرنا بہت دشوار ہو گا ایک
بڑی فوج رکھنے کی ضرورت ہو گی۔ اتنی بڑی کہ ہندوستان کا
خزانہ اوس کے بار کا متحمل نہ ہو سکیگا۔ اسکے علاوہ جب روس
ہندوستان کا ہمسایہ ہوگا تو اور بہت سی پیچیدگیان اور دقتین پیش
آئین گی۔ خصوصاً جو وقت افغانستان اور ترکمان کے بہادر سپاہی
روسی جھنڈے کے نیچے لڑ رہے ہونگے تو اوس وقت انگلستان
کو اپنی حفاظت اور اپنے مقبوضات کے بچانے کے لئے
ایک لشکر عظیم درکار ہو گا اگر انگلستان کی نیت یہ نہین ہے کہ امیری
گورنمنٹ کے ساتھ جو اس مضمون کے عہدنامے ہوئے ہین کہ

انگلستان بمقابلہ روس افغانستان کو بچائیگا) توڑے جائین اور ہرات کے معاملہ مین روس سے لڑنا بھی نہین چاہتا ہے تو اُن صاحبون کو چاہیئے کہ اس پالسی کا عام اعلان نہ کرتے بہرین اسلیئے کہ اگر روس افغانستان پر حملہ کرے گا تو وہ حملہ محض ہندوستان پر حملہ کرنیکی غرض سے ہوگا۔ جب تک روس یہ جانتا ہے کہ انگریز اور افغان دونون یکدل ہین۔ دونون ساتھہ لڑینگے یا دونون ساتھہ مرینگے۔ تب تک وہ کبھی دونون مین کسی پر حملہ نہ کرے گا۔ اسلیئے کہ جانتا ہے کہ دونون کی متحدہ قوت اوس کے لیئے بہت زیادہ ہے دوسرا امر یہ ہے کہ جب تک انگلستان روس کی رفتار نہ روکے وہ نہ رکیگا۔ اگر انگلستان اوسکی دست درازیون کو روکنا چاہتا ہے تو اوسکو چاہیئے کہ وہ ضعیف سست اور مجہول پالسی کو ترک کرے جو اب تک گذشتہ انگلش مدبرین کی رائے سے چلتی رہی۔ اگر ایک دفعہ ڈانٹ کر روس سے یہ کہدیا جائے کہ اب اگر آگے بڑھوگے

تو جنگ ہو جائیگی تو وہ بآسانی پیچھے ہٹ جائیگا - مین خوب جانتا ہون
کہ روس اسوقت جنگ کے لئے تیار نہین ہے اور نہ یہ چاہتا ہی
کہ انگلستان کے ساتھہ جنگ ہو مگر جب تک انگلستان روسی
دست اندازیون پر خاموشی اور بے پروائی ظاہر کرتا رہیگا تب تک
روس آہستہ آہستہ بڑہتا ہی چلا جائیگا - اگر روس نے افغانستان
ایران یا ٹرکی ان تینون ملکون مین سے کسی ملک پر قبضہ کرلیا یا
اوسے اپنے دائرہ اختیار مین لے لیا تو باقی دو ملکون کو ضرر پہونچیگا
اور ہندوستان پر بھی اسکا اثر ہوگا - لہذا اگر وہ ان ملکون مین سے
کسی ملک کو لینا چاہے تو اوسکی مخالفت کرنا چاہیئے -

سعدی فرماتے ہین -

سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل	چو پر شد نباید گرفتن بہ پیل

تیسرا طریقہ ہندوستان کیطرف روسی دست درازیون کے روکنے
کا یہ ہے کہ انگلستان کو چاہیئے کہ افغانستان کو روپیہ اور سامان جنگ

وغیرہ کی مدد دیکر خوب مضبوط کرلے اور روس سے صاف صاف
کہدے کہ اگر میری زندگی مین یا میرے بعد افغانستان کے
معاملات مین کوئی دست اندازی کیجائے گی یا تخت کابل کیلئے
کوئی دعویدار کھڑا کیا جائیگا تو روس اور انگلستان مین جنگ ہوگی۔
جب تک افغانستان کے پاس کافی روپیہ اور ہتیار ہین۔
اوسے اسبات کی ضرورت نہین اور نہ وہ چاہتا ہے کہ انگریزی
فوج روسیون سے لڑنے کے بہانے کسیوقت ملک مین داخل ہو البتہ
اُسوقت افغان انگریزی فوج کو بخوشی اپنے مُلک مین
آنے دینگے ۔جب یہ دیکھین گے کہ روسیون سے انہون نے
شکست فاحش کہائی۔ اور اب کوئی ذریعہ ملک بچانیکا نہین ہے
مگر جب تک افغانون مین خود لڑنیکا دم باقی ہے وہ دشمن کو اپنے
ملک سے نکالنے کے لیئے انگلستان یا روس کے ایک سپاہی
کو بہی اپنے ملک مین قدم رکہنے کی اجازت نہ دینگے اور ایسا ہی

کرنا بھی چاہیئے ورنہ پھر اوس فوج کو اپنے ملک سے نکالنا جسے خود بلایا ہو محال ہوگا۔ وہ ہمیشہ اسی ملک مین رہنے کا بہانہ ڈھونڈیگی اور یہ کہیگی کہ وہ قیام امن کے لیئے رہنا چاہتی ہے۔ ایسی حالت مین اگر انہون نے دیکھا کہ ملک مین امن ہے اور لوگ اونکے رہنے سے ناراض ہہین تو بس وہ وہین رہین گے۔ اگر لوگون نے انپر بلوہ کیا تو اوسوقت یہ کہا جائیگا کہ جبکہ تم خود اسکا باعث ہوئے پھر ہمین اپنے وعدہ کی پابندی کہ تمہارا ملک تمہین واپس دین کچھ ضرور نہین۔"

اگر انگلستان اور روس نے اتفاق کر کے یہ چاہا کہ افغانستان آپس مین تقسیم کر لین تو یہ یقین سمجھنا چاہیئے کہ ہندوستان مین دونون کی جنگ کی بنا پڑی اور ایسا عہدنامہ ہوتے ہی یہ جنگ واقع ہو گی اگر اس طرح افغانستان کی تقسیم ہوئی تو بلخ۔ ترکستان۔ کتغان۔ ہرات اور فراح جو ممالک ہندوکش کی مغرب مین واقع

ہین وہ روس کے حصتہ مین آئین گے اور یہی افغانستان کے
بہت شاداب وزرخیز خطے ہین - اب رہا جلال آباد و کابل یہ دونون
انگریزون کے ہاتھ آئینگے اور انکا محاصل اتنا بھی نہین کہ اخراجات
کے لئے کافی ہو - یہ بڑی غلطی ہے کہ کارپردازان برٹش میری
دوستی مین شک کرین جب وہ دیکھتے ہین کہ والی افغانستان
عقلمند - زبردست وفادار ہے تو اونکا فرض ہے کہ اوس کی حمایت
کرین اسلئے کہ اسی مین اونکا فائدہ ہے - اگر تخت کابل پر کوئی کمزور
ناتجربہ کار - بے اعتبار شخص امیر ہوتا تو البتہ افغانستان اور
ہندوستان دونون کے لئے خوف تھا -

میری چوتھی رائے یہ ہے کہ انگریزون کو ایران وٹرکی سے
غافل نہونا چاہیئے جیساکہ چندسال سے ہورہے ہین - اونکو چاہیئے
ان دونون ملکون کو روس کے پنجہ سے بچائین اور اس بات کی
کوشش کرین کہ ایران وٹرکی مضبوط ہون اور اون سے دوستانہ

تعلقات بڑہتے جائین - میری راے کے موافق جو مین اوپر
بیان کرچکا ہون انگلستان کو چاہیئے کہ ایران - ٹرکی اور افغانستان
مین اتحاد ثلاثہ قائم کراے جسکے یہ معنی ہونگے کہ روس کے سامنے
ساری اسلامی دنیا کی ایک مضبوط دیوار کہڑی ہو جاے گی جو
روسیون کی دست درازیون مین سد سکندری کا کام دیگی - علاوہ
برین اس سے یہ نتیجہ ہوگا کہ تمام ایشیا مین جہان روسی دست
اندازیان جاری ہین ایک عام امن قائم ہو جائیگا اور آیندہ کسی
خوفناک جنگ کا اندیشہ باقی نہ رہے گا - یہ ظاہر ہے کہ جب یہ تینون
اسلامی سلطنتین جو ہم ملت ہین متحد ہو جائینگی اور انگلستان کی دوست
ہونگی تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ کل اسلامی دنیا انگلستان کے ساتہہ
ہو گی -

میری پانچوین تجویز یہ ہے کہ انگلستان اور افغانستان دونونکو
چاہیئے کہ اپنی فوجین نہایت آراستہ رکہین - اپنی رعایا کی آسودگی

اور بحالی کی طرف توجہ کرین اور فوج اسقدر رکھین کہ دشمن کے
مقابلہ کے لئے کافی ہو جسطرح بیمار ہونے سے پہلے کوئی مقوی
دوا کھانا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ بیمار ہوکر مرض کی دوا کا استعمال کرنا
ایک شاعر کہتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ امن قایم رہے تو جنگ
کی تیاریان ظاہر کرو۔ رعایا کو خوش آسودہ اور تعلیم یافتہ کرنے سے
ملک کی بنا مضبوط ہوتی ہے اس لیئے کہ رعایا مثل دیوارون کے
ہین جن پر سلطنت کی عمارت قایم ہے۔

افغانستان کی آسودہ حالی اس طرح ممکن ہے کہ صنعت و حرفت
کو ترقی دیجائے اور تجارت کے ذرایع وسیع کئے جائین تاکہ رعایا
کو کسب معاش کا ذریعہ ملے اور آرام سے زندگی بسر کرسکین۔ دوسرا
ذریعہ یہ ہے کہ فاتح اور مفتوح اقوام مین ربط ضبط بڑھایا جائے
اور لوگون کے خیالات پر غور کیا جائے۔ اونکی فریاد سنی جائے
اور بلا امتیاز قوم و ملت و رنگ و مذہب سبکو مساوی حقوق دے

جائین - مین روسیون کے اس اصول کی تعریف کرتا ہون جو انہون نے روسی ترکستان مین اپنی مشرقی رعایا کے ساتھہ برتا ہے۔ وہان کے دیسی لوگ فوج مین کرنل اور جنرل تک کی خدمت پاتے ہین اور آپس مین دونون قومین شادی بیاہ تو اکثر کرتی ہین۔ وہان ہندوستان کا سا حال نہین ہے جہان اس قسم کی شادیان بہت شاذ و نادر ہوتی ہین اور انگریز ہمیشہ ہندیون سے الگ الگ رہتے ہین - اگر کوئی انگریز کسی ہندوستانی عورت سے شادی کرلے تو اپنی گروہ مین نکّو بنتا ہے اور سب انگریز اوسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اسکا نتیجہ یہ ہے کہ انگریز اور ہندوستانی ایک دوسرے کے خیالات اور حالات پر غور نہین کرسکتے اور ایک دوسرے سے بالکل اجنبی رہتے ہین۔

ایک اور بات ہندوستان مین قابل افسوس یہ ہے کہ وہ دوستانہ تعلقات جو قدیم انگریز عہدہ دارون اور ہندوستانیون

مین ہوا کرتے تھے اب بہت کم ہین کیونکہ نئے تعلیم یافتہ نوجوان
سولین جو امتحانات پاس کرکے انگلستان سے ہندوستان کو آتے
ہین اُنہین کچھ دینوی تجربہ نہین ہوتا اور اپنی مدت ملازمت کو
ہندوستان مین ایک عارضی چیز سمجھتی ہین اور چونکہ اب ہندوستان
اور انگلستان کے درمیان آمدورفت کے ذرایع آسان ہوگئے
ہین اس لئے وہ اپنے دوستون سے ملنے کے لئے جلد جلد
ولایت جاسکتی ہین اور ہندوستان مین کسی سے دوستی پیدا کرنا
نہین چاہتے۔ بخلاف اسکے پہلے یہ دستور تھا کہ قدیم اینگلو انڈین
لوگ ہندوستان مین بودوباش اختیار کرتے تھے۔ اسے اپنا گھر سمجھتے
تھے اور ہندوستانیون سے دوستی و رسم وراہ بڑہاتے تھے۔

یہ بیان کرکے کہ ہندوستان اور افغانستان پر روس کا حملہ
کرنا ممکن ہے اور کن ذرایع سے یہ حملہ رک سکتا ہے مین اب
یہ ظاہر کرونگا کہ روس کہان تک اپنے خیالات مین غلطی پر ہے۔

اور آیا ہندوستان پر حملہ کرنا ممکن ہے یا ہنین۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مجھے افسوس ہوتا ہے اس لئے کہ میرے روسی دوست جنھون نے میری بڑی خاطر و مدارات کی مایوس ہونگے۔ مگر مین اون سے سچ کہتا ہون کہ جبتک افغانستان روس کا شریک نہو ہندوستان کا حملہ غیر ممکن ہے اور اس حملہ مین افغانستان روس کا ساتھہ دے یہ امر زیادہ تر محال ہے۔ اگر روسی مجھے اپنا سچا دوست سمجھکر میری نصیحت سنین تو مین درحقیقت انہین ایک بہت ہی عمدہ رائے دونگا اس لئے کہ مین اونکا مرہون منت ہون۔ اونکو چاہیئے کہ اس بازی سے باز آئین اس کا نتیجہ روس کے لئے تباہی ہے اور یقیناً اس نقل کا مصداق ہوگا جو مین ذیل مین لکھتا ہون۔

ایک شخص بہت دبلا تھا اور اوس کی جورو یہہ چاہتی تھی کہ خوب موٹا ہوجائے اوسے بھڑون کے چھتے چھیڑنے کا بڑا

شوق تہا گو عورت اوسے منع کرچکی تہی کہ ایسا نہ کیا کر

ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ بہڑین چھتے سے نکلکر اوسے چمٹگئین خوب ڈنکھہ مارے۔ جب وہ گہر آیا تو تمام جسم سوجا ہوا اور منہ بھی ورم سے پہولا ہوا تھا۔ اوسکی جورو یہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اوس سے پوچہنے لگی کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہوئی۔ اوس نے جواب دیا کہ بہڑون نے کاٹا ہے اور درد سے سخت تکلیف ہے اوسکی جورو دعا مانگنے لگی کہ یا اللہ اوسکا درد جاتا رہے مگر ورم نجائے لیکن بدقسمتی سے اولٹا اثر ہوا۔ ورم تو تحلیل ہوگیا مگر خون مین زہرباد پیدا ہوگیا۔ یہی انجام روس کا ہوگا۔ اگر اوسنے ہندوستان پر حملہ کیا۔ وہ ہندوستان نہ لے سکیگا مگر جنگ عظیم کا صدمہ اور درد باقی رہیگا اور اوسکے رنج کو بڑہائیگا۔

اگر آیندہ کوئی والی افغانستان ہندوستان کے حملہ مین روس سے ملجائیگا تو اوس امیر کی دوستی وحمایت کسی اور سلطنت

کی اعانت سے بڑھکر مفید ہو گی اس لیئے کہ وہ ہندوستان
سے بہت قریب ہو گا مین اوپر بیان کرچکا ہون کہ ایسا اتفاق بالکل
غیر ممکن ہے اور یہ مسئلہ نہایت نازک اور دشوار ہے - بالفرض اگر
کوئی امیر آیندہ ایسی حماقت کرے کہ روس یا انگلستان کو بلاکر اپنے
ملک پر قبضہ دے یا ملک مین سے گذرنے دے تو اوسکا نتیجہ
وہی ہوگا جو شاہ شجاع کیوقت مین ہوا یعنی افغانون نے شاہ شجاع
کو مار ڈالا اور اُن انگریزونکو بھی تہ تیغ کیا جو شاہ شجاع کے بلانے
سے ملک مین آئے تھے غالباً انگلش گورنمنٹ دو تجربہ اُٹھانے
کے بعد اب تیسرے تجربہ کی کوشش نہ کریگی اور اگر روس کو کچھ
عقل ہے تو وہ انگریزون کے حادثات سے ایک سبق لیگا اور
افغانستان کے معاملات مین دخل نہ دے گا گو کوئی امیر افغانستان
بھی اونکو بلائے -

افغانستان کا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ۱۸۱۶ء سے پہلے

کشمیر اور دوسرے سرحدی اضلاع جو اب سلطنت ہند مین شامل
ہین سب میرے آبا و اجداد کے زیر حکومت تھے۔ شاہ شجاع
کے زمانہ سے انگریزون نے افغانستان کے معاملات مین دخل
دینا شروع کیا اور ایک ایک کرکے سب لے لئے۔ جب کبھی
اُنھین موقع ملا کوئی نہ کوئی حصّہ ضرور لیا۔

مثلاً لارڈ لٹن نے یہ پالسی اختیار کی کہ ملک کو کمزور کرنے کے
لئے چترال سوات پشین۔ قلعات امیر شیر علی سے علحدہ کر لئے
جائین تاکہ افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستون
مین تقسیم ہو جائے۔ بعدازان انگریزون نے امیر یعقوب سے
۲۶ مئی ۱۸۷۹ء مین صلحنامہ گندمک لکھوایا جسکی رو سے پشین
سیبی۔ کرم۔ شنواری۔ خیبر اور بہور کوٹال لے لیا۔

افغانستان کا کل جنوبی حصّہ جو اپر سندھ کی سرحد کے جنوب
مین واقع ہے انگریزون نے اسی طرح اپنی فارورڈ پالسی کی

تکمیل کیلئے دبا لیا۔ اور اسکا سارا بار بیچارے فاقہ مست ہندوستان
کے سر منڈھا یہہ اب برٹش بلوچستان کہلاتا ہے گو وہان ۹۰ فیصدی
افغان بستے ہین اور صرف دس فیصدی بلوچی۔

پھر انگریز آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے آگے بڑھے اور بجور۔
دیر۔ سوات۔ نواجی۔ بلندخیل۔ چغانی۔ وزیری۔ اور ٹوچمن پر قبضہ
کرلیا۔ جب ہین نے اسمار مہمند اور کافرستان دینے سے انکار
کیا تو گورنمنٹ ہند بہت ہی چراغ پا ہوئی۔ وہ یہ نہین سمجھتی کہ جسقدر
سرزمین ہند اور سرحد آگے بڑھائی جائے گی اوسی قدر اوسکی زیادہ
حفاظت کرنی ہوگی اور بار خرچ اتنا ہوگا کہ گورنمنٹ ہند متحمل نہو سکیگی۔
اس مین شک نہین لارڈ لارینس نے جو سرحد قائم کی تھی وہ بہت
ہی دانشمندانہ اصول پر تھی۔ اب جو سرحد قایم ہوئی ہے اوسمین
بیرونی حملہ کا زیادہ خطرہ ہے بہ نسبت اوس سرحد کے جو پہلے
تھی۔ روسیون کا اصول یہ ہے کہ کمزور کو دباؤ اور طاقتور کو چھوڑدو

مثلاً ۲۵ سال کا زمانہ گذرا کہ وہ موقع پاکر ترکون سے لڑا بعد ازان افغانستان کیطرف رخ کیا مگر جو نہین اوس نے دیکھا کہ ملک اب ایک قوی امیر کے زیر حکم ہے لیکن چترال اور کشمیر کیطرف سناٹا ہے اوس نے جھٹ سے پامیر پر قبضہ کرلیا۔ جب انگریزون نے کشمیر اور چترال پر قلعبندی کردی تب وہ چین اور ایران کیطرف متوجہ ہوا۔ بالفعل وہ اس گہات مین ہے کہ میرے مرنے کے بعد یا کوئی اور اچھا موقع دیکھکر افغانستان پر حملہ کردے۔

اگر روس انگلستان اور افغانستان کی متحدہ فوجون کے مقابلہ مین اس طرحپر حملہ کرنا چاہے کہ ایک فوج کشمیر اور چترال پر حملہ کرنے کے لئے پامیر کیطرف سے بہیجے۔ دوسری فیض آباد اور کتغان پر حملہ کرنے کے لئے بدخشان کی طرف سے روانہ کرلے تیسری بلخ پر حملہ کرنے کے لئے سمرقند و تاشقند کیطرف سے بہیجے۔ چوتھی ہرات پر حملہ کرنے کے لئے مرو عاشق آباد اور کشک

کیطرف سے روانہ کرے اور پانچوین قندہار وکوئیٹہ پر حملہ کرنیکے لئے ایران کیطرف بہیجے تو ظاہر ہے کہ ایسی جنگ کے لئے بہت کچھہ روپیہ کی ضرورت ہوگی اور روس کو اپنی فوج متعدد حصوںمین تقسیم کرنا پڑے گی۔ چونکہ روس کو چین۔ جاپان۔ آسٹریا۔ جرمنی اور ٹرکی کے قریب سرحدون کی حفاظت کے لئے ہمیشہ ایک بڑی فوج کی ضرورت ہے اسکے علاوہ ملک کے اندرونی بلوے اور ترکمانی مسلمان اور دوسرے بیدل رعایا کے ہنگامے فرو کرنے اور اپنا ملک محفوظ رکہنے کیلئے بہی فوج درکار ہوگی اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس جنگ کے لئے تمام مقامات سے جو اوپر بیان ہوئے ہین بہت ہی تہوڑی فوج بہیج سکتا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے دستے ایک دوسرے سے بہت دور رہین گے۔ غرض اس جنگ کے لئے نہ روس کے پاس کافی فوج ہے اور نہ اتنا روپیہ کہ رسد اور باربرداری کا سامان مہیا کرسکے۔

بالفرض اگر اوس نے محض ہرات۔ بلخ اور سرحد افغانستان پر حملہ کرنا چاہا تو ایسی حالت مین اگرچہ مین اپنی فوج کی تعداد نہین بتاتا) مین یقینا کہہ سکتا ہون کہ مجھے انگریزی فوج سے مدد لینے کی مطلق ضرورت نہ ہوگی۔ اگر انگلستان نے یورپ مین روس پر حملہ کر کے گولہ باری شروع کردی تو مین جانتا ہون کہ اوس کی فوج کافی نہوگی کہ میرا مقابلہ کر سکے اور اون مسلمان شاہان معزولین سے لڑے جو اسوقت میرے دربار مین موجود ہین شاہ کولاب۔ درواز۔ بدخشان شغنان۔ روشان اور بخارا اپنے عزیزون اور دوستون کے ذریعہ سے وہ آگ لگائینگے کہ روس کو ٹھہرنا دشوار ہوگا۔

بالفرض اگر روس نے ہرات یا بلخ پر حملہ بھی کردیا اور اگر انگلستان نے باوجود عہد وپیمان کے افغانستان کو مدد دینے سے انکار کیا تو کیا ہوگا۔ غالباً روسی یہ سمجھتے ہونگے کہ جسطرح ۱۸۸۵ء مین پنجدیہ پر قبضہ کرلیا اور صاحب بہادرون نے چون نہ کی اسی طرح ہرات

یا بلخ پر بہی قبضہ کر لینگے۔ مگر میرے روسی دوست بہت غلطی پر ہین اگر ایسا خیال ہے۔ جب تک افغانو نمین ایک شخص بہی زندہ رہیگا وہ ہرات تو کیا اپنی ملک کی ایک انچہ زمین بہی روسیو نکو نہ لینے دینگے اور اگر بالفرض روسیون کو نکال نہ سکے تو اوسوقت افغانستان انگلستان کی نذر کرین گے اگر انگلستان اور افغانستان کی مجموعی فوجین بھی ہرات اور بلخ پر روس سے پسپا ہوئین تب وہ کابل۔ غزنی اور قندہار مین آکر جمینگے اور یہان سے لڑینگے اور اسی طرح تیسرا مقام کوئٹہ۔ پشاور اور چترال ہوگا۔ ان سب حالتون مین انگریز و افغان ہی نفع مین رہین گے۔ اسلئے کہ اپنے ملک مین لڑینگے اور یہ یاد رہے کہ ایک ایک سپاہی ایک ایک کسان اور کاشتکار روس کا مقابلہ کریگا اور افغانستان کے لئے اپنی جان فدا کریگا روس اوسی طرح گہاٹے مین رہیگا جسطرح کہ ہنری اول بادشاہ فرانس تہا جب فرانس اور اسپین مین جنگ ہوئی تھی۔ اگر بہت بڑی فوج لائیگا تو سپاہی فاقون مرینگے اور اگر

تہوڑی فوج لائیگا تو وہ بآسانی افغانون کا نوالہ ہوگی۔ دوسرا فایدہ
انگلستان اور افغانستان کو یہ حاصل ہے کہ بالفرض اگر پہلے وار
مین شکست کھائی تو پیچھے ہٹکر پھر لڑنے کے لئے دوسرا اور
تیسرا مقام موجود ہے۔ البتہ روسیون کے لیے اسقدر فاصلہ طے
کرکے آنا اور سارے لوازمات فوج پیچھے مسلمان ترکمانون اور
افغانون کے قابو مین چھوڑ آنا بہت خطرناک چیز ہے۔ اگر روسیون
نے شکست کھائی تو یہ بڑی عظیم الشان سلطنت جس کے اجزا رشتۂ
محبت سے نہین بلکہ جبر سے بندہے ہوئے ہین اس طرح منتشر
ہوجائینگے جیسے دہاگا کھینچنے سے کسی مالے کے موتی۔
روس کی کیا طاقت ہے کہ سندہ تک لڑتا چلا جائے اور برابر لڑائی
جاری رکہے۔ اس کے لئے ہزارہا کرور روپیہ کی ضرورت ہے
اور لڑنے کے لئے ایک مدت چاہیئے۔ روس اپنے ملک
کے افلاس کیوجہ سے اسکا مقتدر نہین ہوسکتا اور اوسکے پیچھے

خود اوسکے ملک مین صدہا فتنے برپا ہونیکا اندیشہ ہے۔

بہرحال اگر لڑائی شروع ہونی ہے تو ہرات ہی پر شروع ہو۔ انگریزون کا اسی مین فائدہ ہے اس صورت مین افغان انگریزون سے روپیہ اور ہتیارون کی مدد سے ایشیا مین خوب لڑینگے اور اور یورپ مین رشیا انگریزون پر چھوڑ دینگے وہ وہان اونکی خبر لے لین۔ انگلستان کو یہ چاہیئے کہ روسی حملہ کی دفاع کے لیے نہ صرف ہندوستان کی سرحد کی قلعبندی کرے بلکہ بمقابلہ روس افغانستان کے سرحد کی قلعبندی کردے تاکہ حملہ کی نوبت ہی نہ آئے۔

اچھا اب یہ فرض کرو (گو یہ امر ممکن نہین ہے) کہ اگر انگریز ایسی حماقت کرین کہ جب روس کو ہرات و بلخ لیتے ہوئے دیکھین تو بجائے اسکے کہ اونکو ہرات سے نکالین خود بھی (بلا دعوت و مرضی اہل افغانستان) قندہار۔ کابل اور غزنی پر قبضہ کر لین۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا تو

افغانستان اور ہندوستان دونون کے لئے مضر ہوگا اسلئے
کہ افغانستان جو اب روس کے سامنے حائل ہے اوسکی سد راہ
نہ رہیگا اور افغان لوگ انگلستان کی عہد شکنی اور خلاف وعدے سے
ایسے ناراض ہونگے کہ روس کی حمایت مین چلے جائین گے۔
جسکے معنی یہ ہونگے کہ انگلستان کے مقابلہ مین روس اور افغانون
مین یہ عہد و پیمان قایم ہوگا کہ اگر روس انگلستان سے لڑے تو
افغانستان روس کا ساتھ دے۔

روس کو افغانستان کے نہایت شاداب و زرخیز مقامات جو کوہ
ہندوکش کے شمال اور مغرب مین واقع ہین (ترکستان۔ کتغان۔
فراح۔ ہرات) ہاتھ آئینگے اور پشاور سے جلال آباد اور کابل تک
جو صوبہ جات کوہ ہندوکش کے جنوب و مشرق مین واقع ہین اور
بالکل بنجر و غیر مزروعہ زمین ہے انگریزون کو ملیگی۔ اگر روس
و انگلستان نے باہمی معاہدہ کرکے اس طرح پر افغانستان کی تقسیم

کرلی تو ہندوستان کا خزانہ اس نئی سرحد کی قلعبندی اور حفاظت کے لیئے کافی نہ ہوگا اور وہ معاہدہ گویا ہندوستان پر حملہ کرنے کی بنا ہوگا۔

الحمد للہ کہ انگریز و افغان دونون کو خدا نے عقل دی ہے اور وہ سمجھتے ہین کہ اونکی حفاظت اور قوت اتحاد سے ہے۔ اور اونکا زوال نفاق سے ہے۔

ہر ملک کی تاریخ مین ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ قدیم خیال کے مدبرون مین اور نئے ترقی خواہون مین جنگ ہوتی ہے۔ اگر میدان نئے خیالات والون کے ہاتھ رہا تب تو ملک ترقی کرتا ہی قوی اور مہذب بنتا ہے۔

اگر قدیم خیال والے غالب آئے تو قوم ضعف و جہالت مین اور زیادہ غرق ہو جاتی ہے اور بیدلی پھیلتی ہے۔ ایسا ایک وقت انگلستان پر بھی گذر چکا ہے۔ ہندوستان بھی چند سال پہلے

اسی حالت مین تھا مگر شکر ہے کہ وہ بلا ٹل گئی۔ اب اہل ہندوستان
جنہون نے انگریزی طریقہ پر تعلیم پائی ہے اور جنہین خدا نے جوہر عقل
بھی دیا ہے وہ خوب سمجھتے ہین کہ روسیون کے مقابلہ مین برطانیہ کی
حکومت سے کیا کیا فوائد حاصل ہین۔

بالفرض یہ مان لیا جاے کہ انگلستان کے پاس اتنی بڑی فوج
نہین ہے جیسی کہ روس کے پاس ہے مگر مین اپنے روسی دوستونکو
ایک بڑے جنرل نپولین کے یہ الفاظ یاد دلاتا ہون "یہ کبھی نہ معلوم
ہوگا کہ انگریزونکو کب شکست ہوئی" کیون؟ وجہ اوسکی یہ ہے کہ انگریزی
رعایا ایسی جان نثار اور وفادار ہے کہ اس بات کی مطلق کچھ پروا نہین
کرتی کہ انگریزی فوج متواتر پسپا ہوئی یا صدہا اہل وطن مارے گئے
بلکہ اس سے اونکا جوش وفاداری۔ گورنمنٹ کی حمایت اور غنیم کو خاک
سیاہ کرنیکی خواہش اور زیادہ ہوتی ہے۔ یہ جوش محض جزائر برطانیہ
تک محدود نہین ہے بلکہ کل قلمرو مین پھیلا ہوا ہے۔ وہ وطن کی

حمایت مین والینٹیرون کی تازہ بر تازہ فوج بہیجتے ہین یہان تک کہ غنیم کو شکست فاحش ہوتی ہے اور سر اوبہارنے کی قوت باقی نہین رہتی۔ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ گو دولت برطانیہ کے پاس کوئی بڑی فوج تیار نہین مگر ہر متنفس جو برطانیہ کی رعایا سے ہے اوسکے فتحمند جہنڈے کے نیچے لڑنیکے لئے تیار ہے تو سلطنت برطانیہ کی کل رعایا (جو انگلستان کی آبادی سے دس گنی ہے) فوج سمجہنا چاہیئے جو جنگ کے وقت بخوبی برطانیہ کی فوج مین شامل ہوکر لڑیگی۔ اور انگریز اسطرح برسون جنگ جاری رکہہ سکین گے جسکے لئے اونکے پاس بکثرت روپیہ۔ ہتیار اور آدمی موجود ہین یہان تک روس کے کل ذرایع ختم ہوجائینگے اوس وقت فتح انگلستان کی ہوگی جیسا کہ ہر ایک بڑی لڑائی مین ہوتی آئی ہے۔ جو انگلستان کو روس فرانس یا دوسرے دشمنون سے ۔ اپڑی۔

تمت